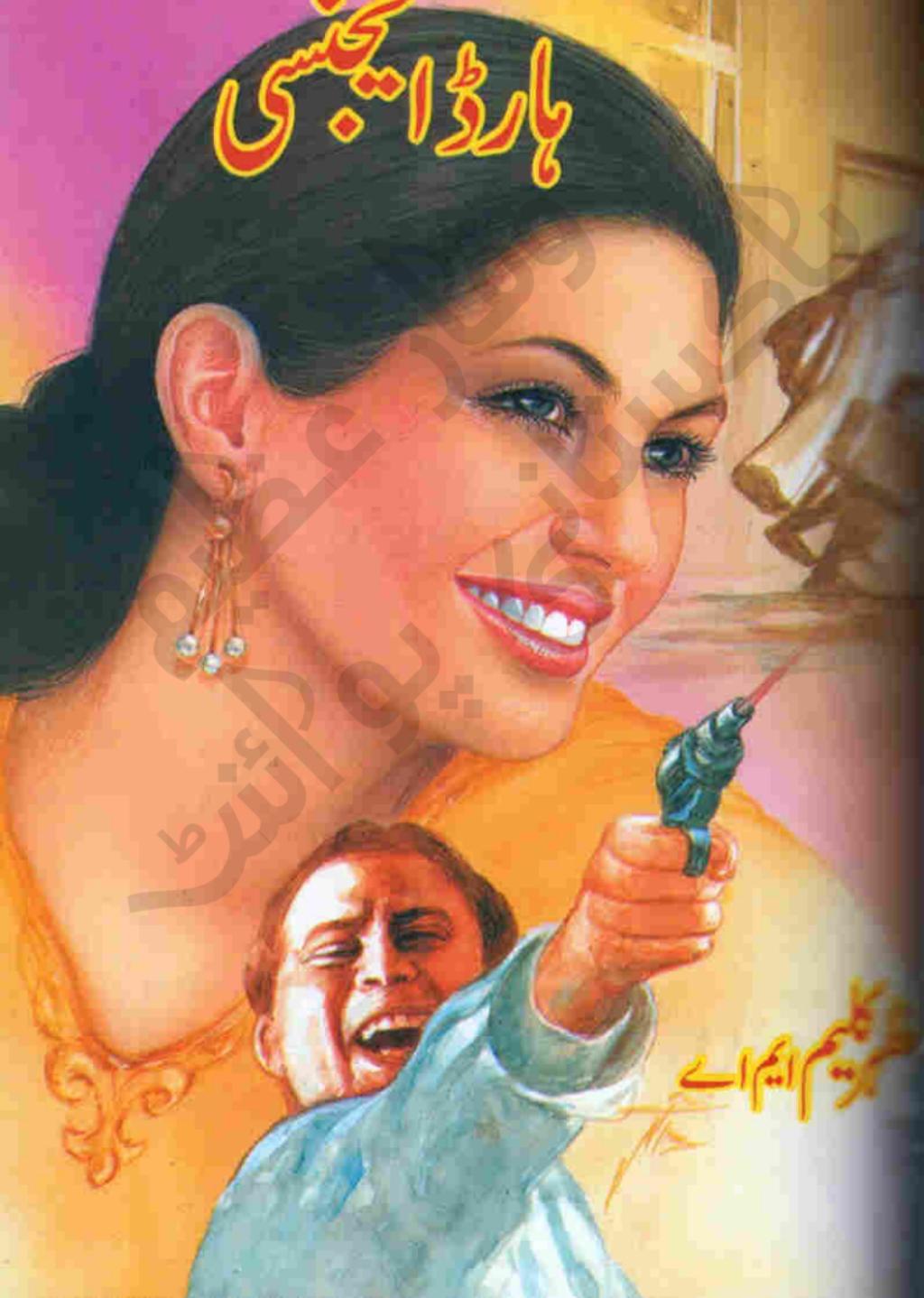


حلاں سینے

ہارڈ ایکسنسی



جوتیم ایم اے

اس طرح کی محدود زندگیاں گزارنے پر کیوں مجبور ہیں۔ کیا ایکسو کی طرف سے ان پر پابندیاں ہیں۔ امید ہے آپ ضرور جواب دیں گے۔

محترم رحمت علی رند صاحب۔ ای میل کا شکر یہ۔ آپ نے جو بات پوچھی ہے اس سلسلے میں عرض ہے کہ عمران کے ساتھیوں کی زندگیاں اس لئے محدود ہیں تاکہ دشمن ایجنت ان تک آسانی سے نہ پہنچ سکیں لیکن اتنی بھی محدود نہیں جتنی آپ سمجھ رہے ہیں۔ دراصل عمران کی مصروفیات تو اکثر بلکہ تقریباً ہر ناول میں کسی نہ کسی انداز میں سامنے آتی رہتی ہیں لیکن اس کے ساتھیوں کے بارے میں مشن سے ہٹ کر کم ہی لکھا جاتا ہے تاکہ ناول کے نمپو اور رواںی میں محول نہ آجائے۔ ان کی صرف ان سرگرمیوں و سامنے لایا جاتا ہے جن کا تعلق مشن سے ہوتا ہے اس سے ہٹ کر ان کی سرگرمیاں سامنے نہیں لائی جاتیں۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

اب اجازت دیجئے۔

والسلام

مظہر کلیم ایم اے

E-Mail.Address

mazharkaleem.ma@gmail.com

ٹائلگر نے کار ریواز کلب کے اندر موزی اور پھر وہ اسے ایک طرف بنی ہوئی وسیع و عریض پارکنگ کی طرف لے گیا۔ پارکنگ میں اکا دکا کاریں نظر آ رہی تھیں کیونکہ دوپہر کا وقت تھا اور دوپہر کے وقت یہاں الیو لا کرتے تھے۔ شام اور خصوصاً رات کو یہاں تسلی دھرنے کی بھی جگہ نہ ہوتی تھی۔ ریواز کلب کا مالک اور جزل مینجر برلن، ٹائلگر کا دوست تھا۔ وہ دس پارہ سال قابل کسی یورپی ملک سے پاکیشیاً آیا تھا اور پھر یہاں اس نے یہ کلب خرید کر اس کا نام ریواز کلب رکھ لیا تھا۔ کلب میں چونکہ زیادہ تر اعلیٰ سطح کے فکشنز ہوتے تھے جن میں زیادہ تر مشہور فیشن شو تھے اس لئے پاکیشیائی دارالحکومت کی اعلیٰ سوسائٹی میں ریواز کلب کو سب سے پسندیدہ کلب کا درجہ دیا جاتا تھا۔ سبی وجہ تھی کہ شام کو لوگ یہاں آنا شروع ہوتے تھے اور رات لئے تھے کلب کی رونقیں عروج پر ہوتی

تھیں۔ چونکہ بیباں اعلیٰ سوسائٹی کے لوگ آتے تھے اس لئے بیباں کا ماحول بھی خاصاً اچھا تھا۔

برٹن نے بیباں ایسے انتظامات کر رکھے تھے کہ اگر کوئی آدمی غیر شریفانہ حرکت کرتا تو بہل میں موجود مخصوص افراد اسے اٹھا کر باہر چھوڑ آتے تھے اور اسے واپس اندر نہ آنے کا کہا جاتا اس لئے بیباں لوگ خاص طور پر محتاط رہتے تھے۔ نائیگر نے اپنے کسی کام کے لئے بہن کو فون کیا تو بہن نے اسے بتایا کہ وہ اس سے فوراً ملنًا چاہتا ہے اس لئے وہ کلب آجائے جس پر نائیگر نے جرأت کا اظہار کیا کہ اس دوپر کے وقت کلب میں آنا حرامت ہے۔ وہ رات کو آ جائے گا لیکن بہن نے کہا کہ وہ اس کا انتظار کر رہا ہے۔

وہ اسے بھاری معاوضے پر ٹریننگ کا کام فوری دینا چاہتا ہے جس پر نائیگر نے اس کی بات مان لی اور اس وقت اس کی کار پارکنگ میں موجود تھی۔ نائیگر کو معلوم تھا کہ بہن صرف کلب تک ہی محدود رہتا ہے۔ ویسے اس کے ہاتھ صاف ہیں اس لئے وہ اس کی قدر بھی کرتا تھا کیونکہ کلب سے متعلق افراد کسی نہ کسی جرم میں اکثر ملوث رہتے تھے۔ کار پارکنگ میں روک کر اور پارکنگ بواۓ سے پارکنگ کارڈ لے کر وہ بجائے کلب کے میں گیٹ سے اندر جانے کے اندر بڑھ کر کلب کی عقبی سائینڈ پر آ گیا۔ بیباں ایک دروازہ تھا جو بند تھا۔ نائیگر نے اس دروازے پر دستک دی تو دروازہ کھل گیا۔ وہاں ایک مسلح گارڈ موجود تھا۔ اس نے نائیگر کو دیکھ کر سلام کیا۔

”برٹن موجود ہے یا نہیں“..... نائیگر نے گارڈ سے پوچھا۔

”باس آپ کے شدت سے منتظر ہیں جناب“..... گارڈ نے بل طرف بجتے ہوئے مودودیانہ لججے میں کہا تو نائیگر سر ہلاتا ہوا اندر فل ہوا۔ وہ چونکہ بہن کے افس میں ہمیشہ اسی راستے سے آتا ہوا رہتا تھا اس نے گارڈ کو بھی اس سے واقع تھے اور بہن کو بھی ہم تھا کہ نائیگر اس راستے سے آئے گا اس نے گارڈ کو اکر باقاعدہ نائیگر کے بارے میں ہدایات دی ہوں گی اس نے ہڈنے نائیگر سے یقینہ کہا تھا۔ تھوڑی دیر بعد نائیگر، بہن کے افس میں داخل ہوا تو بہن اس کے استقبال کے لئے انخکھڑا ہوا۔ ”میں تمہارا ہی منتظر تھا“..... رکی فقرات کی ادائیگی کے بعد فن نے کہا۔

”کیا ہوا ہے۔ کیا ایم ہنسی ہے تمہیں“..... نائیگر نے کرسی پر بچتے ہوئے جرأت بھرے لججے میں پوچھا۔

”ایم ہنسی نہیں ہے۔ غصہ آ رہا ہے“..... بہن نے کہا اور پھر سیور اٹھا کر اس نے کسی کو دو اپنی جوں کے گلاں بھجوانے کا کہہ کر رسکوور رکھ دیا۔

”غضہ آ رہا ہے۔ کس پر اور کیوں“..... نائیگر نے اور زیادہ بیران ہوتے ہوئے کہا۔

”اپنے آپ پر غصہ آ رہا ہے اور اس نے آ رہا ہے کہ میں کیوں شریف آ دی ہوں“..... بہن نے جواب دیا تو نائیگر بے

اختیار نہیں پڑا۔

”تم نہیں رہے ہو جبکہ میرا خون کھول رہا ہے۔۔۔۔۔ برشن سے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”آخر ہوا کیا ہے۔ تم تو کسی کوڑیں کرنے کی بات کر رہے تھے۔۔۔۔۔ نائیگر نے کہا۔

”سنوتا ناچکر۔ پاکیشا میں ایک سائنس دان ہے یا وہ اپنے آپ

کو سائنس دان کہلواتا ہے۔ کہاں ہے، کیا کرتا ہے یہ سب معلوم نہیں ہے۔ یہ کل کی بات ہے کہ رات گئے میرا المازم رینڈ جو نجی

ہال میں جواء کھلوانے کا انچارج ہے، ایک بزرگ اور مقامی آدمی کے ساتھ آیا۔ اس آدمی نے اپنا تعارف ڈاکٹر کمال کے نام سے

کرایا اور اس نے بتایا کہ وہ یہاں سائنس دان ہے۔ اس کے بالوں کا انداز اور آنکھوں پر موئے شیشوں کی عینک دیکھ کر میں نے

اس کی بات پر یقین کر لیا۔ رینڈ نے مجھے بتایا کہ ڈاکٹر کمال اکٹھ کلب میں جواء کھیلنے آتے رہتے ہیں۔ آج بھی وہ شام سے کھیل رہے ہیں اور انہوں نے جوئے میں پچاس لاکھ روپے دے اصل ڈالرز لے گیا۔۔۔۔۔ برشن نے پوری تقریر کرتے ہوئے کہا۔

پہلیکن یہ اتنی بڑی رقم مقامی کرنی میں ساتھ نہیں لے جانا چاہتے اس لئے یہ چاہتے ہیں کہ میں یہ مقامی کرنی رکھ کر انہیں ڈالرز دے دوں۔ ظاہر ہے ان کی تعداد خاصی کم ہو گی۔ میرے لئے یہ کوئی مسئلہ نہیں تھا۔ میں نے ان سے پچاس لاکھ روپے لئے اور

سیف میں رکھ کر وہاں سے ڈالرز نکال کر اور گن کر ایک لفافے

میں ڈال کر ان کو دے دیئے تو وہ شکریہ ادا کر کے چلے گئے۔ کل جب میں نے رقم اپنے اکاؤنٹ میں جمع کرنے کے لئے بھجوائی تو اس میں سے دس لاکھ روپے کے مقابی نوٹ جعلی نکل۔ میں برا جبراں ہوا کہ کیا کلب میں جعلی نوٹ بھی استعمال کئے جا رہے ہیں۔ میں نے رینڈ کو بلا کر پوچھا تو اس نے بتایا کہ کلب میں تو نوکن استعمال کئے جاتے ہیں اور نوکن رقم دے کر کاؤنٹر سے لئے جاتے ہیں اور پھر یہ نوکن دے کر کاؤنٹر سے رقم واپس لی جاتی ہے۔ ڈاکٹر کمال نے بھی نوکنوں سے جواء کھیلا اور پھر نوکن دے کر انہوں نے کاؤنٹر سے رقم لی اور یہاں میرے آفس میں آگیا۔ اگر کوئی گزارہ ہوئی ہے تو کاؤنٹر پر ہی ہوئی ہو گی۔ چنانچہ رینڈ نے انکوارزی کرنے کے لئے کاؤنٹر سے رابطہ کیا تو وہاں سے پہنچا کہ ڈاکٹر کمال نے چالیس لاکھ روپے کاؤنٹر سے حاصل کئے تھے جبکہ یہاں اس نے پچاس لاکھ روپے دے کر ڈالرز لئے۔ اس کا مطلب ہے کہ اس نے دانتہ دس لاکھ روپے کے جعلی نوٹ مجھے دے دیئے اور مجھ سے اصل ڈالرز لے گیا۔۔۔۔۔ برشن نے پوری تقریر کرتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ خاصی لوچپڑ حرکت ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ تمہیں بھی چکر دینے والا اس دنیا میں موجود ہے لیکن تم اس قدر پریشان کیوں ہو۔ تمہارے لئے دس لاکھ روپے کی کیا اہمیت ہے۔ ظاہر ہے وہ یہاں آتا جاتا رہتا ہے۔ پھر آئے گا تو اسے پکڑ لینا اور

معاوضہ لو گے۔ بولو۔۔۔ برٹن نے میز پر مکا مارتے ہوئے کہا۔
”دش لاکھ ڈالر“۔۔۔ نائیگر نے کہا۔

”مجھے منظور ہے۔ کاروباری اصول کے مطابق آدھا معاوضہ پہلے اور آدھا بعد میں۔۔۔“ برٹن نے کہا تو نائیگر جیران رہ گیا۔

”کیا ہو گیا ہے تمہیں۔ صرف دش لاکھ پاکیشائی روپوں کے پیچھے دش لاکھ ڈالر خرچ کرنے جا رہے ہو۔ میں تمہیں سمجھدار کاروباری آدمی سمجھتا تھا۔۔۔“ نائیگر نے جیران ہوتے ہوئے کہا۔

”میں صرف ایک بار اسے شرمندہ کرنا چاہتا ہوں۔ معاوضہ کی مجھے پرواہ نہیں اور تمہیں اس لئے دینے کے لئے تیار ہوں کہ تم واحد آدمی ہو جو اسے ڈھونڈنکالو گے۔۔۔“ برٹن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”سنوا۔ اگر تم اس حد تک جا رہے ہو تو میں تمہارا کام بغیر کسی معاوضہ کے کروں گا۔ یہ میرے ملک کی بدنی ہے کہ یہاں کا ایک سائنس وان اس طرح گھلیا کام کرے۔ کوئی مجرم یا کوئی عام آدمی ایسا کرتا تو مجھے پرواہ نہ ہوتی لیکن ایک سائنس وان کی یہ حرکت ناقابل معافی ہے۔۔۔“ نائیگر نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

”یہ تمہاری محبرانی ہے لیکن میں بہر حال تمہیں معاوضہ دوں گا اور سنوں میں اس سائنس وان کو صرف شرمندہ کرنا چاہتا ہوں ورنہ مجھے اتنی معمولی رقم کی پرواہ نہیں ہے۔۔۔“ برٹن نے جواب دیتے

اپنے دش لاکھ روپے وصول کر لیتا۔۔۔ نائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے دروازہ کھلا اور ایک نوجوان اندر داخل ہوا جس کے ہاتھ میں ٹڑے تھی اور ٹڑے میں اپنی جوں کے دو گلاں رکھے ہوئے تھے۔ اس نوجوان نے ایک گلاں برٹن کے سامنے رکھا اور دوسرا گلاں نائیگر کے سامنے رکھا اور خالی ٹڑے ایک سائینڈ پر موجود چانی پر رکھ کر وہ والیں چلا گیا۔

”دش لاکھ روپے کی واقعی مجھے اتنی زیادہ پرواہ نہیں ہے لیکن مجھے غصہ اس بات پر ہے کہ مجھے شریف سمجھ کر باقاعدہ میرے ساتھ گیم کھیل گئی ہے اور میں اس سائنس وان کو ٹریس کر کے اسے شرمندہ کرنا چاہتا ہوں۔ ہو سکتا ہے کہ اب وہ یہاں نہ آئے جبکہ میرا خون کھول رہا ہے۔ میں اسے بتانا چاہتا ہوں کہ اگر میں شریف ہوں تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ مجھے بے توق بیالا جائے اور یہ کام تم نے کرنا ہے۔ اس سائنس وان ڈاکٹر کمال کو تم نے ٹریس کرنا ہے اور میں تمہیں اس کا باقاعدہ معاوضہ دوں گا۔۔۔“ برٹن نے جوں کا گلاں اٹھاتے ہوئے کہا۔

”تم کوئی اور طریقہ استعمال کرو اسے ٹریس کرنے کا۔ میں تو خاصا برا معاوضہ لیتا ہوں جبکہ تمہارا مسئلہ صرف دش لاکھ روپے کا ہے۔۔۔“ نائیگر نے بھی گلاں اٹھا کر اسے منہ سے لگاتے ہوئے کہا۔

”تمہیں معلوم ہے کہ میں بہت ضدی آدمی ہوں۔ بولو۔ کیا

ہوئے کہا۔

”اس کے حلپنے اور قد و قامت کی تفصیل بتاؤ“..... نائگر نے کہا تو برشن نے میرزی کی دراز کھولی اور اس میں سے ایک تصویری کمال کر اس نے نائگر کے سامنے رکھ دی۔

”یہ اس کی تصویر ہے۔ یہاں خفیہ کبرے سے کھینچ گئی ہے۔

یہاں اس لئے میں نے خفیہ کبرے نصب کرا رکھے ہیں کہ کسی بڑی واردات کی صورت میں مجرموں کی نشاندہی کی جائے۔“ برشن

نے کہا تو نائگر نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے تصویر اخہلی اور اسے غور سے دیکھ لے گا۔ یہ ایک او ہیز عمر آدمی کی تصویر تھی جس کے

بال بکھرے ہوئے تھے۔ آنکھوں پر سیاہ رنگ کا چشمہ تھا جس میں خاص مونٹ شیشے لگے صاف نظر آ رہے تھے۔ وہ کسی دروازے سے اندر کی طرف آ رہا تھا۔ اس نے سادہ سالابس پہننا ہوا تھا۔

”میک ہے۔ ہو جائے گا تمہارا کام“..... نائگر نے تصویر کو جب میں ڈالتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس کے اٹھنے ہی برشن بھی اخہل اور اس نے میرزی کی دراز سے

ایک چیک اخہل کر نائگر کے سامنے رکھ دیا۔

”یہ رکھ لو۔ اس پر میرے دستخط ہیں۔ رقم اپنی مرضی سے لکھ لیا کیونکہ بہر حال تم نے محنت کرنی ہے۔“..... برشن نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اوکے۔ خود ہی پانچ لاکھ ڈالر لکھ کر دے دو“..... نائگر نے

لرا تے ہوئے کہا اور برشن نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کوٹ

اجیب سے قلم نکلا اور چیک پر رقم کا اندرج کر کے اس نے اب نائگر کی طرف بڑھا دیا۔

”تھیکس۔ میں جلد ہی تھیمیں اطلاع دوں گا“..... نائگر نے کہا

چیک کو موڑ کر اور تہہ کر کے جیب میں ڈالا اور پھر مڑ کر وہ نئی سے باہر نکلا۔ تھوڑی دیر بعد وہ عینی گلی میں پہنچ چکا تھا۔ وہاں ہے گھوم کر وہ کلب کے فرنٹ پر آیا اور پھر تیز تیز قدم اخھاتا بٹک کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اب پارکنگ میں پہلے سے کچھ بندہ کاریں موجود تھیں۔ نائگر نے اپنی کار کے قریب پہنچ کر بٹک بوانے کو اشارے سے بلایا۔

”لیں سر“..... پارکنگ بوانے نے قریب آ کر کہا تو نائگر نے

ب سے ایک قدرے بڑی مایت کا نوٹ نکلا اور اسے پارکنگ

ئے کے ہاتھ پر رکھ دیا۔

”یہ۔ یہ کس لئے سر“..... پارکنگ بوانے نے رک رک کر کہا

ن نوٹ اس نے بچالی کی سی تیزی سے جیب میں ڈال لیا۔

”یہ دیکھو۔ یہ صاحب یہاں کلب میں آتے رہتے ہیں۔ تم

ن پہنچنے ہو گے اور تھیمیں لازماً ان کی گاڑی کا نمبر بھی یاد ہو گا

لئکہ پارکنگ بواز کو سینکڑوں گاڑیوں کے نمبر زبانی یاد ہوتے

ا۔“..... نائگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”یہ۔ یہ صاحب تو یہاں بکھی نہیں آئے۔ میں نے تو انہیں بکھی

نہیں دیکھا جاتا" پارکنگ بوانے نے غور سے فونو گرافٹ دیکھتے ہوئے کہا۔
 "کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ یہ تو اکثر یہاں آتے رہتے تھے
 تائینگر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔
 "نہیں جاتا۔ میں غلط بیانی نہیں کر سکتا۔ آپ اپنا نو
 والپیں لے لیں یہیں جو میں کہہ رہا ہوں وہ حق ہے۔ البتہ یہ ہو
 ہے کہ پچھلی رات آتے ہوں۔ میں آدمی رات کے بعد چاہے
 ہوں۔ پچھلی رات کو میری جگہ دوسرے بوانے کی ڈیولی م
 ہے" پارکنگ بوانے نے جیب سے نوٹ نکال کر دیتے ہو
 کہا۔

"کوئی بات نہیں۔ رکھو لو اسے" تائینگر نے کہا اور کہا
 دروازہ کھول کر اندر بیٹھ گیا۔ پارکنگ بوانے کا چہرہ دیکھ کر تھا
 سمجھ گیا تھا کہ پارکنگ بوانے درست کہہ رہا ہے یہیں یہ بات۔
 سمجھ نہ آ رہی تھی کہ پارکنگ بوانے اسے کیوں نہ پہچان سکا۔ اور
 اچانک اس کے ذہن میں ایک خیال آیا کہ یہ سائنس دان
 کمال نیکسی سے یہاں آتا جاتا ہو گا اس لئے پارکنگ بوانے
 پہچان نہ سکا۔ کلب سے نکل کر اس نے کار کا رنگ نشمن کا لوٹہ
 طرف موڑ دیا جہاں اس کا ایک دوست رہتا تھا جو وزارت سا
 میں سیکشن آفسر تھا اور اس کے پاس لیبارٹریوں اور سائنس دان
 بھی ڈیکھ تھا اور اسے یقین تھا کہ اس کا دوست عزیز احمد۔

کمال کے بارے میں ضرور جانتا ہو گا اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ عزیز
 احمد کے ڈرائینگ روم میں موجود تھا۔ آج چونکہ سرکاری تعطیل تھی
 اس لئے اس کا دوست اگر پر ہی تھا۔ تھوڑی دیر بعد ڈرائینگ روم کا
 اندرورفتی دروازہ کھلا اور ایک اعیز عرب آدمی جس نے سادہ سا گھر بیٹو
 لباس پہننا ہوا تھا اندر داخل ہوا۔ یہ عزیز احمد تھا وزارت سائنس میں
 سیکشن آفسر اور ٹائینگر سے اس کی دوستی کاٹھ اور یونیورسٹی سے چلی
 آ رہی تھی اور عزیز احمد کو ٹائینگر کے بارے میں معلوم تھا کہ وہ کسی
 غیر ملکی کمپنی جو سائنسی آلات تیار کرتی ہے، کا پاکیشیا میں نمائندہ ہے
 اس لئے وہ پورے ملک میں گھوٹتا پھرتا رہتا تھا۔

"آج اچانک بغیر اطلاع کے آئے ہو۔ خیرت ہے" رکی
 فقرات کے بعد عزیز احمد نے کہا۔

"سوری۔ میں نے تمہیں ڈسٹریب تو نہیں کیا" تائینگر نے
 مغدرت بھرے لہجے میں کہا۔ اسے واقعی اب اپنے آپ پر غصہ آ
 رہا تھا کہ اسے پہلے فون کرنا چاہئے تھا۔ وہ بس منہ اٹھائے آ گیا
 تھا۔

"اوہ نہیں۔ میں دیے ہی لیٹا ایک کتاب پڑھ رہا تھا۔ اچھا ہے
 تمہارے ساتھ گپٹ شپ ہو جائے گی" عزیز احمد نے کہا۔ اسی
 لمحے ایک ملازم ٹرے اٹھائے اندر داخل ہوا جس میں مقامی مشروب
 کی دو یوتیں ملٹی کلر ٹوٹوپی پر میں لپٹی ہوئی موجود تھیں۔ ملازم نے
 ایک بوٹی ٹائینگر کے سامنے اور دوسری عزیز احمد کے سامنے رکھی اور

خالی ٹرے اٹھائے واپس مزگیا۔
”لو پیئر“..... عزیز احمد نے اپنے سامنے رکھی ہوئی بول اٹھاتے ہوئے کہا۔

”میں تم سے چند معلومات حاصل کرنا چاہتا ہوں۔ ایک سانس دان ہے ڈاکٹر کمال۔ میں نے اس سے ملاقات کرنی ہے۔ میرا ذاتی کام ہے لیکن وہ کہیں نہیں مل رہا۔“ ٹائیگر نے کہا۔
”ڈاکٹر کمال۔ کیا کام ہے تمہیں اس سے“..... عزیز احمد نے چوک کر کہا۔

”دگر شرط ایک بخت سے میرا بھانجا لایتے ہے۔ آخری بار وہ ڈاکٹر کمال سے ملنے گیا تھا۔ میرا بھانجا ریڈ لیبارڑی میں ٹیکیشیں ہے۔ اس نے اپنی بیوی سے کہا کہ وہ ایک سانس دان ڈاکٹر کمال سے ملنے جا رہا ہے۔ اسے کوئی ضروری کام ہے لیکن ایک بخت ہو گیا ہے نہ ہی وہ واپس آیا ہے نہ ریڈ لیبارڑی گیا ہے اور نہ ہی اس سے کوئی رابطہ ہو رہا ہے۔“ ٹائیگر نے ایک قابل قبول کہانی بتاتے ہوئے کہا۔ ظاہر ہے وہ اب عزیز احمد کو برش کے بارے میں اور ڈاکٹر کمال کو ٹریس کرنے کی اصل وجہ تو نہیں بتا سکتا تھا۔

”ڈاکٹر کمال تک تو پہنچنا تقریباً ناممکن ہے۔ سوائے اس کے کہ وہ خود اجازت دیں۔ وہ انتہائی اہم سانسی فارمو لے پر ڈبل زیرو لیبارڑی میں کام کر رہے ہیں۔ وہ سینیٹر سانس دان ہیں اور ڈبل زیرو لیبارڑی کے انچارج ہیں۔ میں تمہیں اس لیبارڑی کے بارے

میں تو کچھ نہیں بتا سکتا کیونکہ یہ ناپ سیکرٹ ہے۔ البتہ ان کی رہائش گاہ کے بارے میں بتا دیتا ہوں۔ وہ غیر شادی شدہ ہیں اور بھتے میں ایک روز اتوار کا دن وہ اپنی رہائش گاہ میں گزارتے ہیں اپنے ملازموں کے ساتھ۔ عزیز احمد نے کہا تو ٹائیگر نے جیب سے تصویر نکالی اور عزیز احمد کے سامنے رکھ دی۔

”کیا یہی ہیں نا ڈاکٹر کمال۔“ ٹائیگر نے کہا۔

”ہاں۔ بیکی ہیں۔ پاکیشا کے بڑے معروف سانس دان ہیں۔ بس یوں سمجھ لو کہ سرتا پا سانس دان ہیں۔“ عزیز احمد نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ ان کے بال اور عینک دیکھ کر واقعی ایسا ہی لگتا ہے۔“ ٹائیگر نے تصویر اٹھا کر واپس جیب میں رکھتے ہوئے کہا تو عزیز احمد بے اختیار بس پڑے۔

”ڈاکٹر کمال کی رہائش ڈاں کالونی کی کوئی نمبر سکشی اے میں ہے۔ یہ ان کی آبائی رہائش گاہ ہے لیکن اب وہ بیباں اکیلے ملازموں کے ساتھ رہتے ہیں بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ صرف اتوار کے روز رہتے ہیں۔ باقی دن رات وہ لیبارڑی میں گزارتے ہیں۔“ عزیز احمد نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ کل اتوار ہے۔ میں جا کر ان سے مل لوں گا۔ تمہارا شکریہ کہ تم نے مجھے گائیڈ کیا۔“ ٹائیگر نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"ایسی کوئی بات نہیں۔ خدا کرے تمہارے بھائیجے کے بارے میں معلوم ہو جائے"..... عزیز احمد نے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر نائیگر اس کا شکریہ ادا کر کے واپس آ گیا۔ اسے خوشی تھی کہ اس نے برٹن کا کام اتنی جلدی کر لیا ہے۔ ایک پیک فون بوچ کے قریب اس نے کار روکی اور پھر نیچے اتر کر وہ فون بوچ میں داخل ہوا اور اس نے کوت کی اندر وہی چھوٹی جیب سے چند سکے نکالے اور انہیں فون بوچ کے مخصوص خانے میں ڈال کر اس نے بن دبایا تو سبز رنگ کا بلب جل اٹھا۔ نائیگر نے رسیور اٹھایا اور تیری سے برٹن کے نمبر پریس کرنے شروع کر دیے۔ آخر میں اس نے رابطہ کا نمبر پریس کر دیا تو دوسری طرف گھنٹی بجھنگی آواز سنائی دی اور پھر رسیور اٹھایا گیا۔

"یہ"..... دوسری طرف سے برٹن کی آواز سنائی دی۔ جنکہ جو نمبر ڈائل کیا گیا تھا وہ برٹن کا مخصوص نمبر تھا۔

"نائیگر بول رہا ہوں"..... نائیگر نے کہا۔

"اوہ تم۔ کوئی خاص بات۔ برٹن بول رہا ہوں"..... دوسری طرف سے جرت ہجرے لبھے میں کہا گیا۔

"میں نے تمہارا کام کر دیا ہے برٹن"..... نائیگر نے قدرے فتحاً نہ لبھ میں کہا۔

"کون سا کام۔ کس کام کی بات کر رہے ہو"..... دوسری طرف سے جرت ہجرے لبھے میں کہا گیا۔

"اے۔ اتنی جلدی بھول گئے تم نے کہا تھا کہ ڈاکٹر کمال کو ٹریس کروں اور میں نے انہیں ٹریس کر لیا ہے"..... نائیگر نے کہا۔

"اتنی جلدی۔ کیا مطلب۔ کیا تم پہلے سے انہیں جانتے تھے۔" برٹن نے انتہائی جرأت پھرے لبھے میں کہا۔

"نہیں۔ میں نے تو نام ہی تمہارے منہ سے سنتا"..... نائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کمال ہے۔ اتنی جلدی تم نے انہیں ٹریس کر لیا۔ کیا معلوم ہوا ہے"..... برٹن نے کہا۔

"ان کی رہائش گاہ ڈاکٹر کا لوگوں کی کوئی نمبر سکھنی اے ہے اور وہ صرف اتوار کو دہاں آ کر رہتے ہیں"..... نائیگر نے کہا۔

"اوہ اچھا۔ اسی لئے وہ ہفتے کو رات کو یہاں آ کر رکھتے ہیں۔" اب سمجھ گیا۔ بہر حال بے حد شکریہ۔ تم واقعی جرت ایگزیٹر ہو۔

اب مجھے پڑھے چل گیا ہے کہ تمہاری اس معاملے میں تعریف غلط نہیں ہے"..... برٹن نے کہا تو نائیگر بے اختیار پس چڑا۔ اس نے رسیور رکھا اور پھر فون بوچ سے باہر آ گیا۔ اب اس کے چرے پر اطمینان کے تاثرات نمایاں تھے۔

نے منہ بنتے ہوئے کہا۔

”تم کسی روز چیف کے ہاتھوں مارے جاؤ گے گیری۔ ذرا خیال رکھا کرو“..... ادھیزر عمر ہنزہ نے مکراتے ہوئے کہا۔

”میں نے کوئی غلط بات کی ہے۔ بولو“..... گیری نے منہ بنتے ہوئے کہا تو ہنزہ بے اختیار ہنس پڑا۔ تھوڑی دیر بعد کار ایک رہائشی کالونی میں داخل ہوتی اور مختلف سڑکوں پر سے گزر کر ایک عامی رہائشی کوٹھی کے پھانک پر جا کر رک گئی۔ ڈرائیور گ سیٹ پر بیٹھے گیری نے تین بار مخصوص انداز میں ہارن دیا تو پھانک کا ایک چھوٹا حصہ کھلا اور ایک مسلسل گارڈ بابر آ گیا۔

”لیں سر“..... آنے والے نے ڈرائیور گ سیٹ پر بیٹھے گیری سے مخاطب ہو کر کہا۔

”تم ہماری شکلیں نہیں پہچانتے۔ اب ہر بار کارڈ دیتے رہیں“..... گیری نے جملائے ہوئے لبج میں کہا اور ساتھ ہی جیب

سے ایک کارڈ نکال کر گارڈ کے ہاتھ پر رکھ دیا۔

”سوری۔ آپ واپس جائیں گے“..... گارڈ نے غصیل لبج میں کہا تو گیری بے اختیار ہنس پڑا اور اس نے جیب سے ایک اور کارڈ نکال کر گارڈ کے ہاتھ پر رکھ دیا۔

”لیں سر۔ او کے“..... گارڈ نے کارڈ واپس کرتے ہوئے اس بار مسکرا کر کہا اور پھر تیزی سے مڑ گیا۔

”تم شرارتؤں سے باز نہیں آتے۔ کسی روز چیف کے غصب کا

کار خاصی تیز رفتاری سے یورپی ملک کرانس کے دارالحکومت پارس کی ایک معروف سڑک پر دوڑتی ہوئی آگے بڑھی چلی جا رہی تھی۔ ڈرائیور گ سیٹ پر نیک نوجوان بیٹھا ہوا تھا جبکہ سائینڈ سیٹ پر ایک ادھیزر عمر آدمی موجود تھا لیکن جسمانی لحاظ سے وہ خاصاً تنومند اور طاقتور دکھائی دے رہا تھا۔

”اس بار تو ہماری جلدی سی گئی ہے ہنزہ۔ درنہ بچھلی بار تو“..... ماہ سک کوئی کیس ہی سامنے نہ آیا تھا“..... کار چلانے والے نوجوان نے سائینڈ سیٹ پر بیٹھے ہوئے ادھیزر عمر سے مخاطب ہو کر کہا۔ اس کا لبچ خاصاً بے تکلفناہ تھا۔

”چیف کہہ رہا تھا کہ خاصاً سخت مشن ہے۔ دیکھو کیا مشن ہے“..... ادھیزر عمر نے مسکرا کر جواب دیتے ہوئے کہا۔ ”چیف تو ہر مشن کو سخت کہہ دیتا ہے۔ اس کا کیا ہے“..... نوجوان

شکار ہو جاؤ گے۔..... خاموش بیٹھے اوہیز عمر ہنری نے منہ بناتے ہوئے کہا تو گیری ایک بار پھر ہنس پڑا۔
 ”تم اب بیوڑھے ہو گئے ہو ہنری اس لئے بہتر ہے کہ اب آفس سنجال لو۔ اب فیلڈ میں کام کرنے کے لئے چوتھی، پھر تی، تیزی، چالاکی، عیاری اور پتھ نہیں کیا کیا ہوتا ضروری ہے جو اب تم میں نہیں ہے۔..... گیری نے سلسل بولتے ہوئے کہا۔

”تمہیں تمہاری چالاکی، عیاری لے بیٹھے گی۔ یہ بڑا سمجھیدہ کام ہے اور تم نے اسے پیچوں کا کھیل سمجھ لیا ہے۔..... ہنری نے منہ بناتے ہوئے کہا تو گیری ایک بار پھر ہنس پڑا۔ اسی لمحے پھانک کھل گیا تو گیری نے کار کو ایک جھٹکے سے آگے پڑھا دیا اور پھر اسے ایک طرف نی ہوئی پارکنگ میں لے گیا جہاں پہلے سے دو کاریں موجود تھیں۔ گیری اور ہنری دونوں کو معلوم تھا کہ یہاں ہر طرف خفیہ کسرے موجود ہیں اور ان کی تمام حرکات و سکنات باقاعدہ مائیز کی جا رہی ہوں گی۔ اس کے ساتھ ساتھ ان کے درمیان ہونے والی گفتگو بھی شیپ کی جا رہی ہو گی اس لئے دونوں خاموش تھے۔

”تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ یہ واقعی ہارڈ اینجنسی کی سطح کا کام بظاہر ہے لیکن تم نے یہ نہیں دیکھا کہ یہ آسان کام کہاں سرانجام ہے۔..... چیف نے کہا۔
 ”پاکیشا میں۔ ایک غیر ترقی یافتہ ملک میں جہاں دولت کے

سوٹی سے میز کی دوسری طرف موجود کرسیوں پر بیٹھ گئے۔
 ”تمہارے نئے ایک اہم منش ہے۔ بظاہر یہ منش بے حد سان ہے لیکن اصل مسئلہ اس منش کو انجانی خفیہ رکھنا ہے۔۔۔ چیف نے سامنے رکھی ہوئی ایک فائل انھا کر کہ ہنری کی طرف بڑھاتے ہے کہا۔
 ”لیں چیف۔۔۔ ہنری نے فائل لے کر اسے کھولتے ہوئے ہا۔۔۔ فائل میں ایک ہی صفحہ تھا جسے پڑھ کر ہنری نے فائل گیری کی رف بڑھا دی۔

”سائنس دان کو ٹرینس کر لیا گیا ہے چیف یا کام بھی نہیں کرنا گا۔۔۔ ہنری نے کہا۔

”یہ کیا منش ہے چیف اور وہ بھی صرف ایک سائنس دان کو لا کر کے لانے کا۔ یہ کام تو ایک عام اینجنسی بھی کر سکتی ہے۔ اس لئے ہارڈ اینجنسی کو کام کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ کیا اب ہارڈ اینجنسی کے لئے کوئی بڑا کام نہیں رہا۔۔۔ گیری نے کہا تو ساتھ ہنری کے چہرے پر غصے کے تاثرات ابھر آئے لیکن سامنے ہوا چیف بے اختیار سکرا دیا۔

”تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ یہ واقعی ہارڈ اینجنسی کی سطح کا کام بظاہر ہے لیکن تم نے یہ نہیں دیکھا کہ یہ آسان کام کہاں سرانجام ہے۔۔۔ چیف نے کہا۔

”پاکیشا میں۔ ایک غیر ترقی یافتہ ملک میں جہاں دولت کے

زور پر سب کچھ کیا جاسکتا ہے۔۔۔ میری نے منہ بناتے بجا جواب دیا۔۔۔

”چف۔۔۔ اس کی زبان ضرورت سے زیارہ گھلتی جا رہی تھی اس کا بندوبست کرنا پڑے گا۔۔۔“ ہنری نے یکخت غصیلے بجھ کہا۔۔۔

”اوہ نہیں ہنری۔۔۔ اس کی باتیں سر کر مجھے غصہ نہیں آتا۔۔۔ سمجھیدہ ماحول بھی ہمارے اعصاب کے لئے نقصان وہ ثابت ہو ہے اس لئے میری کی یہ بکلی چنگو ہمارے لئے ابھی ثابت ہے۔۔۔ چف نے کہا تو ہنری نے بے اختیار ایک طویل سلیا۔۔۔

”چینک یو چف۔۔۔“ میری نے مسکراتے ہوئے کہا۔۔۔

”تم نے پہلے پاکیشا میں کام نہیں کیا اور نہ آج تک پہلے سرروں کے ساتھ ہارڈ اینجنی کا بھی نکراو ہوا ہے اس نے تمہیں پاکیشا سیکرت سروں کے بارے میں کچھ علم ہے اور نہ اس کے لئے کام کرنے والے عمران کے بارے میں اس نے اس مشن کو کوئی اہمیت نہیں دے رہے۔۔۔“ چف نے کہا۔۔۔

”نام تو عمران کا میں نے بھی بہت سن رکھا ہے چف۔۔۔ دیکھیں لیں گے اسے۔۔۔ اب بہر حال مشن تو مکمل کرنا ہے۔۔۔“ نے کہا۔۔۔

”نہیں۔۔۔ اس طرح نہیں۔۔۔ تمہیں وہاں ہر قدم پھونک پھونک

رکھتا ہو گا۔۔۔ پاکیشا کا نام آجائے کی وجہ سے اس پر بہت غور کیا گیا ہے اور پھر یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ یہ مشن ہارڈ اینجنی کو سونپا جائے۔۔۔ چنانچہ جب اعلیٰ حکام کی طرف سے یہ مشن ہارڈ اینجنی کے سپرد کیا گیا تو میں نے اس پر خود بھی کافی کام کیا ہے۔۔۔ میں تمہیں تفصیل بتاتا ہوں تاکہ تم بھی اس کی اہمیت کو سمجھ لو۔۔۔ کرانس ایک ایسے فارمولے پر کام کر رہا ہے جس کے ذریعے ایک گیس ایجاد ہو گی جو فضا میں فوراً تخلیل ہو جائے گی اور جس ریٹچ میں یہ پھیلے گی اس ساری ریٹچ میں کوئی بارودی یا شعاعی ہتھیار کام نہیں کر سکے گا۔۔۔ یہ پوری دنیا کے لئے بہت برا تحدی بھی ہو سکتا ہے اور اس کے ذریعے ملکوں کو بھی فتح کیا جاسکتا ہے کیونکہ جن ہتھیاروں پر امنی گیس چپ موجود ہو گی اس سے فائزگ ہو سکے گی اور جس پر نہیں ہو گی وہ ہتھیار کام نہیں کرے گا۔۔۔ اب سوچو یہ گیس ہمارے پاس ہے۔۔۔ ہم اس گیس کو مخصوص انداز میں فائز کر کے سو ڈیزہ سو گلوکیٹر کی ریٹچ میں پھیلا دیتے ہیں۔۔۔ یہ کی اآلے سے چیک نہ ہو سکے گی۔۔۔ اس ایریا جس میں گیس پھیلاتی گئی ہو گی اسے تم پاکیشا کا دارالحکومت سمجھ لو۔۔۔ پاکیشا دفاعی لحاظ سے بے حد مضبوط ہو چکا ہے۔۔۔ پاکیشا جو ہری ہتھیار بھی رکھتا ہے لیکن اس گیس کے پھیلنے کے بعد پورے دارالحکومت اور اس کے اردو گرد کے علاقے میں کوئی بارودی یا شعاعی ہتھیار فائز نہ ہو سکے گا جبکہ ہم وہاں اپنے کمانڈوز اتار دیں گے جن کے پاس امنی گیس چپ موجود ہو گی۔۔۔ اس چپ

گیا۔ لیبارٹری انچارج ڈاکٹر بروکس نے انتزیت پر اس مشکل کو ظاہر کیا اور دنیا بھر کے سائنس دانوں سے مدد طلب کی۔ ڈاکٹر بروکس نے اپنے بارے میں کوڈ نام استعمال کیا تھا۔ پھر اس کا جواب پاکیشیا کے ایک سائنس دان نے دیا جس نے اپنا نام ڈاکٹر کمال حسین لکھا تھا اور اس نے اس سائنسی مشکل کو واقعی حل کر دیا تھا۔ ڈاکٹر بروکس نے اس سے براہ راست رابطہ کرنے اور اس کا فون نمبر معلوم کرنے کی بے حد کوشش کی لیکن ایسا ممکن نہ ہو سکا۔ بہرحال جب ایلوں پر کام آگئے بڑھنے لگا کہ ایک بار پھر پہلے سے بھی بڑی مشکل سامنے آ گئی۔ ڈاکٹر بروکس نے پہلے والا طریقہ آزمایا اور ڈاکٹر کمال نے پھر اس کا حل بتا دیا اور پھر خاموش ہو گیا لیکن اب مسئلہ یہ ہے کہ مشکل کا حل تو بتا دیا گیا لیکن اسے عمل پذیر کرنے کا فارمولہ سمجھ میں نہیں آ رہا اور ڈاکٹر کمال حسین خاموش ہے۔ پھر ڈاکٹر بروکس نے حکومت سے رابطہ کیا کہ اس ڈاکٹر کمال حسین کو پاکیشیا میں حلاش کر کے یہاں لیبارٹری میں لایا جائے تاکہ یہ اہم کام ان کے ساتھ مل کر کمل کیا جائے ورنہ اسکے اس پر کام ان کے لئے ممکن نہیں ہے۔ چنانچہ حکومتی انجینئروں نے وہاں پاکیشیا میں ڈاکٹر کمال حسین کو فریبیں کرنے کی کوششیں شروع کر دیں۔ ایک ایجنسی ان کی ایک تصویر حاصل کر سکی لیکن ڈاکٹر کمال کا صحبتے باوجود کوشش کے نہ مل سکا۔ چنانچہ یہ کام ہارڈ ایجنسی کے نئے لگایا گیا۔ میں نے پاکیشیا میں اپنے ایک دوست کا انتخاب کیا

کی وجہ سے ان کے ہتھیار کام کر رہے ہوں گے تو چند منٹوں میں پاکیشیا کے دارالحکومت کو اس کے تمام دفاعی ہتھیاروں حتیٰ کہ جو ہری ہتھیاروں سمیت قبضہ میں لیا جا سکتا ہے اور دارالحکومت پر قبضے کا مطلب ہے پورے پاکیشیا پر قبضہ۔ یہ میں نے ایک مثال دی ہے۔ اس گیس سے وسرے لفظوں میں پوری دنیا پر کرانس کی حکومت ہو سکتی ہے۔ اس گیس پر کرانس کی سب سے غنیمہ لیبارٹری جو سمندر کے اندر ایک چھوٹے سے جزیرے کے اندر ہے۔ یہ جزیرہ بظاہر دیران ہے لیکن زیر زمین گیس کی لیبارٹری ہے۔ اس گیس کا کوڈ نام جی ایلوں ہے۔ اس گیس کے بارے میں آج تک کسی کو علم نہیں تھا لیکن پھر ایکریمیا کے ایک سائنس دان نے پہلے والا طریقہ ایک سائنسی رسالے میں مضمون لکھ دیا۔ بعد میں معلوم ہوا کہ یہ جعلی نام تھا۔ اس نام کا کوئی سائنس دان پڑے ملکوں میں موجود نہیں تھا لیکن اس سے پوری دنیا کو جی ایلوں کے بارے میں علم ہو گیا اور یہ بھی علم ہو گیا کہ جی ایلوں پر کام کرائیں کر رہا ہے لیکن آج تک باوجود شدید کوششوں کے وہ اس لیبارٹری کو فریبیں نہیں کر سکے اس لئے ہم مطمئن تھے کہ جی ایلوں کو ہم ہی حاصل کریں گے اور یہ خوفناک ہتھیار کرانس کے قبضے میں ہی رہے گا اور پوری دنیا کرانس کے آگے جھکتے پر مجبور ہو گی لیکن پھر اچاک ایک اہم موڑ سامنے آ گیا۔ جی ایلوں پر ریروج کے دوران ایسی سائنسی مشکل سامنے آ گئی جو کسی طرح بھی حل نہ ہو رہی تھی اس وجہ سے پورا کام رک

جو وہاں پا کیشا میں کلب چلاتا ہے لیکن صاف ستمرا آدمی ہے اس لئے کوئی اس کی طرف متوجہ نہ ہو گا۔ اس نے وعدہ کر لیا اور میں نے ایک بڑی بھاری رقم اسے پہنچا دی۔ پھر اس کا فون آیا کہ وہ ڈاکٹر کمال حسین کو ٹریلیس کرنے میں کامیاب ہو گیا ہے۔ میرے پوچھنے پر اس نے بتایا کہ یہ کام اٹھر درلند کے لئے کام کرنے والے ایک ٹریسر نے سرانجام دیا ہے۔ اس نے اس ٹریسر کو کوئی اور کہانی بتائی اور اس نے ڈاکٹر کمال حسین کو ٹریلیس کر لیا۔ ڈاکٹر کمال حسین پا کیشا کی ایک ٹاپ سیکرٹ لمبارڈی میں کام کرتا ہے اور صرف ہفتہ دار چھٹی یعنی اتوار کا دن اپنی رہائش گاہ پر گزارتا ہے۔ وہ غیر شادی شدہ ہے اور اپنے ملازموں کے ساتھ رہتا ہے۔ فائل میں اس کی رہائش گاہ کا پتہ درج ہے۔ اب تم نے اس ڈاکٹر کمال حسین کو اس انداز میں یہاں لے آتا ہے کہ وہاں کسی کو بھی اس کا پتہ نہ چل سکے کہ ڈاکٹر کمال حسین کہاں گیا اور کون اسے لے گیا۔ یہاں لے آنے کے بعد اسے گیس لمبارڈی میں پہنچا دیا جائے گا اور اس کو اس کی مرضی کی زندگی گزارنے کا موقع دیا جائے گا۔ اس طرح کرانس جی الیون ہتھیار بنانے میں کامیاب ہو جائے گا اور پھر پوری دنیا پر اس کی حکومت قائم ہو جائے گی۔..... چیف نے مسلسل بولتے ہوئے کہا اور پھر آخر میں بے اختیار لے لے سانس اس طرح یعنی شروع کردیے جیسے وہ تھک گیا ہو۔

”چیف۔ اب ہم ساری صورت حال اچھی طرح سمجھ گئے ہیں“

وہاں سے اسے نکالنے کے لئے بھی ہمیں مقامی لوگوں کی مدد مل کرنا ہو گی۔..... گیری نے کہا۔

”نہ صرف مدد ملے گی بلکہ ٹھیکن پلانگ باقاعدہ بناتا ہو گی تھکے اگر عمران یا پا کیشا یکرش سرسوں تک یہ بات بھی گئی تو ٹھیکن اسی بھی ہو سکتی ہے اور اگر انہیں معلوم ہو گیا کہ انہوں نے ملا ہے تو وہ ڈاکٹر کمال کی واپسی کے لئے یہاں بھی بھیج جائیں۔ یہ دوسری بات ہے کہ یہاں انہیں ڈاکٹر کمال نہیں مل سکتا۔ تھکے خیز لمبارڈی کے پارے میں مجھے بھی علم نہیں ہے۔ صرف سائنس دانوں، وزارت سائنس کے چند اعلیٰ افسروں اور ملک صدر کو اس کا علم ہے۔ یہ لمبارڈی براہ راست صدر کے تحت ہیکن ہم چاہتے ہیں کہ کسی کو معلوم نہ ہو کہ ڈاکٹر کمال کہاں گیا۔..... چیف نے کہا۔

”اس کا عام طریقہ تو یہ ہے کہ سفارت خانے کے ذریعے ڈاکٹر حسین کو شدید بیمار قرار دے کر لے آیا جائے۔..... ہنری نے

”نہیں۔ ہم اپنے سفارت خانے کو کسی طرح بھی اس میں نہیں کرنا چاہتے۔ اس کا طریقہ جو میں نے بہت غور کے بعد لکھا ہے اس کے مطابق ڈاکٹر کمال کو بے ہوش کر کے اس کی قی گاہ سے نکال کر بندرگاہ پر لاایا جائے گا۔ وہاں سے ایک لانچ ذریعے اسے کافرستان پہنچا دیا جائے گا اور کافرستان سے ایک

چارڑو طیارے کے ذریعے اسے برازیل پہنچا جائے گا اور برازیل سے پاسر ار راستے سے اسے لیبارڈی تک پہنچا دیا جائے گا۔ ایسا اس پر عمل درآمد تم نے کرتا ہے۔ تم دونوں نے کمال حسین رہائش گاہ سے برازیل تک ساتھ رہنا ہے۔ آگے جو اسے جائیں گے وہ اور ہوں گے اور ایک بھاری مالیت کے کرنی نوٹ آدھا ٹکڑا جو میں تمہیں دون گا اس کا دوسرا آدھا ٹکڑا وہ لوگ تھے دیں گے جو برازیل سے ڈاکٹر کمال حسین کو لے جائیں گے۔ نے چیک کرتا ہے کہ نوٹ کے دونوں ٹکڑوں پر نمبر ایک ہیں۔ کے بعد تم فارغ اور تمہارا مشن مکمل۔..... چیف نے کہا اور اس ساتھ ہی اس نے میرز کی دراز سے ایک بڑا کرنی نوٹ اٹھایا۔ دو ٹکڑوں میں تقسیم کیا اور پھر ایک ٹکڑا بھری کی طرف بڑھا دیا۔ ”وہاں جو گروپ تمہاری مدد کرے گا اس کی تفصیل فائل موجود ہے۔ اب تم جاسکتے ہو۔ مجھے یہ مشن ہر صورت میں مکمل کامیاب چاہئے۔..... چیف نے کہا۔

”ایسا ہی ہو گا چیف۔..... دونوں نے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر کر پر ونی دروازے کی طرف بڑھتے چلے گئے۔

عمران ان دونوں فارغ تھا اس لئے وہ یا تو اپنے فلیٹ میں بیٹھ کر کتابیں پڑھتے اور سلیمان کو چائے لانے کے احکامات دینے میں مصروف رہتا یا پھر کار لے کر سارا دن اور رات گئے تک کلبیوں اور ہوٹلوں میں گھوتا پھرتا رہتا تھا تکین آج اس کا موڈ شہ کہیں جانے کا ہو رہا تھا اور نہ ہی کوئی کتاب پڑھنے کو جی چاہ رہا تھا اس لئے وہ سنتگ روم میں بیٹھا یکی سوچ رہا تھا کہ اسے کیا کرنا چاہتے۔ سلیمان شاید عمران کا موڈ پہنچاتا تھا اس لئے وہ آج عمران کو ناشد دے کر مارکیٹ نکل گیا تھا اس لئے عمران اس وقت فلیٹ میں اکیلا تھا کہ کافی تیل کی آواز سنائی وی۔

”یہ صحیح کون آ گیا۔..... عمران نے چوک کر کہا اور انھوں کر پر ونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

”کون ہے۔..... عمران نے اوپری آواز میں پوچھا۔

”جناب سلیمان صاحب سے ملتا ہے۔“..... باہر سے ایک باوقاری مردانہ آواز سنائی وی تو عمران بے اختیار چونکہ پڑا۔ اس نے جلدی سے لاکھٹا کر دروازہ کھولتا تو دروازے پر ایک بزرگ آدمی صاف اور سادہ لباس میں بیڈن ہاتھ میں سکن پکڑے کھڑا تھا۔ چہرے اور انداز سے وہ پڑھا لکھا نظر آ رہا تھا۔

”جناب سلیمان صاحب تشریف رکھتے ہیں۔“..... بزرگ آدمی نے عمران کو دیکھ کر کہا۔ ”میرا نام علی عمران ہے۔ آئیے تشریف لے آئیے۔ سلیمان ابھی آ جائے گا۔“..... عمران نے ایک طرف بیٹھنے ہوئے بڑے سمجھیدہ لجھ میں کہا۔ شاید دروازے پر موجود آدمی کا وقار دیکھتے ہوئے اس نے ڈگریاں اپنے نام کے ساتھ نہ دوہرائی تھیں۔

”جناب سلیمان صاحب کا نام اس انداز میں مت لیں جناب۔ ان جیسے آدمی اس دور میں نایاب ہیں۔ آپ انہیں صرف سلیمان کہہ رہے ہیں۔“..... بزرگ نے قدرے دکھی سے لجھ میں کہا تو عمران جیرت سے اس کا چہرہ دیکھا رہ گیا۔

”تشریف لائیے۔“..... عمران نے کہا۔ ”مختار یہ ماضی“ بزرگ نے اندر داخل ہوتے ہوئے کہا۔ ”بیوی خوش ہوئی آپ سے ملاقات ہو گئی ہے۔“..... عمران نے دروازہ بند کرتے ہوئے کہا اور پھر وہ انہیں لے کر سنتگ روم میں ہوں۔“.....

”جناب سلیمان صاحب اگر تشریف نہیں رکھتے تو میں کل پھر حاضر ہو جاؤں گا۔ ویسے انہوں نے مجھے آج کا کہا تھا۔“..... رانا آصف خان نے کرکی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

”جناب سلیمان صاحب مارکیٹ گھنے ہیں لفج اور ڈز کے لئے سودا سلف لینے۔ ویسے یہ لفج اور ڈز خود وہ کرتے ہیں۔ مجھے تو بس ان کا بچا کچھا بلکہ بھاگ کم اور کچھا زیادہ ملتا ہے۔“..... عمران نے بڑے سمجھیدہ لجھ میں کہا تھا میں ظاہر ہے وہ زیادہ دیر تک اس طرح سمجھیدہ نہیں رہ سکتا تھا اس لئے آہستہ آہستہ اپنے مخصوص موڈ میں آتا جا رہا تھا۔

”یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ جناب سلیمان صاحب خود جائیں گے سودا سلف لینے۔ یہ کیسے ممکن ہے۔“..... رانا آصف خان نے چونکہ کر جبرت بھرے لجھ میں کہا۔

”اس لئے کہ وہ بادرپی ہیں لیکن ساتھ میں آل ولڈ گک الیوی اشن کے صدر بھی ہیں۔“..... عمران نے سکراتے ہوئے کہا۔

”بادرپی۔ مگر۔ مگر۔ بادرپی کے پاس وہ لاکھ روپے کہاں سے آ سکتے ہیں۔“..... رانا آصف خان نے قدرے ڈوبتے ہوئے لجھ میں کہا۔

”وہ لاکھ روپے۔ کیا مطلب۔“..... عمران بھی وہ لاکھ روپے کی رقم کا سن کر چونکہ پڑا تھا۔

"انہوں نے مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ آج وہ مجھے دل لائے۔ کروٹ بھی نہیں بدلتا۔ یہاں تک کہ تمام ڈاکٹروں نے علاج روپے کا چیک دیں گے۔ یہ وعدہ کل انہوں نے مسجد میں کیا تھا۔ سے مایوسی کا اظہار کر دیا گیا۔ پھر ہماری امید بندھی کو گریٹ لینڈ آج میں مسجد میں بیٹھا تھا اور ان کا انتظار کر رہا تھا لیکن وہ نہ آئے۔ اس ایک ہپتال ہے جہاں میرے پوتے کا کامیاب علاج ہو سکتا تو امام مسجد صاحب نے مجھے اس فلیٹ کا نمبر بتایا اور میں یہاں آئے ہوں۔ اس علاج پر دل لاکھ روپے خرچ آئیں گے۔ میرا بیٹا بی بی گیا لیکن آپ کہہ رہے ہیں کہ وہ یہاں باورچی ہیں۔ اس کا حصہ می پاس ہے لیکن اسے کہیں بھی نوکری نہیں ملی تو اس نے مطلب ہے کہ انہوں نے مجھ چیزے دکھی آدمی کے ساتھ نہ ملے۔ ٹوک پر تو اور انگلی بھی رکھ کر برگر بنانے اور فروخت کرنے کا کام ہے۔ رانا آصف خان کی آنکھوں میں آنسو جھملانا نے مجھے خروع کر دیا اور تین سالوں تک اس نے دن رات کام کیا جبکہ ملکے نے اور میری بہو نے جان بوجھ کر فاتحہ کے تاکہ دل لاکھ تھے۔

"اوہ۔ ایسی کوئی بات نہیں اگر سیمان صاحب نے وعدہ دیے اکٹھے ہو سکیں اور ہمارے پوتے کا علاج ہو سکے۔ تین سالوں کیا ہے توہ ہر صورت میں وعدہ پورا کریں گے اور دل لاکھ روپے کا شاش و روز محنت کے بعد دل لاکھ روپے اکٹھے ہو گے۔ ہپتال اس کے لئے کوئی بڑی رقم نہیں ہے کیونکہ وہ پوری دنیا سے بھی یکرڑی صاحب کے ذریعے رابطہ کیا گیا۔ چنانچہ میرا باورچیوں کی ایسوی ایشن کے صدر محترم ہیں لیکن یہ دل لاکھ دو چھتی اور میری بہو پچھے کو لے کر ایک پورٹ بیچنے کے تاکہ گریٹ لینڈ آپ کو کیوں دے رہے ہیں۔ عمران نے انہیں حوصلہ دیتے ہوئے کہ پنج کا علاج کر سکیں لیکن یہاں سے ہی ہماری بدقتی کا آپ کو کیوں دے رہے ہیں۔ کھاڑ ہو گیا۔ میرے بیٹے سے غلطی یہ ہو گئی کہ اس نے کرنی کی کوئی تفاصیل کا توہ رانا آصف خان نے بے اختیار ایک طویل سافن لیا۔ "میں نے پہلے آپ کو بتایا ہے کہ میں ریٹائرڈ ہیڈ ماسٹر ہوں۔ پہلے یا رجڑڑ ڈبل سے تبدیل کرانے کی بجائے کم کیش کے لائق میرا ایک ہی بیٹا ہے۔ اس کا نام رانا مہربان ہے۔ اس کا ایک چھٹی میں ایک پورٹ پر موجود ایک پرائیورٹ کرنی ڈبل سے تبدیل کرا رہا ہے۔ میرا پوتا جس کا نام رانا الطاف ہے۔ میرا پوتا ایک سالہ پچھے ہے۔ میرا بیٹا ایک دس لاکھ روپے دے کر جب میرے بیٹے نے فون پر بک شدہ روز چار پانی سے پچھے گیا۔ اسے نجانے کیسی چوٹیں آئیں کہ اس کی رقم دی تو پہ چلا کر کرنی جعلی ہے۔ میرے بیٹے نے باقی کی قوت گویائی بھی ختم ہو گئی اور وقت سماعت بھی۔ اس کے ساتھ تم بھی دھکائی تو وہ بھی جعلی تھی۔ میرا بیٹا صدمے سے سے بے ہوش ہو ساتھ اس کا پورا جسم اس انداز میں مفلوج ہو گیا کہ وہ اب خود کیا۔ بہر حال قصہ منظر اس ڈبل کو علاش کیا گیا لیکن وہ کہیں نہ ملا۔

ہم روئے پہنچے صبر کے بیٹھ گئے اور یہی سوچا کہ مزید چار پانچ سال محنت کی جائے اور قمِ اکتمی کی جائے کیونکہ ہم کسی سے ماتحت بھی نہیں مکتنے تھے اور ہمارے پاس ایسی کوئی چیز بھی نہیں تھی تھے فروخت کر سکتے۔ ہم کرائے کے فلیٹ میں رہتے ہیں۔ میں یہاں مسجد میں نماز پڑھنے آتا ہوں۔ نجاست کسی طرح مسجد کے ۲۰ صاحب کو ہمارے ساتھ ہونے والی اس ٹریبیڈی کا علم ہو گیا۔ انہوں نے جتاب سلیمان صاحب سے ذکر کیا۔ جتاب سلیمان صاحب ہمارے گھر آئے۔ انہوں نے پنج کی کیفیت دیکھی۔ میرے بیٹے اور بہو سے باطن کیں اور پھر انہوں نے وعدہ کر گیا کہ آج اس وقت میں مسجد میں امام صاحب کے مجرے میں آ جاؤں اور وہ مجھے دس لاکھ روپے کا چیک دیں گے۔ میں نے اُنہیں کہا کہ یہ قمِ ادھار ہو گی جو ہم جلد ہی میطقوں میں واپس کر دیں گے۔ پہلے تو سلیمان صاحب نہ مانے لیکن پھر میرے اصرار پر مل گئے۔ آج میں مسجد کے مجرے میں انتقال کرتا رہا اور پھر امام مسجد صاحب نے مجھے یہاں بیٹھ دیا۔ ملکیک ہے۔ اللہ کی مرضی کر ہم بگو راضی ہیں۔ ابھی اگر میرے پوتے کی قسمت میں صحت نہیں لامی تو میں کیا کر سکتا ہوں۔ رانا آصف خان نے بڑے دلکشی میں کہا اور اٹھ کھڑے ہوئے۔

”ارے۔ ارے۔ بیٹھیں۔ میں نے کہا ہے کہ جتاب سلیمان صاحب نے وعدہ کیا ہے تو وہ ضرور پورا کریں گے۔ تھوڑی بہت

دیر تو ہو جاتی ہے۔“..... عمران نے اُنہیں بازو سے کپڑ کر بھاتے ہوئے کہا۔

”لیکن آپ تو کہہ رہے ہیں کہ وہ باور پی ہیں اس لئے اُنیں بروی رقم کا انتظام وہ کیسے کر سکتے ہیں؟“..... رانا آصف خان نے دل گرفتہ سے لبھے میں کہا۔

”جباب سلیمان صاحب چاہیں تو پورا ہسپتال خرید لیں۔ ہاں۔ کون سا ہسپتال ہے جہاں آپ کے پوتے کا علاج ہو سکتا ہے۔“..... عمران نے کہا۔

”گراہم پال ہسپتال۔ یہ دیکھیں اس کے کافی ذاتات۔“..... رانا آصف خان نے جیب سے ایک لفاذہ نکالتے ہوئے کہا۔

”مجھے آپ پر مکمل اعتماد ہے۔ گراہم پال گریٹ لینڈ کا مشہور ہسپتال ہے۔ آپ بے قدر ہیں۔ اب آپ کے پوتے کا علاج دہاں دی آئی پی علاج ہو گا۔“..... عمران نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی ہیروئی دروازہ کھلنے کی آواز سنائی دی۔

”جباب سلیمان صاحب آگئے ہیں۔“..... عمران نے کہا تو رانا آصف خان کے سمتے ہوئے چھرے پر اسید کی روشنی سی بکھر گئی۔

”جباب سلیمان صاحب۔ رانا صاحب یہاں تشریف رکھتے ہیں۔“..... عمران نے اوپری آواز میں کہا۔

”مجھے امام مسجد صاحب نے بتا دیا ہے۔“..... سلیمان کی آواز سنائی دی اور پھر وہ سنگ روم میں آ گیا۔ اس نے سلام کیا تو رانا

آصف خان اس کے استقبال کے لئے اٹھنے لگے۔

"ارے۔ ارے۔ بیشیں۔ آپ کا استاد ہیں۔ آپ کا احترام تو پورے معاشرے پر واجب ہے۔ میں شرمندہ ہوں کہ مجھے کچھ دیر ہو گئی۔ رکشہ بروقت نہیں مل سکا۔ بہر حال آپ کا کام ہو گیا ہے..... سلیمان نے کہا اور جیب سے ایک چیک نکال کر اس نے رانا آصف خان کے ہاتھ میں دے دیا۔

"آپ۔ آپ واقعی۔ کیا مطلب۔ کیا آپ واقعی وہ لاکھ روپے ادھارے رہے ہیں بغیر کسی ضمانت کے؟"..... رانا آصف خان نے بوکھلائے ہوئے لجھ میں کہا۔

"ارے۔ آپ کا پوتا سب سے بڑی ضمانت ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے صحت دے۔ آپ تشریف رکھیں۔ میں چائے بنالاتا ہوں"..... سلیمان نے کہا اور واپس مڑنے لگا۔

"ایک منٹ۔ یہ چیک کہاں سے لائے ہو"..... عمران نے صحیدہ لجھ میں کہا۔

"بڑی بیگم صاحب سے لے آیا ہوں"..... سلیمان نے جواب دیا اور واپس مڑ کر کرسے سے باہر چلا گیا۔ عمران نے چیک رانا آصف خان کے ہاتھ سے لے کر دیکھا تو وہ واقعی اماں بی کے پینک اکاؤنٹ کا چیک تھا جس پر عمران کی اماں بی کے سادہ سے دستخط موجود تھے۔

"یہ بڑی بیگم صاحب کون ہیں"..... رانا آصف خان نے چیک

رکھا۔

"میری اماں بی کو سلیمان صاحب بڑی بیگم صاحب کہتے ہیں۔ پہ بے فکر ہیں۔ یہ چیک ہر حالت میں کیش ہو گا"..... عمران نے چیک واپس کرتے ہوئے کہا۔ تھوڑی دیر بعد سلیمان چائے کی رائی دھکیلتا ہوا اندر داخل ہوا اور اس نے چائے کے برتن میز پر کھنے شروع کر دیئے۔ یہ دو چائے کے برتن تھے۔

"تم بھی بیٹھو اور چائے پیو۔ سوری رانا صاحب۔ میں اسے تم کہہ رہا ہوں کیونکہ اس نے زیادتی کی ہے۔ مجھے بتائے بغیر اماں بی کے پاس جا کر چیک لے آیا ہے۔ اسے چاہئے تھا کہ مجھے کہتا۔ یہ بیکی کا کام میں کر دیتا"..... عمران نے کہا۔

"مجھے معلوم ہے کہ چیل کے گھونٹے میں گوشت نہیں ہو سکتا"..... سلیمان نے منہ بتاتے ہوئے کہا۔

"چیل کی نظروں سے بچانے کے لئے گوشت کو گھونٹے میں نہیں بلکہ خفیہ جگہوں پر رکھا جاتا ہے۔ ذارک براؤن سوٹ کی جیب میں گوشت کی قدرے بھاری مقدار موجود ہے۔ جاؤ لے آؤ"۔

ومران نے منہ بتاتے ہوئے کہا تو سلیمان نے اختیار نہیں پڑا۔

"گزشتہ پندرہ دنوں سے وہی گوشت تو آپ کھا رہے ہیں"۔

سلیمان نے جواب دیا۔

"مجھے اجازت دیجئے۔ میں جا کر اپنے بیٹے اور بھوکو خوشخبری الوں"..... رانا آصف خان نے اٹھنے ہوئے کہا۔

لے سکتے۔ آپ کا شکریہ۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس کی جزا دے گا۔“

رانا آصف خان نے کہا اور واپس مڑ گیا۔

”اچھا ایک منٹ۔ مت لیں چیک لیکن میری بات تو سن لیں۔“

عمران نے کہا۔

”جی فرمائیں۔ آپ تو ہمارے محض ہیں۔ آپ ہمیں حکم دے سکتے ہیں۔ جب میرا پوتا دوزے گا، بھاگے گا، بولے گا، سنے گا تو میرے دل سے آپ کے لئے جناب سلیمان صاحب کے لئے اور آپ کی اماں نی کے لئے دعا میں نہیں گی۔ رقم کا کیا ہے وہ تو واپس ہو جائے گی لیکن وقت پر آپ کی طرف سے قرضہ ایسی نیکی ہے جس کا اجر اللہ تعالیٰ ہی آپ کو دے سکتا ہے۔“..... رانا آصف خان نے لمبے لمبے سانس لیتے ہوئے کہا۔

”سلیمان نے آپ کے کام دریکھا۔ یہ آپ کے پاس آتا جاتا رہے گا۔ جب آپ ایمیز پورٹ پہنچیں گے تو مجھے آپ کی فلاں کا علم ہو جائے گا۔ وہاں گریٹ لینڈ میں میرا ایک آدمی کلاک آپ سے ملے گا۔ وہ وہاں آپ کی ہر طرح سے مدد کرے گا۔ آپ اس پر کمل بھروسہ کر سکتے ہیں۔“..... عمران نے کہا۔

”میں اپنے بیٹے کو بتاؤں گا۔ وہی ساتھ جائے گا۔ میں تو یہاں رہوں گا۔“..... رانا آصف خان نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر رانا آصف خان کو وہ یخچ سڑک تک چھوڑنے آیا۔

”سلیمان۔“..... عمران نے رانا آصف خان کی روائی کے بعد

”رانا صاحب۔ ایک منٹ ٹھہریں۔ میں آرہا ہوں۔“..... عمران

نے کہا اور تیزی سے مزکر سٹنگ روم سے باہر چلا گیا۔

”آپ کی میری بانی ہے جناب۔ آپ کو اس کی اللہ تعالیٰ جزا دے گا اور اللہ مجھے بھی یقیناً توفیق دے گا کہ میں اور میرا بیٹا آپ

کی وی ہوئی رقم واپس کر سکیں۔“..... رانا آصف خان نے کہا۔

”آپ ابھی اس کی واپسی کا نہ سوچیں۔ پہلے آپ پوتے کا

علاج کراچی میں پھر جو ہو گا دیکھا جائے گا۔“..... سلیمان نے کہا اور

ایک لمحے عمران واپس آیا۔

”رانا صاحب۔ مہنگائی دن بدن بڑھ رہی ہے اس لئے اگر تین

چار سال پہلے آپ کے پوتے کا علاج دس لاکھ روپے میں ہو سکتے

ہو تو اب یقیناً چورہ لاکھ روپے میں ہو گا اس لئے یہ دس لاکھ کا

چیک میری طرف سے ہے۔ یہ میں آپ کو نہیں دے رہا بلکہ آپ

کے بیٹے کو دے رہا ہوں۔ مجھے یقین ہے کہ اپنے بیٹے کی صحت یا بیل

کے بعد وہ کاروبار میں مزید محنت کرے گا تو یہ رقم آسانی سے

واپس کر دے گا۔“..... عمران نے ایک چیک رانا صاحب کی طرف

بڑھاتے ہوئے کہا۔

”میں جناب۔ مجبوری دوسرا بات ہے لیکن میں خیرات،

صدقات نہیں لے سکتا۔ دس لاکھ کا چیک تو مجبوری ہے اور ہمیں اللہ

تعالیٰ سے امید ہے کہ وہ اس کی واپسی تک ہمیں زندہ رکھے گا لیکن

مزید دس لاکھ کی واپسی ہمارے لئے ناممکن ہے اس لئے ہم نہیں

واپس فلیٹ پر آتے ہوئے کہا۔

”جی صاحب“..... سلیمان نے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے

کہا۔

”اماں بی کے پاس جانے سے پہلے مجھ سے تو بات کر لیتے۔ کم از کم مجھے بھی اس تینی میں شامل کر لیتے تو کیا حرج تھا“..... عمران نے کہا۔

”بڑی بیگم صاحب نے دو روز پہلے مجھے فون کیا تھا کہ میں نے ایک ماہ سے ان سے کسی مخفی کے لئے رقم نہیں مانگی۔ وہ بڑی ناراض ہو رہی تھیں اس لئے میں ان کے پاس چلا گیا ورنہ وہ مزید ناراض ہو جاتیں“..... سلیمان نے جواب دیا۔

”اچھا۔ اب تم رانا آصف خان کے بیٹے سے مل کر اس ڈبلر کا طبقہ معلوم کر کے جائیں۔ ایسے آدی کو ہر صورت میں سزا ملنی چاہئے۔ میں ٹائگر کوس کا جلیہ بتا کر حکم دے دوں گا کہ وہ اس ڈبلر کوڑسیں کرے“..... عمران نے کہا۔

”ٹھیک ہے صاحب۔ میں آپ کے لئے چائے لے آتا ہوں“..... سلیمان نے کہا اور واپس مز کر کمرے سے باہر چلا گیا۔ عمران نے ایک طویل سانس لیا۔ اسے رانا آصف کے ساتھ ہونے والی ٹریجیڈی نے بے حد کہ پہنچایا تھا۔ اسی لمحے فون کی تھنٹی نئی اٹھی تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسپورٹھا لیا۔

”علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بذات خود

بول رہا ہوں“..... عمران نے اپنے مخصوص لمحے میں کہا۔

”داور بول رہا ہوں۔ کیا تم میرے پاس آ سکتے ہو۔ انہیں اہم معاملہ ہے۔ تم سے فوری بات کرنی ہے یا کہو تو میں خود تمہارے فلیٹ پر آ جاؤں“..... دوسری طرف سے سرداور کی آواز سنائی دی۔

”ارے۔ ارے۔ آپ کیوں تکلیف کرتے ہیں۔ میں خود حاضر ہو جاتا ہوں۔ کچھ تو اندر شہنشہ کی بجت ہو جائے گی لیکن مسئلہ کیا ہے“..... عمران نے کہا۔

”آ جاؤ۔ پھر بات ہو گی“..... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے رسپورٹ رکھا اور انھوں کھڑا ہوا۔

”سلیمان چائے نہ لے آتا۔ میں سرداور کے پاس جا رہا ہوں“۔

عمران نے اوپری آواز میں کہا اور سٹنگ روم کی طرف بڑھ گیا۔

”مجھے پہلے ہی معلوم تھا کہ اچھی چائے آپ کے نصیب میں نہیں ہے۔ میرے ہی نصیب میں لکھ دی گئی ہے“..... دور سے سلیمان کی آواز سنائی دی تو عمران مسکراتا ہوا ڈرینگ روم میں داخل ہوا اور پھر تھوڑی درج بعد اس کی کار اس لیبارٹری کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی جس کے انچارج سرداور تھے۔ سرداور اس کے انتظار میں بیٹھے ہوئے تھے اس لئے عمران کو فوراً ہی ان کے پاس پہنچا دیا گیا۔

”آؤ عمران بیٹے۔ بیٹھو“..... سرداور نے انھوں کا استقبال

رہائش گاہ پر فون کیا گیا لیکن کسی نے فون اخند نہ کیا تو وہاں آؤ دی بھیجا گیا۔ وہاں جا کر پڑھ چلا کہ کوئی کے چاروں ملازموں کو ہلاک کر دیا گیا ہے جبکہ ڈاکٹر کمال حسین نہ خود ملے اور نہ ہی ان کی لاش ملی۔ پوسٹ مارٹم، پورٹ کے مطابق چاروں ملازموں کو پہلے بے ہوش کیا گیا اور پھر بے ہوشی کے دوران ہی انہیں گولیاں مار کر ہلاک کر دیا گیا۔ ڈاکٹر کمال حسین کی کار وہاں موجود تھی البتہ ایک اور کار کے نازروں کے نشانات بھی وہاں دیکھے گئے ہیں۔ ملٹری ائمی جس نے ہر طرح سے کوشش کر لی ہے لیکن اب تک ڈاکٹر کمال حسین کو فریض نہیں کر سکے اس لئے میں تم سے بات کر رہا ہوں کہ ہمیں ڈاکٹر کمال حسین کی زندہ واپسی کی اشد ضرورت ہے تاکہ وہ دفاعی ہتھیار مکمل ہو سکے اور اس سے پاکیشیا کا دفاع ناقابل تحریر ہو جائے گا۔..... سردار نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔ اس دوران چائے کے کپ اور بسکٹوں کی پلیٹ ان کے سامنے رکھ دی گئی۔

”ڈاکٹر کمال حسین کا کوئی فونو گراف“..... عمران نے کہا تو سردار نے میز کی دراز کھول کر اس میں سے ایک فونو ہکال کر عمران کی طرف بڑھا دیا۔ عمران نے چند لمحے غور سے اس فونو گراف کو دیکھا اور پھر اسے جب میں ڈال لیا۔

”ان کی رہائش گاہ کہاں ہے اور اب وہاں کون ہو گا“۔ عمران نے کہا۔

کرتے ہوئے کہا۔

”عمران بیٹا تو بیٹھے جائے گا لیکن آپ اس قدر پا سسرار کیوں بن رہے ہیں۔ کیا ہوا ہے“..... عمران نے کری پر بیٹھتے ہوئے کہا۔ ”ایک بہت سی سینھر سائنس دان جو ایک انتہائی اہم کام میں صروف تھے اور اس کام پر حکومت کا انتہائی کیش سرمایہ لگ چکا ہے یعنکت لاپتہ ہو گئے ہیں“..... سرداروں نے آگے کی طرف جھکتے ہوئے بڑے سمجھیدہ لمحے میں کہا۔

”کن کی بات کر رہے ہیں آپ۔ وہ لاپتہ کیسے ہو گئے ہیں۔ کیا مطلب ہوا اس بات کا“..... عمران نے جدت بھرے لمحے میں کہا۔

”وہ پاکیشیا کے ایک موسٹ سینھر سائنس دان ہیں ڈاکٹر کمال حسین۔ وہ ایک ٹاپ سینکرٹ لیبارٹری جس میں ایک دفاعی ہتھیار پر کام ہو رہا تھا، کے انچارج تھے۔ اس دفاعی ہتھیار پر حکومت پاکیشیا نے کیش سرمایہ بھی لگایا ہے۔ اس فارمولے کے خالی بھی ڈاکٹر کمال حسین تھے اور وہی اس پر کام کر رہے تھے۔ وہ چونکہ غیر شادی شدہ تھے اس لئے وہ لیبارٹری میں ہی رہتے تھے البتہ صرف بیٹھتے کی شام کو اپنی رہائش گاہ پر جاتے تھے جہاں ان کے چار ملازم رہتے تھے۔ تو اور گزر کر سوموار کو وہ واپس لیبارٹری آ جاتے تھے۔ انتہائی سمجھیدہ اور قابل سائنس دان تھے۔ گزشتہ بیٹھتے وہ اپنی رہائش گاہ پر گئے اور سوموار کو واپس لیبارٹری نہ پہنچنے تو وہاں سے ان کی

”ڈاکٹر کمال حسین کی رہائش گاہ ڈاکالونی کی کوئی نمبر سکنی اے ہے اور مجھے معلوم تھا کہ تم نے وہاں چینگنگ کرنی ہے اس لئے ملڑی ایٹلی جس سے خصوصی کارڈ میں نے منگوا لیا ہے اور وہاں ملڑی ایٹلی جس کے گارڈز موجود ہوں گے۔ یہ کارڈ دکھانے پر وہ تم سے مکمل تعاون کریں گے..... سردار نے کہا اور جیب سے ایک کارڈ نکال کر انہوں نے عمران کی طرف بڑھا دیا۔

”وہ آدمی جو چلی بار اندر گیا تھا وہ اس وقت کہاں ہو گا۔“

عمران نے کہا۔

”وہ وہیں کوئی پر ہی تعجبات ہے بطور گارڈ۔ اس کا نام قاسم ہے..... سردار نے کہا۔

”اوکے۔ ویسے آپ نے جس طرح پہنچی انتظامات کے ہیں جی چاہتا ہے کہ آپ کو چیف کی جگہ دے دی جائے۔ ہمارا چیف تو بس جھمڑ کیاں ہی دیتا ہے۔“..... عمران نے اشتعہ ہوئے کہا تو سردار بے اختیار مسکرا دیے۔

”جو مرضی آئے سمجھ لو۔ بہر حال ڈاکٹر کمال حسین کی واپس ضروری ہے۔“..... سردار نے بھی اشتعہ ہوئے کہا۔

”اگر زندہ ہوئے تو انشاء اللہ انہیں واپس لے آئیں گے۔“ پاکیشیا کا سرمایہ ہیں۔..... عمران نے کہا تو سردار کے سمتے ہوئے چہرے پر اس طرح ہمیشان کے تاثرات ابھر آئے جیسے عمران کے صرف کہنے سے ہی انہیں یقین آ گیا ہو کہ اب ڈاکٹر کمال حسین

واپس آ جائیں گے۔ یہ ان کے عمران پر اعتماد کی وجہ سے تھا۔ تھوڑی دیر بعد عمران کی کارڈ ان کالونی میں داخل ہوئی اور چند منٹ تو اسے کوئی تلاش کرنے میں لگ گئے لیکن چند منٹ بعد وہ ایک پرانی طرز کی بنی ہوئی کوئی گیٹ کے سامنے پہنچ گیا۔ اس نے تین بار ہارن دیا تو چھوٹا چھانک کھلا اور ایک باوردی گارڈ باہر آ گیا۔

”جی صاحب۔“..... اس نے کار کے قریب آ کر کہا۔

”یہ کارڈ دیکھو۔ میرا نام علی عمران ہے۔“..... عمران نے کہا۔

”اوہ۔ میں سر۔ میں چھانک کھوتا ہوں سر۔“..... گارڈ نے کارڈ کو دیکھتے ہی پوکھلانے ہوئے انداز میں سلوٹ کرتے ہوئے کہا اور پھر تیزی سے مڑ گیا۔ تھوڑی دیر بعد چھانک کھل گیا تو عمران کار اندر لے گیا۔ ایک سایپریز پر پورچ تھا جس میں ایک پرانے ماڈل کی کار موجود تھی۔ عمران نے کار اس کے قریب روکی اور پھر دروازہ کھول کر پہنچے اتر آیا۔ اس کے ساتھ ہی اس کی نظریں ایک طرف موجود ٹاروں کے نثارات پر پڑ گئیں۔ یہ بے حد مدھم نثارات تھے لیکن بہر حال نظر آ رہے تھے۔ عمران آگے بڑھ کر ان نثارات کو جگ کر غور سے دیکھنے لگا۔ پھر ایک طویل سانس لے کر وہ سیدھا ہوا تو چھانک کھولنے والا گارڈ اس کے پیچے موبابا شہ انداز میں کھڑا تھا۔ ”کیا یہاں تم اکیلے ہو۔“..... عمران نے اس کی طرف مرتے ہوئے کہا۔

”نبیں سر۔ دو گارڈ اور ہیں وہ دونوں چھت پر پہرہ دے رہے
ہیں۔۔۔ گارڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تمہارا نام کیا ہے۔۔۔ عمران نے ادھر اوہر دیکھتے ہوئے
پوچھا۔

”میرا نام احمد دین ہے جتاب۔۔۔ گارڈ نے جواب دیا۔

”قاسم بھی ہے یہاں۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

”لیں سر۔ اوپر چھت پر ہے۔۔۔ احمد دین نے جواب دیا۔
”اسے بلا لاؤ۔۔۔ عمران نے کہا۔

”لیں سر۔۔۔ گارڈ نے کہا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہر آمدے کی
طرف بڑھ گیا جہاں ایک کونے میں سیڑھیاں اوپر جاتی دھکائی دے
رہی تھیں۔ عمران نے جیب سے سیل فون نکالا اور اسے آن کر کے
اس نے نائیگر کا نمبر پر لیں کر کے رابطے کا نمبر پر لیں کر دیا۔

”باس۔ میں نائیگر بول رہا ہوں۔۔۔ چند لمحوں بعد نائیگر کی
آواز سنائی وی۔

”تم میرے فلیٹ پر پہنچو۔ ایک اہم معاملہ ہے۔ میں چاہتا
ہوں کہ تم اس پر کام کرو۔ میں اس وقت فلیٹ سے باہر ہوں۔ اگر

مجھے کچھ دیر ہو جائے تو تم وہاں میرا انتظار کرنا۔۔۔ عمران نے کہا۔

”لیں پاں۔۔۔ دوسرا طرف سے کہا گیا تو عمران نے سیل
فون آف کر کے اسے جیب میں ڈال لیا۔ چند لمحوں بعد گارڈ احمد
دین کے ساتھ ایک اور گارڈ تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا اس کے قریب آ

گیا اور اس نے عمران کو سلام کیا۔

”تمہارا نام قاسم ہے۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

”لیں سر۔۔۔ قاسم نے مودبانہ لبجھ میں جواب دیتے ہوئے
کہا۔

”لیبارٹری کی طرف سے تم یہاں پہنچ چکے۔ تمہارا اعلیٰ لیبارٹری
سے ہے یا ملٹری ائیلی جنس سے۔۔۔ عمران نے کہا۔

”جبات۔ میں ملٹری ائیلی جنس کا ملازم ہوں۔ جب لیبارٹری
والوں کو یہاں سے فون کا جواب نہ ملا تو انہوں نے ملٹری ائیلی
جنس کو فون کیا کیونکہ تاپ سیکرٹ لیبارٹری سے وہ باہر نہ جا سکتے
تھے۔ ملٹری ائیلی جنس کے افسران نے مجھے یہاں بھیجا تھا۔۔۔ قاسم
نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ اب یہ بتاؤ کہ تم اندر کیسے داخل ہوئے۔۔۔ عمران
نے کہا۔

”بناب۔ چھوٹا چاپنک باہر سے بند تھا۔ میں نے اسے کھولا اور
اندر آ گیا تو یہاں لاشیں موجود تھیں۔۔۔ قاسم نے جواب دیا۔

”یہاں کہاں لاشیں پڑی ہوئی تھیں۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

”جی۔ ایک لاش کچن میں پڑی تھی۔ ایک یہاں گارڈ روم سے
ہٹ کر پڑی تھی اور دو لاشیں یہاں سامنے برآمدے میں پڑی
تھیں۔ باقی پوری کوئی خالی تھی۔ کوئی زندہ یا بے ہوش آدمی یہاں
موجود نہیں تھا۔۔۔ قاسم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”یہ چاروں مقامی تھے یا ان میں سے کوئی غیر ملکی بھی تھا۔“

عمران نے کہا۔

”میں جناب۔ یہ چاروں مقامی تھے اور اپنے لباسوں سے

ملازم دکھائی دے رہے تھے۔“..... قاسم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ آؤ میرے ساتھ۔ میں کوئی کاراؤنڈ لگا لوں۔“

عمران نے کہا اور آگے بڑھ گیا تو قاسم اس کے پیچے چل دیا۔

”مشن تو مکمل ہو گیا۔ اب چیف نے پھر کیوں بلایا ہے۔“ کار
چلاتے ہوئے گیری نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”تمہارا مطلب ہے یہ ہمارا آخری مشن تھا۔ اس کے بعد اور
مشن ہمیں نہیں مل سکا۔“..... سائیڈ سیٹ پر بیٹھے ہوئے ادھیز عمر
ہٹری نے جواب دیا تو گیری بے اختیار ہنس پڑا۔

”تم ہمیشہ تصویر کا صاف پہلو دیکھتے ہو۔“..... گیری نے کہا۔

”تو کیا صاف پہلو دیکھنا غلط ہوتا ہے۔“..... ہٹری نے سکراتے
وئے کہا۔

”صاف پہلو کا مطلب ہے کہ وہ پہلو کہ پوری تصویر ہی غائب
و جائے۔ جیسے تصویر کو الٹ دو تو دوسرا طرف صاف ہو گی بغیر
نمودر کے۔“..... گیری نے ہنستے ہوئے شرات بھرے لبجے میں کہا تو
نمودر بے اختیار ہنس پڑا۔

"تم واقعی روز بروز شرارتی ہوتے جا رہے ہو۔ اب ہنڑ والی ملنگوانا پڑے گی"..... ہنڑی نے سکراتے ہوئے کہا۔
 "آپ پر تو ہنڑ والی کا ہنڑ نہیں چلا مجھ پر کیا چلے گا"..... گیری نے ایک بار پھر شرارت بھرے لجھے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔
 "میں اس کی اس انداز میں تعریف کرتا ہوں کہ وہ بغیر ہنڑ کے بہت اچھی لگتی ہے۔ خوبصورت لگتی ہے، سارث ہے، کیوٹ ہے وغیرہ وغیرہ۔ نتیجہ یہ کہ وہ ہنڑ اٹھانا ہی بھول جاتی ہے"..... ہنڑی نے سکراتے ہوئے جواب دیا۔

"اوہ۔ یہ اچھا مشورہ ہے۔ میں اسے یاد رکھوں گا"..... گیری نے کہا تو اس بار ہنڑی بے اختیار ہنس پڑا۔ تھوڑی دیر بعد وہ اس کوٹھی میں پہنچنے کے تھے جہاں ہارڈ ایجنٹی کا ہیڈ کوارٹر تھا اور چیف کا آفس تھا۔ کار کو مخصوص جگہ پر پارک کرنے کے بعد وہ دونوں ایک آفس نما کمرے میں گئے۔ وہاں انہوں نے اپنے مخصوص کارڈ ایک مشین میں ڈالے۔ مشین نے اوکے کر کے کارڈ واپس کر دیئے تو اندر وہی دیوار ہست گئی اور وہ دونوں آگے رہاہاری میں داخل ہو گئے۔ تھوڑی دیر بعد وہ چیف کے آفس میں داخل ہو رہے تھے۔

"آؤ بیٹھو"..... چیف نے سکراتے ہوئے میز کی سائیڈ پر موجود کرسیوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔
 "دھیکس چیف"..... دونوں نے یہک وقت کہا اور پھر دونوں ہی یہک وقت کرسیوں پر بیٹھے گئے۔

"تم دونوں نے پاکیشیا میں جس انداز میں کام کیا ہے اور پھر جس طرح خفیہ طریقے سے ڈاکٹر کمال کو مخصوص جگہ پہنچایا ہے وہ واقعی شاندار ہے۔ میں نے تم دونوں کی نگرانی اس لئے کرائی تھی کہ میں جاننا چاہتا تھا کہ تم وہاں کوئی ثبوت تو چھوڑ کر نہیں آئے کیونکہ جس طرح ڈاکٹر کمال ہمارے لئے اہم تھا اسی طرح وہ پاکیشیا کے لئے بھی اہم ہے اور لامحالہ اس کی گمگشی پر مشری اٹھلی جنس اور پاکیشیا سیکرٹ سروس اس کی واپسی کے لئے کام کریں گی اور اگر تم نے کوئی شوہد چھوڑے تو یہ لوگ سیدھے ہمارے سر پر آ کھڑے ہوں گے لیکن مجھے خوشی ہے کہ تم نے واقعی ایسے باہر انداز میں کام کیا ہے کہ کوئی شہادت اپنے بارے میں وہاں نہیں چھوڑی البتہ ایک غلطی مجھ سے ہوئی تھی جس کا مجھے پہلے سے علم نہ تھا لیکن یہ اچھا ہوا کہ مجھے فوری اطلاع مل گئی اور میں نے غلطی کا فوری مدداؤ کر دیا"..... چیف نے کہا تو گیری اور ہنڑی دونوں چوک پڑے۔
 "کیسی غلطی چیف"..... گیری نے حیرت بھرے لجھے میں کہا۔

"میں نے تمہیں پہلے بھی بتایا تھا کہ پاکیشیا میں میرا ایک دوست ہے برٹن جو وہاں کلب چلاتا ہے۔ میں نے ڈاکٹر کمال کو ٹریس کرنے کا کام اس کے ذمے لگایا کیونکہ باوجود شدید کوششوں کے ڈاکٹر کمال کو ٹریس نہ کیا جا سکا تھا۔ برٹن نے فوراً ہی اسے ٹریس کر لیا جس پر تمہیں وہاں بھیجا گیا اور تم ڈاکٹر کمال کو لے آئے اور اس وقت وہ ناپ سیکرٹ لیبارٹری میں موجود ہے لیکن

اس دوران مجھے ایک اہم اطلاع ملی کہ برلن نے اندر ولڈ کے ایک ٹریسر ٹائیگر کے ذریعے ڈاکٹر کمال کوڑیں کرایا ہے اور یہ نائیگر پاکیشی سپریٹ سروس کے لئے کام کرنے والے دنیا کے خطرناک اجنبی عمران کا شاگرد ہے۔ اس کا مطلب تھا کہ عمران کو اس نائیگر کے ذریعے اطلاع مل جائے گی کہ برلن نے ڈاکٹر کمال کوڑیں کرایا ہے تو برلن سے وہ چند لمحوں میں ہارڈ اینجنی کے پارے میں جان جاتے اس لئے میں نے فوری طور پر اس غلطی کا مادا کیا اور برلن کو فرش کرایا اور اس کے لئے کام ایک ایک دریانی آدمی نے کیا اس لئے اب کوئی مجھ تک نہ پہنچ سکے گا اور ہم محفوظ رہیں گے۔ چیف نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”چیف۔ ہمیں بہر حال اس پر نظر رکھنی چاہئے کہ ڈاکٹر کمال کی گشਦگی کا ملبہ کس پر ڈالا جاتا ہے اور اگر پاکیشی کی کوئی اینجنی ہمارے متعلق جان جاتی ہے تو ہم اس کے مقابلے پر آ جائیں۔“ ہنری نے کہا۔

”جب وقت آئے گا تو اس بارے میں غور کر لیں گے۔“ چیف نے اس انداز میں جواب دیا ہے اس بارے میں مزید بات نہ کرنا چاہتا ہو۔

”چیف۔ ڈاکٹر کمال کا کیا روعل ہے۔ کیا وہ ہمارے لئے کام کرنے پر آمادہ بھی ہے یا نہیں۔“ گیری نے کہا تو چیف کے ساتھ ساتھ ہنری بھی چونکہ پڑا۔

”تمہارے ذہن میں اچھا سوال ابھرا ہے۔ حکومت کو بھی بھی۔“ قدرہ تھا کہ ڈاکٹر کمال جیسا بڑا سائنس وان اس طرح اخوا ہونے کے بعد ہمارے سائنس وانوں سے مل کر کام کرنے سے انکار کر دے گا اور ایسے سائنس وان پر جبرا بھی نہیں کیا جا سکتا لیکن یہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ ڈاکٹر کمال نے ہوش میں آنے کے بعد یہ معلوم ہونے پر کہ وہ اب بھیش کے لئے کرانس آگے ہیں تو انہوں نے ہم سے مکمل تعاون کرنے کا اعلان کر دیا۔ اس کے لئے انہوں نے چدثر اڑاظہ رکھی تھیں۔ یہ شرائط ایسی تھیں جو ہمارے لئے مشکل نہ تھیں۔ دو کروڑ ڈالر سو ٹھینڈ کے پینک میں، دو مخصوص فگر زکی ہائل عورتیں ان کی خدمت گزاری کے لئے اور ہر سال ایک ماہ کے لئے کرانس میں لارڈ کے طور پر رہائش۔ چنانچہ اب وہ ہمارے کے لئے کرانس میں لارڈ کے طور پر رہائش۔ چنانچہ اب وہ ہمارے کے کام کر رہے ہیں۔“ چیف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تو پھر کیا خطرہ ہے۔ باقی رہا پاکیشی کی کسی اینجنی کی کارروائی کا خطرہ تو کچھ بھی ہو ہارڈ اینجنی سے زیادہ فعال کوئی اینجنی نہیں ہو سکتی۔“ گیری نے کہا۔

”اعلیٰ حکام نے اس سلسلے میں مرید فیضی کے ہیں اس لئے میں نے جمیں کال کیا ہے۔“ چیف نے کہا۔

”حکم کریں چیف۔“ ہنری اور گیری دونوں نے کہا۔

”تم پر اعتماد کرتے ہوئے جمیں بتایا جا رہا ہے کہ کرانس کا ایک خوبصورہ جزیرہ خلیج لیکے میں ہے جس کا نام منور کا ہے۔ ناپ سپریٹ

"چیف۔ کرانس میں تقریباً ہر ملک کے ایجنت موجود ہیں اور یقیناً ہمارے بارے میں بھی معلومات حاصل کرتے رہتے ہوں گے۔ اب اگر ہماری منور کا میں سرگرمی ان کے سامنے آگئی تو وہ سب چونکہ پڑیں گے اور پھر جس بات کا علم اب تک کسی کو نہیں ہوا کہ وہ سب کو ہو جائے گا۔"..... ہنری نے کہا۔
 "تو پھر تمہاری کیا تجویز ہے۔ کیا ہم وہاں ہر قسم کی گمراہی ختم کر دیں۔"..... چیف نے کہا۔

"میں نے یہ نہیں کہا چیف۔ میرا مقصد ہے کہ ہماری سرگرمیوں سے وہرے معلومات حاصل کرنے کے لئے بہتر ہیں ہے کہ ہم یہ نہیں رہیں۔ یہ نہیں کام کریں اور اہل خطہ پاکیشیا سے ہے تو پاکیشیا ایجنسیوں سے یہ نہیں نہتا جائے۔ البتہ منور کا کا معاملہ بہت جمیں وہاں فحکر نہیں کیا جا رہا بلکہ یہ تمہاری مرضی ہو گی کہم وہاں کب جاتے ہو اور ہاں۔ اگر پاکیشیا یا کسی بھی وہرے ملک کے ایجنسیں جی بیلوں یا ڈاکٹر کمال کے پیچے آتے ہیں تو ان کا خاتر تم نے کرنا ہے۔ یہاں کرانس میں کرو یا وہاں منور کا میں یا راستے میں رہتا کوئی چونکہ نہ پڑے۔"..... ہنری نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم تھیک کہہ رہے ہو۔ ہماری سرگرمیاں الٹا ہمارے خلاف جائیں گی اس لئے میں تم پر چھوڑتا ہوں۔ جیسے چاہو سیت اپ کرو یعنی ہماری لیبارٹری بھی محفوظ رہتی چاہئے اور ڈاکٹر کمال کو بھی یہ نہیں رہتا چاہئے۔"..... چیف نے کہا۔

"ایسا ہی ہو گا چیف۔"..... ہنری نے کہا تو چیف نے اثبات میں سرہا دیا۔

لیبارٹری اس جزیرے پر نیول فورس کی ہے۔ اس جزیرے پر نیول فورس کی ادا ہے اور لیبارٹری کے لوگ نیول فورس کی خصوصی لانچوں اور نیکل کاپڑوں کے ذریعے کرانس آتے جاتے رہتے ہیں۔ یہ لیبارٹری مکمل طور پر سیلہ ہے۔ صرف کمپیوٹر اسے اوپن کر سکتے ہیں اس لئے لیبارٹری میں کام کرنے والے ہر آدمی کو خصوصی چپ دی گئی ہے۔ اس چپ کی موجودگی میں وہ لیبارٹری سے باہر جا سکتا ہے اور باہر سے اندر آ سکتا ہے ورنہ ہوا بھی لیبارٹری میں داخل نہیں ہو سکتی۔ ہاڑا ایجنسی کے لیڈر سیکیش کی ڈیپوٹی منور کا پر لگا دی گئی ہے۔ یہ وہاں سیکورٹی کی ڈیپوٹی ادا کرے گی۔ وہاں اس کا باقاعدہ آفس اور رہائش گاہیں ہوں گی اور تم دونوں نے اسے مانیٹر کرنا ہے۔

تمہیں وہاں فحکر نہیں کیا جا رہا بلکہ یہ تمہاری مرضی ہو گی کہم وہاں کب جاتے ہو اور ہاں۔ اگر پاکیشیا یا کسی بھی وہرے ملک کے ایجنسیں جی بیلوں یا ڈاکٹر کمال کے پیچے آتے ہیں تو ان کا خاتر تم نے کرنا ہے۔ یہاں کرانس میں کرو یا وہاں منور کا میں یا راستے میں رہتا کوئی چونکہ نہ پڑے۔"..... ہنری نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
 یہ سب سوچنا تمہارا کام ہے۔"..... چیف نے تیز تیز لمحے میں کہا۔
 "لیں چیف۔ ہمیں یہ چیلنج قول ہے۔"..... گیری نے بڑے باعتماد لمحے میں کہا۔

"چیف۔ ایک بات قابل غور ہے۔"..... ہنری نے بڑے سمجھے لمحے میں کہا۔
 "کیا۔"..... چیف نے چونکہ کہا۔

سلیمان ٹرے اٹھائے اندر داخل ہوا اور اس نے چائے کے برتن اور بستنٹوں کی دو پلٹیں میر پر رکھ دیں۔

”باس آ جاتے تو مل کر تی لیتے“.....ٹائیگر نے کہا۔

”صاحب نے چائے پینا کم کر دی ہے“.....سلیمان نے کہا تو ٹائیگر چونک پڑا۔

”باس نے۔ کیوں۔ کیا ہوا ہے“.....ٹائیگر نے قدرے پر بیشان سے لبھ میں کہا۔

”اس لئے کہ میں نے ان کے لئے چائے بنا کم کر دی ہے۔“

سلیمان نے جواب دیا اور خالی ٹرے اٹھائے واپس ٹرگیا۔

”کیوں۔ وجہ“.....ٹائیگر نے چونک کر پوچھا۔

”صاحب کو چائے کا ذوق ہی نہیں ہے۔ وہ ہر گرم پانی کو

چائے سمجھ لیتے ہیں۔ ایسی بد ذاتی مجھ جیسا آدمی کیسے برداشت کر سکتا ہے اس لئے میں نے صاحب کے لئے کم اور اپنے لئے زیادہ

چائے بنانے کا فیصلہ کیا ہے“.....سلیمان نے مسکرا کر جواب دیا اور

مہرجنزی سے مزکر کرنے سے باہر چلا گیا تو ٹائیگر نے مسکراتے

ہوئے اپنے لئے چائے بنانا شروع کر دی۔ تھوڑی دیر بعد کال تبلی

کی آواز سنائی دی تو ٹائیگر سمجھ گیا کہ عمران آ گیا ہے اور چند لمحوں

بعد جب عمران سننگ روم میں داخل ہوا تو ٹائیگر احتراز انداخت کھرا

حوال۔ رکی سلام دعا کے بعد عمران نے ٹائیگر کو بیٹھنے کے لئے کہا اور

خود بھی وہ سامنے پڑی ہوئی کری پڑھ گیا۔

ٹائیگر نے کار فلیٹ کے یچ پر روکی اور پھر یچ پر اتر کر اس نے کار لاک کی اور سیر ہیاں چڑھتا ہوا عمران کے فلیٹ کے دروازے کے سامنے پہنچ گیا۔ دروازہ بند تھا۔ اس نے کال تبل کا بیٹن پر پس کر دیا۔

”کون ہے“.....اندر سے سلیمان کی آواز سنائی دی۔

”میں ٹائیگر ہوں سلیمان“.....ٹائیگر نے اوپنی آواز میں کہا تو دروازہ کھل گیا۔ ٹائیگر نے سلام کیا اور اندر داخل ہو گیا۔

”صاحب تو سردار کے پاس گئے ہوئے ہیں“.....سلیمان نے کہا۔

”انہوں نے مجھے کال کر کے حکم دیا تھا کہ میں فلیٹ پر پہنچ جاؤں۔ وہ بھی آ رہے ہیں“.....ٹائیگر نے کہا تو سلیمان نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ ٹائیگر سننگ روم میں بیٹھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد

”آپ تو سرداروں کے ہاں چائے پی آئے ہوں گے۔“ سلیمان نے کرے میں داخل ہوتے ہوئے کہا۔ اس کے ہاتھ میں خالی ٹرے تھی اور اس نے میز پر پڑے چائے کے خالی برتن اٹھا کر رہے میں رکھنا شروع کر دیئے۔

”ہاں۔ سا ہے تم بہت اچھے ٹریسر ہو اس لئے میں تمہارا امتحان بتاؤں۔ مجھے تو اب معلوم ہوا ہے کہ چائے ہوتی کیسی ہے۔“ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اور کیا اب تک آپ گرم پانی پیتے رہے ہیں؟“ سلیمان نے کہا۔

”پاکیشا کے ایک اہم سینئر سائنس دان ڈاکٹر کمال حسین ہاں۔ محض تو مجھے واقعی ایسا ہی ہوتا رہا ہے۔“ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”یا اللہ تیرا لاکھ شکر ہے۔“ سلیمان نے کہا اور ٹرے اٹھائے واپس مزگیا۔

”ڈاکٹر کمال لایپڈ ہو گئے ہیں۔ کیا مطلب۔ یہ کیسے ممکن ہے۔“ کیا۔ کیا مطلب۔ یہ تم کس بات پر اللہ کا شکر ادا کر رہے ہو؟..... عمران نے جیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”اس بات کا کہ اب آپ مجھے چائے بنانے کا تو نہیں کہیں گے کیونکہ مجھے تو چائے بنانا ہی نہیں آتی۔“ سلیمان نے جواب دیا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا پردنی دروازے کی طرف بڑھنے لگا۔

”ہاں گاہ ڈان کالونی کی کوئی نمبر سکشی اے میں ہے۔“ نائیگر کہا ہے اس لئے خوش ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔“ عمران نے کہا۔

”دہ بنتے ہوئے کہا اور نائیگر جوان دوفوں کی دلچسپ باتیں سن کر بینجا سکرا رہا تھا عمران کی بات پر بے اختیار بھس پڑا۔“

”بس۔ آپ نے مجھے کاں کیا تھا۔“ نائیگر نے سلیمان کے ابھر جانے کے بعد عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

”ہاں۔ سا ہے تم بہت اچھے ٹریسر ہو اس لئے میں تمہارا امتحان بتاؤں۔ مجھے تو اب معلوم ہوا ہے کہ چائے ہوتی کیسی ہے۔“ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”میں تو کوشش کر سکتا ہوں۔ کے ٹریس کرنا ہے۔“ نائیگر

”ہاں وہی۔ بات کیا ہے۔ کھل کر بات کرو۔“..... عمران نے کہا۔

”باس۔ ایک کلب کا مالک اور جزل مینجر برٹن میرا دوست ہے۔ اس کے آج تک ہاتھ صاف رہے ہیں۔ وہ صرف کلب تک ہی محدود رہتا ہے۔ اس نے مجھے کہا کہ پاکیشا کے سائنس دان ڈاکٹر کمال نے کلب میں جواء ھیلیا اور پھر جیتی ہوئی رقم اس نے غیر ملکی کرنی میں تبدیل کرانی چاہی تو برٹن کا مینجر اسے برٹن کے پار لے آیا۔ برٹن نے اسے غیر ملکی کرنی دے دی۔ بعد میں پڑھا کہ ڈاکٹر کمال نے دس لاکھ روپے کی جعلی کرنی چیتی ہوئی رقم میں شامل کر کے برٹن سے تبدیل کرائی ہے لیکن برٹن اس ڈاکٹر کمال حسین کی رہائش گاہ نہ جانتا تھا۔ اس نے مجھ سے بات کی کہ وہ اسے شرمندہ کرتا چاہتا ہے اور اپنی کرنی واپس لینا چاہتا ہے۔ میں نے تھوڑی سی کوشش سے ڈاکٹر کمال حسین کی رہائش گاہ ٹریلیں کر لیں اور برٹن کو فون پر بتا دیا۔ اب آپ کہہ رہے ہیں کہ ڈاکٹر کمال حسین لپڑھے ہو گئے ہیں۔..... نائیگر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”تو یہ تم تھے جس نے ڈاکٹر کمال حسین کو ٹریلیں کیا اور تمہارے وجہ سے وہ اخواز کر لئے گئے۔“..... عمران کے لمحے میں غراہت آگئی تھی۔

”آئی ایم سوری پاس۔ میرے تصور میں بھی نہ تھا کہ ایسا بھجو ہو سکتا ہے اور میں اب انہیں ٹریلیں کر لوں گا۔ آپ مجھے تفصیل

تباہیں۔..... نائیگر نے شرمندہ سے لمحے میں کہا۔ اسے واقعی شرم آ رہی تھی کہ اس کی حماقت کی وجہ سے یہ وعدہ ہوا۔

”ڈاکٹر کمال حسین کے چار ملازمین کو پہلے بے ہوش کیا گیا اور پھر انہیں بے ہوشی کے دوران ہی ہلاک کر دیا گیا جبکہ ڈاکٹر کمال حسین غائب ہیں۔ نہ وہ بے ہوش ملے ہیں اور نہ ہی ان کی لاش ملی ہے۔ دہان میں نے چیلگ کی ہے۔ ایک لوکارڈ گاڑی کے تاروں کے نشانات موجود ہیں اور تمہیں معلوم ہو گا کہ لوکارڈ گاڑیوں کی تعداد بھی بے حد کم ہے۔ شاید دارالحکومت میں وہ یا بارہ یا اس سے کچھ زیادہ گاڑیاں ہوں گی۔ میرا خیال ہے کہ ڈاکٹر کمال کو بے ہوش کر کے لوکارڈ گاڑی میں ڈال کر لے جایا گیا ہے۔ اب تم نے انہیں ٹریلیں کرنا ہے۔“..... عمران نے تیز لمحے میں کہا۔

”میں ابھی جا کر برٹن کے طبق سے سب کچھ اگلوں گا باس۔“..... نائیگر نے کہا۔

”ایسے معاملات میں حماقتوں نہیں کی جاتیں۔ یا تو اس برٹن کو ہلاک کر دیا گیا ہو گا یا صرف اس کے ذمے ٹرینک کا کام لگایا گیا ہو گا۔ باقی اسے کسی بات کا علم نہ ہو گا۔“..... عمران نے کہا۔

”میں فون کر کے برٹن سے بات کرتا ہوں۔“..... نائیگر نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا تو نائیگر نے انھ کر رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پر لیں کرنے شروع کر دیئے۔ آخر میں اس نے

لاکڑر کا بیٹھنے پر لیں کرو دیا۔
”ریواز کلب“..... رابطہ ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک
نسوانی آواز سنائی دی۔
”ٹائیگر بول رہا ہوں۔ برٹن سے بات کراو“..... ٹائیگر نے
کہا۔

”اوو۔ چیف کو رات ان کی رہائش گاہ پر ہلاک کر دیا گیا ہے۔
آپ تینجیوں سے بات کر لیں“..... دوسری طرف سے کہا گیا لیکن
ٹائیگر نے ایک جھلک سے رسپور رکھ دیا۔

”جیسا میں نے کہا تھا ویسے ہی ہوا۔ بہر حال لوکارڈ گاڑی کے
بارے میں معلومات حاصل کرو اور جس قدر جلد لیکن ہو سکے معلوم
کرو کہ ڈاکٹر کمال حسین کہاں ہیں اور کون لوگوں نے انہیں انواع کیا
ہے..... عمران نے کہا۔

”یہی پاس۔ میں جس قدر جلد لیکن ہو سکا یہ کام کروں گا۔ مجھے
اجازت دیں“..... ٹائیگر نے انتہے ہوئے کہا۔

”مجھے جلد از جلد روپورٹ چاہئے کیونکہ ڈاکٹر کمال جس
فارموں پر کام کر رہے ہیں۔“ پاکیشیا کے دفاع کے لئے بے حد
اہم ہے اور اس پر حکومت پاکیشیا نے بھارتی سرمایہ لگایا ہے۔ ”عمران
نے کہا۔

”یہی پاس۔ میں آپ کو جلد از جلد روپورٹ دوں گا“..... ٹائیگر
نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ ٹائیگر نے اسے سلام

کیا اور واپس مڑ کر سنگ روم سے نکل کر بیرونی دروازے کی
طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس کا دل اور دماغ اس وقت طوفانوں کی زد
میں تھا۔ اسے مسلسل یہ احساس ہو رہا تھا کہ اسے پاکیشیا کے
مفادات کے خلاف استعمال کیا گیا ہے اور وہ احتقون کی طرح
وشنزوں کے ہاتھوں استعمال ہوتا رہا ہے۔ اب اسے برٹن کی تمام
گفتگوں میں جھوٹی محسوس ہو رہا تھا جبکہ اس وقت اس کے ذہن میں
معمولی سا خیال بھی نہ آیا تھا کہ برٹن نے جو کچھ کہا ہے اس میں
کوئی جھوٹ ہے اور اب برٹن کی سوت سے یہ بات بھی ثابت ہو گئی
تھی کہ برٹن بھی اس کی طرح وشنزوں کے ہاتھوں استعمال ہوتا رہا
ہے۔ اس نے فیصلہ کر لیا تھا کہ ڈاکٹر کمال حسین کو جس قدر جلد
لیکن ہو سکا وہ ڈھونڈ نکالے گا ورنہ اسے بھی معلوم تھا کہ وہ عمران
سے بھی آگھنہ ملا سکے گا۔

فیکٹ سے نیچے اتر کر وہ ایک سائینڈ پر موجود اپنی کار کی طرف
بڑھ گیا۔ پہلے اس کا خیال تھا کہ برٹن کے ذریعے وہ آگے بڑھ
سکے گا لیکن اب برٹن کی ہلاکت کے بعد اس نے لوکارڈ کار کے
ذریعے آگے بڑھنے کا فیصلہ کیا اس لئے اس نے کار کا رخ ڈھنکو
رہ جتھریش آفس کی طرف کر دیا۔ اس کا وہاں ایک دوست حامد
موجود تھا۔ ٹائیگر نے آفس پارکنگ میں کار روکی اور پھر اتر کر وہ
حامد کے آفس کی طرف بڑھ گیا۔ حامد آفس پر منتذہ تھا۔ آفس
کا دروازہ بند تھا اور باہر باقاعدہ دربان موجود تھا لیکن ٹائیگر نے

کتنی لوکارڈ کاریں دار الحکومت میں موجود ہیں اور کس کس کی ملکیت ہیں۔ بالکل اپنے ذمہ دار معلومات۔ مجھے ایک لوکارڈ کار کو ٹریس کرتا ہے جس نے ہمارے گروپ کے ایک آدمی کو اخوا کر لیا ہے۔“ نائیگر نے کہا۔

”لیکن تم ان کے رجسٹریشن نمبرز اور مالکوں کے نام و پتے پڑھ کر کیسے لوکارڈ کار کو ٹریس کرو گے کہ یہ تمہاری مطلوبہ کار ہے۔“ حامد نے کہا۔

”یہ میرا کام ہے۔ تم اس پر سرمت کھپاؤ۔“ نائیگر نے کہا۔

”تم مشروب پینے میں کپیوڑ سے نہست تیار کر کے آ رہا ہوں۔“ حامد نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے میز کے کنارے پر موجود بین پر لیں کر دیا۔

”میں سر۔“ باہر بیٹھا ہوا درب ان دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا۔

”مشروب لے آؤ اور صاحب کو دو۔ میں ایک کام کر کے آتا ہوں،“ حامد نے کہا۔

”جی صاحب۔“ درب ان نے کہا اور واپس مژکر کرے سے باہر چلا گیا جبکہ حامد مژکر اندر ورنی دروازہ کھول کر درسری طرف غائب ہو گیا۔ تھوڑی دیر بعد درب ان ایک بار پھر اندر داخل ہوا تو اس کے ہاتھ میں مشروب کی بوتل تھی۔ اس نے بوتل نائیگر کے سامنے رکھی اور خود مژکر کرے سے باہر چلا گیا۔ نائیگر نے بوتل

اس کی طرف دیکھنے کی ضرورت ہی محسوس نہیں کی اور دروازہ کھول کر اندر داخل ہو گیا۔ آفس نیبل کے پیچے بیٹھا حامد، نائیگر کو اس طرح اچانک آتے دیکھ کر بے اختیار اچھل کر کھڑا ہو گیا۔

”نائیگر تم اور وہ بھی بغیر اطلاع۔ خیریت تو ہے۔“ حامد نے جرت بھرے لبچے میں کہا۔

”چھوڑو تکلفات۔ یہ لو تمہارے لئے رقم لے آیا ہوں۔“ نائیگر نے کہا اور جیب سے بڑی مالیت کے فوٹوں کی ایک گذی نکال کر اس نے حامد کے سامنے میز پر رکھ دی اور خود سائیڈ پر پڑی کر کی پہنچ گیا۔

”یہ۔ یہ کیا ہے۔ کیا مطلب ہوا اس کا۔“ حامد نے انتہائی جرت بھرے لبچے میں کہا۔ اس کی نظریں فوٹوں کی گذی پر اس طرح جھی ہوئی تھیں جیسے ان سے نظریں ہٹانا بہت بڑا جرم ہو۔

”اسے اپنی جیب میں ڈال لو اور میری بات سنو۔“ نائیگر نے سکراتے ہوئے کہا تو حامد نے اس طرح گذی پر جھپٹا مارا جیسے ایک لمحے کی بھی دیر ہو گئی تو فوٹوں کی یہ گذی غائب ہو جائے گی۔

”بب۔ بب۔ بات ہتاو۔ کیا کرنا ہے میں نے۔“ حامد نے گذی کو جیکٹ کی جیب میں ڈالتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ کر کی پہنچ گیا۔ اس کے چہرے کے عضلات خوشی کی وجہ سے کپکپا رہے تھے۔

”مجھے لوکارڈ کاروں کے بارے میں مکمل معلومات چاہیں کر

الٹھائی اور سڑا سے منہ لگا کر اس نے مشروب پینا شروع کر دیا۔ بوتل خالی ہونے پر اس نے اسے میر کے چیخ کے رکھ دیا۔ تھوڑی دیر بعد اندر وہ کھلا اور حامد ایک لمبا سا کافنڈ ہاتھ میں پکڑے اندر دال ہوا۔

”یہ لو۔ دارالحکومت تو کیا پورے پاکیشیا میں لوکارڈ کاروں کا باسیو ڈینا۔ دارالحکومت کا خانہ طیبہ ہے اور دیگر بڑے شہروں کا علیحدہ رجسٹریشن نمبر اور مالک کا نام و پتہ درج ہے۔“..... حامد نے کافنڈ نائیگر کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

”ان کے ماڈل وغیرہ بھی موجود ہیں یا نہیں۔“ نائیگر نے کافنڈ لیتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ تمام تفصیل موجود ہے۔“..... حامد نے اپنی کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا تو نائیگر نے کافنڈ کو پڑھنا شروع کر دیا۔ کافنی دیر سک وہ اس فہرست کو دیکھتا رہا۔ پھر اس کی نظریں ایک جدید ماڈل کی لوکارڈ کی تفصیل پر پیسیں۔ یہ کارٹائل کلب کے مالک بروکارڈ کے نام رجسٹریشن اور نائیگر بروناڑ کے بارے میں بہت اچھی طرح جانتا تھا۔ وہ ہر قسم کے بڑے جرام میں ملوث رہتا تھا۔ ویسے زیادہ تر وہ دوسرے ممالک کی قیمتوں کو یہاں دارالحکومت میں مد فراہم کرتا تھا۔ اس نے کافنڈ کو تھبہ کر کے اپنی جیب میں ڈالا اور حامد کا ٹکریہ ادا کر کے وہ اس کے آفس سے باہر آ گیا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کارڈ ان کا لومنی کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ عمران نے

اسے یہ تو بتا دیا تھا کہ یہ نشانات لوکارڈ کار کے مخصوص نشانات ہیں اس لئے عمران نے اسے لوکارڈ کاریں چیک کرنے کا کہا تھا لیکن وہ اب پہلے خود ان نشانات کو دیکھنا چاہتا تھا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ شاکل کلب کے بروناڑ نے بھی حال ہی میں جدید ماڈل کی لوکارڈ کار خریدی ہے اور اس کی کار کا رنگ بھی عام کاروں سے قدرے مختلف ہے۔ اس کا رنگ اونٹ کی طرح سفید ہونے کی وجہے قدرے میلے سفید تھا جسے سیاہ پر ہلکا دانت کلر کیا جائے تو میلے رنگ سامنے آ جاتا ہے۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کارڈ ان کا لومنی پہنچ گئی۔ اس نے مطلوبہ کوئی جلد ہی ٹریس کر لی اور کار روک کر وہ یچھے اتر۔ اس نے کوٹ کی اندر وہی جیب میں رکھے ہوئے کارڈ میں سے ایک کارڈ منتخب کیا اور پاٹی کارڈز واپس اسی جیب میں رکھ کر وہ آگے بڑھا اور اس نے کاٹ بیل کا ٹین پر ٹریس کر دیا۔ چند لمحوں بعد چھوٹا چھاٹک مکلا اور ایک باوردی شخص باہر آ گیا۔ ”پیش پولیس سروں اسپر رضوان۔“..... نائیگر نے کارڈ اس کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

”لیں سر۔ فرمائیے۔“..... اس نے کارڈ لینے کی بجائے موبدہاں انداز میں کہا۔ ”میں صرف پورچ میں موجود کار کے نشانات چیک کرنا چاہتا ہوں۔ ڈاکٹر کمال کے لائپہ ہونے کی اگوارڈی پیش پولیس سروز کے ذمے لگا دی گئی ہے۔“..... نائیگر نے کہا۔

میں کہا۔

”ہاں۔ ایک منٹ کو۔ تمہیں فائدہ ہو گا۔“..... تائینگر نے اس کی طرف بڑھتے ہوئے کہا تو وہ رک گیا لیکن اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات نمایاں تھے۔ قریب پہنچ کر تائینگر نے جیب سے لیک پیدا نوٹ نکلا اور اسے ملازم کے ہاتھ پر رکھ دیا۔

”یہ تمہارا ہو سکتا ہے اگر تم حق میرے سوالوں کا جواب دے جو اور سنو۔ تمہارا نام بھی سامنے نہیں آئے گا۔“..... تائینگر نے اس کے کاندھے پر چکل دیتے ہوئے کہا۔

”مم۔ مم۔ مگر صاحب۔ یہ کیا مطلب؟“..... ملازم نے اپنی حیرت بھرے لبجے میں رک کر کہا لیکن اس نے نوٹ کو جلدی سے مٹھی بھینچ کر اپنے قابو میں کر لیا تھا۔

”تم نے لوکارڈ کار پٹھی ہوئی ہے۔ وہ کار جس کے بونٹ پر چلا گئے مارتا ہوا یا ہو چیتا نظر آتا ہے۔“..... تائینگر نے کہا۔

”خج۔ خج۔ جی ہاں۔ میں نے دیکھی ہے۔ ہم سے چوتھی کوئی والوں کے پاس چیتے والی کار ہے۔“..... ملازم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”سامنے ڈاکٹر صاحب کی کوئی میں بھی ایک ایسی ہی کار آئی تھی اور کچھ دیر رک کر پہلی گئی تھی۔ کیا تم نے اسے دیکھا تھا۔“..... تائینگر نے کہا۔

”آپ کا تعلق پولیس سے ہے۔“..... ملازم نے کاپنے ہوئے

”آئیے۔“..... اس باور دی شخص نے کہا اور واپس مڑ گیا۔ تائینگر نے کارڈ واپس جیب میں ڈالا اور اس آدمی کے پیچھے چلتا ہوا کوئی میں داخل ہو گیا۔ وہاں دو اور باور دی افراد موجود تھے لیکن وہ شاید اپنے ساتھی کو تائینگر کے ساتھ دیکھ کر خاموش رہے۔ تائینگر تیر تیز قدم اٹھاتا پورچ کی طرف بڑھ گیا جس میں اس وقت بھی ایک پرانے ماڈل کی کار موجود تھی اور پھر تائینگر کی نظریں کار کے ٹارزوں کے اچھائی مدھم نشانات پر پڑ گئیں تو وہ ان کی طرف بڑھا اور ٹارزوں پیٹھے کر غور سے ان مدھم نشانات کو دیکھنے لگا اور پھر چند لمحوں بعد اس کی آنکھوں میں چمک ابھر آئی کیونکہ جو نشانات اس نے دیکھے تھے وہ جدید ترین ماڈل لوکارڈ کا لوگو چیتا سڑک پر دوڑتا ہوا نظر آتا تھا اور وہ اسے غور سے دیکھنے پر نظر آ گیا تھا۔ اب یہ بات تو طے تھی کہ ڈاکٹر کمال کو جدید ترین ماڈل کی لوکارڈ کار میں لے جایا گیا تھا۔ وہ دربان کا شکریہ ادا کر کے کوئی سے باہر آ گیا اور پھر اس کی نظریں سامنے والی کوئی کے گیٹ سے لٹکتے ہوئے ایک دربان پر پڑیں جو ہاتھ میں ایک تھیلا پکڑے ہوئے شاید مارکیٹ جا رہا تھا۔

”ایک منٹ۔“..... تائینگر نے سڑک کراس کر کے اس کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

”آپ نے مجھے کہا ہے۔“..... اس ملازم نے حیرت بھرے لبجے

لچے میں کہا۔

”نہیں۔ میں صحافی ہوں۔ پولیس والے ایسے نوٹ دے کر

”تم نے کار کا نمبر دیکھا تھا۔“..... نائگر نے پوچھا۔

”نہیں۔ پوچھ چکھ نہیں کیا کرتے اور سنو۔ حق بچتا دو۔ تمہارا نام سامنے نہیں آئے گا۔“..... نائگر نے اس کی حوصلہ افزائی کرتے ہوئے کہا۔ ”جی ہاں۔ میں نے سفید لینکن نیالے رنگ کی کار ڈاکٹر صاحب کی کوٹھی سے باہر آتے دیکھی تھی۔ پھر کار رک گئی اور ایک آدمی جو غیر ملکی تھا باہر آیا اور اس نے اندر جا کر چھانک بند کیا اور پھر پھر چھوڑ چھانک باہر سے بند کر کے کار میں بیٹھ کر چلا گیا۔ میں جیران تو ہوا کہ ڈاکٹر صاحب کے ملازم نے چھانک بند کیوں نہیں کیا لیکن پھر میں سمجھا کہ شاید وہ چھوٹی پر ہوں کیونکہ اکثر ان کے ملازم چھوٹی پر رہتے ہیں کیونکہ ڈاکٹر صاحب بھی کھمار ہی بیہاں آتے ہیں اس لئے میں نے زیادہ پروادہ نہ کی۔ پھر میں نے پولیس اور فوجیوں کو دیکھا۔ ایک پولیس والے سے پوچھنے پر پتہ چلا کہ ڈاکٹر صاحب کے چاروں ملازموں کو ہلاک کر دیا گیا اور ڈاکٹر صاحب غائب ہیں۔ پولیس والوں نے مجھ سے بھی پوچھ چکھ کی لیکن میں نے انہیں بھی کہا کہ میں نے کچھ نہیں دیکھا اور انہیں کچھ نہیں بتایا کیونکہ ہو سکتا تھا کہ وہ مجھے بھی کسی اڑام میں پکڑ لیتے۔ انہوں نے تو نکتہ پوری کرنا ہوتی ہے تا جناب۔“..... ملازم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”نہیں جناب۔ ویسے بھی میں پڑھا ہوا نہیں ہوں“..... ملازم

نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کوئی خاص نشانی جو تمہیں یاد رہے گئی ہو۔“..... نائگر نے کہا۔

”نشانی۔ نہیں جناب۔ ایسی تو کوئی نشانی مجھے یاد نہیں ہے۔

لوہ۔ ادو۔ ہاں۔ اب مجھے یاد آ رہا ہے کہ اس کار کے چوڑے بپر

پر درمیان میں کوئی نشان بنا ہوا تھا۔ وہ۔ وہ نشان۔ ہاں۔ وہ نشان

توہنی ہوئی تھی کا تھا۔ میں نے چند لمحوں کے لئے دیکھا تھا۔

مجھے تو یاد بھی نہیں تھا۔ اب آپ کے یاد دلانے پر مجھے یاد آیا

ہے۔“..... ملازم نے جواب دیا تو نائگر کے منہ سے بے اختیار

ہمیمان بھرا سانس نکل گیا کیونکہ یہ نشان شائل کلب کا مخصوص

نشان تھا اور اس کے بورڈ پر بھی بنا ہوا تھا۔ اب وہ کنفرم ہو گیا تھا

کہ شائل کلب کی کار میں ڈاکٹر کمال کو لے جایا گیا ہے۔ اس نے

ملازم کا شکریہ ادا کیا اور واپس مز کر اپنی کار کی طرف بڑھ گیا۔

تحوڑی دیر بعد اس کی کار شائل کلب کی طرف بڑھ گیلی جا رہی

ہے۔ پولیس والوں نے مجھ سے بھی پوچھ چکھ کی لیکن میں نے انہیں

بھی کہا کہ میں نے کچھ نہیں دیکھا اور انہیں کچھ نہیں بتایا کیونکہ ہو

سکتا تھا کہ وہ مجھے بھی کسی اڑام میں پکڑ لیتے۔ انہوں نے تو نکتہ

خوبصورت عمارت بنی ہوئی تھی۔ وسیع و عریض احاطے میں چار منزلہ

بزرے سے ہرے ہوئے قطعات بھی تھے جن کے درمیان

خوبصورت فوارے چلتے رہتے تھے اس لئے بیہاں کا ماحول انتہائی

دیدہ زیب اور خوشنوار نظر آتا تھا اور شاید یہی وجہ تھی کہ شہر کا اعلیٰ طبقہ اس کلب میں آنے کو ترجیح دیتا تھا۔

ٹانگر بھی کمی پار بیہاں آپکا تھا۔ گو بروڈنارڈ سے تو اس کی ملاقات نہ ہوئی تھی لیکن استنشت منیر مارٹی اس کا پرانا واقعہ اور دوست تھا۔ مارٹی اوچیز عرب آدمی تھا اور کلبوں میں ہی اس کی زندگی گزری تھی اس لئے اسے بڑا تجربہ کار منیر سمجھا جاتا تھا اور ٹانگر

مارٹی سے ہی ملنے جا رہا تھا۔ تقریباً ایک گھنٹے کی مسلسل ڈرائیورگ کے بعد وہ سائل کلب پہنچ گیا۔ اس نے کار پارکنگ میں روکی اور پھر پنج اتر کر اس نے پارکنگ بوائے سے کارڈ لیا اور اسے جیب

میں ڈال کر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا میں گیٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ چونکہ یہ دن کا وقت تھا اس لئے بیہاں نہ ہونے کے برابر لوگ تھے۔ مارٹی کا آفس دوسری منزل پر تھا۔ ٹانگر کا کوئی طرف

بڑھ گیا جہاں اس وقت دونوں جوان لڑکیاں موجود تھیں۔

”لیں سر“..... ان میں سے ایک نے ٹانگر کی طرف متوجہ ہوتے ہوئے کہا۔

”میرا نام ٹانگر ہے اور مجھے منیر مارٹی سے ملتا ہے۔ وہ مجھے اچھی طرح جانتے ہیں۔“..... ٹانگر نے سنبھال لجھے میں کہا۔

”کیا آپ کی ملاقات پہلے سے ملے شدہ ہے؟“..... لڑکی نے کہا۔

”نہیں۔ آپ ابھی فون کر کے طے کراؤں۔“..... ٹانگر نے کہا

ٹانگر نے اپناتھ میں سر ہلاتے ہوئے سامنے رکھے اخذا کام کا سیبوراخایا اور یکے بعد دیگرے دو بنی پریس کر دیئے۔

”لیں“..... ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔ ٹانگر چونکہ قریب کھڑا تھا اس نے دوسری طرف سے آنے والی آواز اس کے کافنوں تک بھی پہنچ گئی تھی۔

”کاٹنر سے میکنگ بول رہی ہوں سر۔ جتاب ٹانگر تشریف ہے ہیں اور آپ سے فوری ملاقات چاہتے ہیں۔“..... لڑکی نے کہا۔

”فوری بھجو دو۔“..... دوسری طرف سے کہا گیا تو لڑکی نے سیبور رکھا اور سائینڈ پر موجود ایک نوجوان کو اشارے سے بلالا۔

”صاحب کو مارٹی صاحب کے آفس چھوڑ آؤ۔“..... لڑکی نے نوجوان سے کہا۔

”آئیے جتاب۔“..... نوجوان نے کہا۔

”مجھے گائیڈ کرنے کی ضرورت نہیں۔ مجھے معلوم ہے کہ مارٹی کا آفس کہاں ہے۔ شکرپی۔“..... ٹانگر نے مکراتے ہوئے کہا اور سائینڈ پر موجود لفٹوں کی طرف بڑھ گیا۔ بیہاں چار لفٹس تھیں جن میں سے اس وقت تین بندھیں کیونکہ ہال تقریباً خالی پڑا ہوا تھا۔ صرف یک لفٹ ورکنگ میں تھی۔ چند لمحوں بعد ٹانگر دوسری منزل پر پہنچ گیا۔ وہاں موجود دو دربان خاموش کھڑے تھے۔ ٹانگر نے منیر کے آفس کے بند دروازے کو دھکیلا تو دروازہ کھلتا چلا گیا۔ ٹانگر

79
چھپیں ذاتی حوالے سے کافی رعایت دلو دلو گا..... مارٹی نے کہا۔

”تمہارا چیف گلشن کالونی میں ہی رہتا ہے تا۔ میں نے اسے وہاں کل دیکھا تھا۔“ ٹائیگر نے اٹھتے ہوئے کہا۔

”ارے نہیں۔ وہ گرین ٹاؤن میں رہتا ہے۔ ہاں چار سال پہلے وہ واقعی گلشن کالونی میں ہی رہتا تھا۔“ مارٹی نے بھی اٹھتے ہوئے کہا۔

”گرین ٹاؤن۔ کہاں اے یابی میں۔“ ٹائیگر نے مصافی کے لئے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے روٹین کی اور پھر اس کا کلر جو نیلا سفید ہے وہ بھی مجھے پسند ہے۔ میں نے بات ہو رہی ہو۔

”سیون اے۔“ مارٹی نے ویسے ہی ہلکے پھلکے انداز میں حجاب دیتے ہوئے کہا تو ٹائیگر نے اس کا ٹھکریا ادا کیا اور واپس

ٹھکریا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار گرین ٹاؤن کی طرف بڑھی چلی جا تو انہیں ذاتی طور پر بے حد پسند ہے۔ تم سے کس نے کہا ہے۔“ مارٹی نے حیرت ہبرے لبھ میں کہا۔

”ساری اندر ولڈ میں یہ بات ہو رہی ہے۔ کہاں ہے تمہارے چیف۔ میں اس سے خود بات کرتا ہوں۔“ ٹائیگر نے کہا۔

کوئی کے قریب نہیں ہوئی اور چند لمحوں بعد وہ سیون اے رات کو آئے گا۔ پھر میں موقع دیکھ کر بات کروں گا۔ تم کل مجھ سے فون پر بات کر لینا۔ اگر چیف نے واقعی ارادہ کر لیا ہے تو میں

اندر داخل ہوا تو میز کے پچھے بیٹھے ہوئے اور ہمراہ مارٹی نے اٹھ کر اس کا استقبال کیا۔

”آؤ نا ٹائیگر۔ دیل کم۔ آؤ بیٹھو۔“ مارٹی نے ساید پر سائید سے ہو کر آگے آکر مصافی کرتے ہوئے کہا۔

”ٹھکریا۔“ ٹائیگر نے کہا اور ساید پر موجود کری پر بیٹھ گیا۔ ”آج اس وقت آتا ہوا۔ کوئی خاص بات۔“ مارٹی نے قدرے حیرت ہبرے لبھ میں کہا۔

”مجھے اطلاع ملی تھی کہ تمہارا جزل منیر برونارڈ اپنی جدید لوکارڈ گاڑی فروخت کرنا چاہتا ہے۔ مجھے بھی یہ گاڑی بے حد پسند ہے اور پھر اس کا کلر جو نیلا سفید ہے وہ بھی مجھے پسند ہے۔ میں نے سوچا کہ پہلے تم سے مل لو۔ شاید کوئی رعایت ہو جائے۔“ ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”چیف گاڑی بچ رہا ہے۔ نہیں۔ میں نے تو نہیں سن۔ یہ گاڑی تو انہیں ذاتی طور پر بے حد پسند ہے۔ تم سے کس نے کہا ہے۔“ مارٹی نے حیرت ہبرے لبھ میں کہا۔

”ساری اندر ولڈ میں یہ بات ہو رہا ہے۔ کہاں ہے تمہارے چیف۔ میں اس سے خود بات کرتا ہوں۔“ ٹائیگر نے کہا۔

”اس وقت تو وہ اپنی رہائش گاہ پر ہو گا اور شاید سویا ہوا ہو۔ کار کی ساید پیٹ سیٹ اٹھائی۔ اس میں موجود ماسک میک اپ پاک ٹھال کر باہر رکھا اور ساتھ ہی بے ہوش کر دینے والی گیس کا پسل

بھی کمال کر جیب میں ڈال لیا۔ ساتھ ہی انہی گیس بوتل بھی اس نے اٹھا لی۔ اس نے فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ اب بروناڑ سے ڈاکٹر کمال کے پارے میں معلومات حاصل کر کے ہی واپس جائے گا۔ سیٹ بند کر کے اس نے میک اپ پاکس سے ایک ماسک نکالا اور اسے منہ اور سر پر چڑھا کر اس نے کار میں لگے ہوئے آئینے میں دیکھتے ہوئے دونوں ہاتھوں سے ماسک کو اپنے جھٹ کرتا شروع کر دیا۔ تقریباً پانچ منٹ بعد وہ آئینے میں اپنا چہرہ دیکھ کر سکرا دی کیونکہ اس کا چہرہ اور سر کے بالوں کا انداز لیکر بدل گیا تھا۔ گیس پھل وہ پہلے ہی جیب میں ڈال چکا تھا۔ میک اپ پاکس بند کر کے اس نے سیٹ کے نیچے رکھا اور کار سے باہر آ کر اس نے کار لاک کی اور پھر تیز قدم اٹھا تا ہوا وہ اپنی مطلوبہ کوشی کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

کوشی کی سائینڈوں میں موجود چھوٹی سرک تقریباً غالی تھی کیونکہ زیادہ تر یہ بڑی سرکوں پر روایتی تھی۔ تقریباً درمیان میں پانچ کر نائیگر نے بجلی کی سی تیزی سے گیس پھل نکالا اور ایک لمحے سے بھی کم عرصہ میں اس نے کیے بعد دمکرے چار کپسول اندر فائر کے اور پھل کو واپس جیب میں ڈال لیا اور اسی طرح چلتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا۔ کوشی کے عقب میں ایک گلی تھی جس میں کوڑا کرکٹ کے ڈرم موجود تھے۔ کوشی کی چار دیواری خاصی اپنی تھی اور ڈرم بھی دیوار سے کافی فاصلے پر تھے اور کوڑا کرکٹ سے بھرے ہوئے تھے اس نے نائیگر انہیں دھکیل کر دیوار کے ساتھ نہ لگا سکت تھا۔ نائیگر کے پاس اب اس کے سوا اور کوئی چارہ نہ تھا کہ وہ وہ یہ سی اچھل کر دیوار پر چڑھے اور پھر اندر کو جائے۔ نائیگر چند قدم پیچھے بٹا اور پھر دوستہ ہوا آیا اور تیزی سے اچھلا تو اس کا جسم اس طرح فضا میں اٹھتا چلا گیا جس طرح پول والٹ کا کھلاڑی بانس کی مدد سے انتہائی اونچائی تک پہنچ جاتے ہے لیکن اس کے باوجود اس کے سراف با تھوڑا دیوار کی منہ پر پہنچنے کا نائیگر نہ با تھوڑتے تھے اسی پہنچ پر اس کا جسم کو اپنے اپنی کر قابو آیا تھا اور اس کا جسم قابو آیا تھا اس کو جھوٹتا ہوا اندر گرا لیکن جیسے ہی نائیگر کے پیچہ وہ اسی زمین پر جھوٹی اور بلکا سا سدھا کا ہوا تو نائیگر ایک بار پھر الائگ جب پکے انداز میں اچھلا اور پھر اس طرح اطمینان سے کھڑا ہو گیا جیسے وہ دیوار سے ود کر اندر آنے کی بجائے ویسے ہی چلتا ہوا اندر آ گیا۔

اسے معلوم تھا کہ اندر بے ہوش کی گیس پھیل جانے کی وجہ سے کوئی کے اندر جو لوگ بھی موجود ہوں گے وہ بے ہوش پڑے ہوں گے اور مخصوص گیس اب تک فضا میں مل کر اپنے اثرات ثُتم کر چکی وی اس نے وہ اطمینان سے چلتا ہوا سائینڈ گلی کی طرف بڑھتا چلا۔ سائینڈ گلی سے جب نائیگر فرنٹ سائینڈ پر آیا تو باب گارڈ روم کے قریب ایک گارڈ زمین پر بے ہوش پڑا ہوا تھا جبکہ پوری میں گارڈ کا رکھری تھی۔ نائیگر اس کا کر کی طرف بڑھا کیونکہ اسے گیس

کی وجہ سے کسی کے بیان ہوں میں ہونے کا کوئی تصور ہی نہ تھا اس لئے وہ پہلے کار کا جائزہ لیتا چاہتا تھا۔ کار کے فرنٹ بپر کے درمیان میں ایک تخلی میں ہوئی بھی نظر آئی تھی جو اڑ رہی تھی۔ کار کارگی بھی نیلا سفید تھا اور وہ جدید ماذل کی کار تھی۔

ٹائیگر اب کنفرم ہو گیا کہ یہی کار ڈاکٹر کمال کے انہوں میں استعمال کی گئی ہے اس لئے وہ اب بروناڑ سے ساری معلومات حاصل کر لیتا چاہتا تھا۔ وہ عمارت کے اندر جانے کے لئے مڑا ہی تھا کہ اسے برآمدے کے ایک سوون کے پیچے رکٹ نظر آئی۔ اس لئے تیزی سے جیب میں ہاتھ ڈالا ہی تھا کہ سوون کے پیچے سے شعلے نظر آئے اور اس کے ساتھ ہی ترتوہ اہٹ کی آوازیں سنائی دیں تو ٹائیگر نے یکخت غوط لگایا اور گولیاں اس کے پہلو کے قریب سے تکلی چلی گئیں۔ غوط کھا کر وہ ابھی سیدھا بھی نہ ہوا تھا کہ ایک بار پھر ترتوہ اہٹ کی آوازیں سنائی دیں اور ٹائیگر کو یوں محسوس ہوا چیز کی گرم سلامیں اس کے جسم میں اترنی چل گئی ہوں۔ اس کا سانس یکخت رک گیا۔ اس نے جھکے سے سانس لینے کی کوشش کی لیکن سانس چیزے اس کے حلق میں تھیں کہر بن کر ایک گیا ہو اور ایک لمحے سے بھی کم وقت میں اس کا ذہن کمل طور پر تاریک پڑتا چلا گیا۔

بردنارڈ اپنے کمرے میں کری پر بیخاٹی وی پر ڈی وی ڈی کے ذریعے اپنی پسندیدہ قلم دیکھ رہا تھا۔ ساتھ ساتھ وہ شراب بھی پیتا جا رہا تھا۔ وہ رات کو کلب جاتا تھا اور وہاں سے بچپن رات واپس آ کر سوتا تھا اور پھر دن چڑھے تک سوتا رہتا تھا۔ البتہ دن چڑھے اٹھنے کے بعد اس کا پسندیدہ مشغله اٹی وی پر ڈی وی ڈی کے ذریعے اپنی پسندیدہ فلمیں دیکھنا تھا اور ساتھ ساتھ وہ مسلسل شراب بھی پیتا رہتا تھا۔ یہ اس کا روزانہ کا معمول تھا۔ یہ فلمیں زیادہ تر ایکشن اور جasoosi پر مبنی ہوئی تھیں کیونکہ بردنارڈ جو کرانی تھا، کرانس میں ایک ایسی مجرم تنظیم سے وابستہ رہا تھا جو ہر قسم کے جرام میں ملوث رہتی تھی اور بردنارڈ اس کا خاصا معروف ایجنت تھا۔ اس کے لئے اس نے باقاعدہ تربیت بھی لی تھی۔ پھر اب سے تقریباً چھ سات سال قبل اس تنظیم کا سربراہ ایک مقابلے میں مارا

گیا تو اس کی جگہ جس شخص نے لی اس سے بروناڑ کی نہ فہری تھی اس نے اس شخص کے سربراہ بننے لی بروناڑ تنظیم اور کرانس چھوڑ کر پاکیشی آگیا اور یہاں اس نے مضافاتی علاقے میں ایک کلب بنایا جس کا نام شاکل کلب تھا۔

یہ کلب امراء اور طبقہ اشرافیہ میں بے حد مقبول ہوا تو بروناڑ کی دولت روز بروز بڑھی چلی گئی۔ اس نے اب یہاں رہائش پذیر ہو گیا۔ اسے جدید اور مہنگی کا گزیاب خریدنے کا بے حد شوق تھا۔ اس وقت بھی اس کے پاس لوکارڈ سیسی مہنگی گاڑی تھی جس کا جدید ترین ماڈل اس نے خرید لیا تھا اور بھاری نگہ اور کشم کی اداگی کے بعد اب یہ گاڑی اس کی ملکیت تھی۔ کرانس سے آنے کے باوجود کرانس کے بہت سے لوگوں کے ساتھ اس کے گبرے رابطے تھے جن میں ایک گریگ بھی تھا۔ گریگ، بروناڑ کا کاس فیلو رہا تھا اور جب بروناڑ مجرم تنظیم میں شامل تھا تو گریگ ایک سرکاری ایجنسی سے وابستہ ہو گیا تھا اور پھر اپنے کارناٹوں سے وہ آگے بڑھتا چلا گیا اور اب وہ کرانس کی ایک بڑی اور طاقتور ایجنسی کا چیف تھا۔

گریگ کے چیف بن جانے کے باوجود بروناڑ سے اس کی دوستی قائم تھی۔ بروناڑ جب بھی کرانس جاتا تھا تو وہ وقت نہال کر گریگ سے ضرور ملتا تھا اور گریگ بھی ایجنسی کے چھوٹے مولے کام جنبیں پاکیشیا میں سراجنمہ دیا جاتا ہوتا تو ایجنسی کی طرف سے

اسے بائز کر لیا جاتا تھا۔ اس طرح بروناڑ کو معمونی کام کر کے بھاری معاوضہ مل جایا کرتا تھا۔ بروناڑ نے گزشتہ دنوں ایجنسی کے ایک ایسے کام میں معاونت کی تھی جس کا معاوضہ اسے اس کی توقع سے بھی زیادہ طے تھا۔ یہ ایک سائنس دان کو اس کی کوئی سے انوکھا کام تھا اس کام کے لئے ایجنسی کے دو مرد ایجنسس پاکیشی آئے تھے۔ بروناڑ نے انہیں اس نے اپنی کارروائی تھی کہ وہ تریک کی چینگ میں کمیں کیونکہ اس کے مقامی پولیس کے بڑے افراد سے بڑے گبرے تعلقات تھے۔ یہ پولیس آفیسرز اس کے کلب میں آتے جاتے رہتے تھے اور بروناڑ نہ صرف ان کی خصوصی خدمت کرتا تھا بلکہ انہیں ماباہم معاوضہ بھی دیا کرتا تھا۔ بھی وجہ تھی کہ اس کی کار پر گلی بھولی ایسی ہوئی تکلی کی تصویر بڑی اہمیت اختیار کر گئی تھی اور پولیس کے اعلیٰ حکام نے تمام تریک پولیس کے افراد اور تریک سپاہیوں کو اس بارے میں خصوصی ہدایات دے دیکھیں کہ اس کا کوئہ رہوکا نہ رہے اور نہ ہی چیک کیا جائے۔

چونکہ کرانسی ایجنسیوں نے ڈائٹ کمال کو بے ہوش کر کے کار میں ڈال کر بندراگہ لے جاتا تھا اس لئے اگر اسے راستے میں چیک کر لیا جاتا تو معاملہ بری طرح گجزتہ تھا اس لئے بروناڑ نے اس مشن کے لئے ان ایجنسیوں کو اپنی کارروائی تھی اور پھر ان ایجنسیوں نے بڑے اچھے انداز میں کام کر کے اس سائنس دان کو انوکھا کیا اور پھر اسے بندراگہ پہنچا کر انہوں نے کار واپس کر دی تھی۔ بعد تین

وہ بے اختیار چوک ڈالا۔ یہاں ایک بڑا بیگ بھی ڈا ہوا تھا۔ برتوارڈ نے بے اختیار اپنی پیشانی پر ہاتھ اس طرح مارا جیسے کہ رہا ہو کہ وہ کتنا کام بھول گیا ہے۔ اس نے بوتل کو دیں چھوڑا اور بیگ کو اٹھا کر تھہ خانے کے درمیان میں موجود میر پر رکھ کر اس نے بیگ کھولا اور اسے الٹا کر دیا۔ بیگ میں سے مختلف مالیت کے کرنی نونوں کے بندل نکل کر میر پر گر گئے۔ بر بندل کے ساتھ ایک چٹ نسلک تھی جبکہ ایک علیحدہ کاغذ بھی موجود تھا جس پر ان سب بندلوں کی تفصیل لکھی ہوئی تھی یہ اس کے کلب کی ایک رات کے جوئے کی آمدنی تھی ہے وہ اپنے پرانی بیویت اکاؤنٹ میں رکھتا تھا۔ اس نے کاغذ سامنے رکھا اور پھر ایک ایک بندل اٹھا اٹھا کر کاغذ پر موجود اندر راجات کو چیک کر کے اس نے بندل بیگ میں ڈالنا شروع کر دیئے۔ تقریباً سائچے کے قریب بندل تھے۔ تمام بندل چیک کر کے اس نے بیگ میں ڈالے اور پھر چٹ پر موجود حساب کو چیک کرنے لگا۔ کافی دیر تک چینگ کے بعد اس نے بیگ بند کیا ہی تھا کہ دور سے اس کے کافلوں میں دھماکے کی آواز پڑی تو وہ بے اختیار اچھل ڈالا۔ دھماکے کے انداز سے ہی وہ سمجھ گیا تھا کہ کوئی عقیقی دیوار چناند کر اندر آیا ہے۔

”یہ کون ہو سکتا ہے“..... اس نے بیگ اٹھا کر واپس الماری میں رکھتے ہوئے کہا اور پھر شراب کی بوتل اٹھا کر اس نے اسے جیب میں ڈالا اور پھر الماری میں رکھا ہوا مشین میل اٹھا کر دو

گریگ نے بھی فون کر کے اس کا شکریہ ادا کیا تھا۔ دیے اسے اس معمولی سے کام کا جو معاوضہ ملا تھا اس نے بھی اسے خوش کر دیا تھا۔ اس وقت برتوارڈ کرے میں بیٹھا شراب پیتے ہوئے تھی وہ دیکھ رہا تھا کہ شراب کا گلاس خالی ہو گیا۔ اس نے مزکر میر پر پری ہوئی بوتل کو اٹھایا تاکہ گلاس میں مزید شراب ڈالے لیکن بوتل خالی تھی۔ وہ اٹھا اور الماری کی طرف بڑھ گیا لیکن وہرے لئے اسے یہ دیکھ کر جھوکا لگا کہ الماری میں بھی شراب موجود نہ تھی۔ اس نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا اور پھر واپس مزکر کرنی وہی بند کر کے اس نے الماری میں سے تہہ خانے کی چاپیاں اٹھائیں۔ شراب کا شاک اس نے تہہ خانے میں رکھا ہوا تھا۔ یہ شراب وہ خصوصی طور پر کرافٹ سے منگولیا کرتا تھا اس لئے وہ اسے خود ہی استعمال کیا کرتا تھا اس لئے اس نے اس کا شاک تہہ خانے میں رکھا ہوا تھا اور تہہ خانے میں چونکہ شراب کے علاوہ اس کی اور قیمتی چیزیں اور کرنی بھی موجود تھیں اس لئے تہہ خانے میں وہ اپنے کسی ملازم کو نہ جانے دیتا تھا۔ البتہ کوئی میں ملازم بھی موجود تھے۔ وہ چاپیاں اٹھائے کرے سے نکلا اور اس راہداری کی طرف بڑھ گیا جس کے آخر میں تہہ خانے کا خفیہ دروازہ تھا۔ تھوڑی دیر بعد وہ تہہ خانے میں موجود تھا۔

تہہ خانے کا آنونیک دروازہ اس کے گزرنے کے بعد خود بخود بند ہو گیا۔ شراب کی بوتل اٹھانے کے لئے اس نے الماری کھولی تو

تیزی سے آگے بڑھا ہی تھا کہ اسے دور سے پولیس سائزفول کی کیوں خطرے کا احساس دلا رہی تھی۔ تمہارے نامے سے نکل کر وہ راہداری میں آیا تو اس نے وہاں ایک ملازم کو بے ہوش پڑے ہوئے پایا تو وہ بے اختیار اچھل پڑا۔ راہداری سے گزرتے ہوئے وہ جب برآمدے میں آیا تو وہاں بھی دو ملازم فرش پر نیز ہے میرے انداز میں بے ہوش پڑے تھے۔ وہ تیزی سے برآمدے میں آیا تو اسے گارڈ روم کے قریب گارڈ زمین پر بے ہوش پڑا ہوا نظر آیا لیکن وہاں کوئی آدمی موجود نہ تھا۔ اسی لمحے اسے ایک آدمی سائیڈ گلی سے نکل کر کار کی طرف بڑھتا دکھائی دیا۔

”یہ کون ہے۔ یہ کون ہو سکتا ہے۔“ یہ کس طرح اطمینان سے گھوم پھر رہا ہے۔ اس نے جیرت بھرے انداز میں سوچا اور پھر وہ تیزی سے ایک چوڑے ستون کی طرف بڑھا۔ ابھی وہ ستون تک پہنچا ہی تھا کہ اس نے اس آدمی کو مرتے ہوئے دیکھا۔ اس آدمی کا چہرہ دیکھتے ہی اسے خطرے کا شدید احساس ہوا کیونکہ اس کا چہرہ بتا رہا تھا کہ وہ انتہائی سفاک قسم کا کوئی درندہ صفت آدمی ہے۔ اس نے اسے ہلاک کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ ستون کی اوٹ میں ہوتے ہی اس نے اس کے سر پر فائر کھول دیا لیکن اس آدمی نے بھل کی سی تیزی سے غوطہ مارا لیکن غوطہ کھا کر وہ ابھی سیدھا ہوا بھی نہ تھا کہ برداڑ نے دوبارہ فائر کھول دیا اور اس بارہ آدمی اچھل کر نیچے گرا اور چند لمحے ترپنے کے بعد ساکت ہو گیا۔ برداڑ

خون سے آگے بڑھا ہی تھا کہ اسے دور سے پولیس سائزفول کی اوازیں سنائی دیں تو وہ بے اختیار اچھل پڑا۔ ”اوہ۔ اوہ۔ فائرنگ کی آوازیں پولیس اسٹشن تک پہنچ گئی۔“ برداڑ نے کہا اور پھر اس نے قریب جا کر دیکھا تو وہ اونچی بے ہوش پڑا ہوا تھا لیکن زندہ تھا۔ اس کے پہلو، بازو اور ٹھہرے پر گولیاں لگی تھیں جہاں سے خون بہ رہا تھا۔ اسی لمحے صدر کن بھاگی گازیاں قریب آئیں اور پھر تیزی سے کوئی کے مامٹے سے گزر کر آگے بڑھتی چلی گئیں تو برداڑ نے اطمینان کا گمراہیاں لیا کیونکہ یہ گازیاں کس اور جگہ جا رہی تھیں۔ سائزفول بھی پولیس گازیاں نہ جب کچھ دور چل گئیں تو برداڑ نے جنک کر لیں آدمی کو اٹھایا اور پھر کرانے کا پڑھے پر ڈالا اور اسے اٹھا کر پہنچا مامٹے سے ہوتا ہوا وہ ایک کمرے میں پہنچا جہاں اس نے اسے قیک کر کر پر ڈال دیا۔

پولیس گازیوں کے گزر جانے کے بعد اس نے فیصلہ کر لیا تھا اگر وہ اس آدمی کو ہوش میں لا کر اس سے معلومات حاصل کرے گا کیونکہ اتنی بات اب وہ سمجھ گیا تھا کہ کوئی میں بے ہوش کرنے والی میں پھیلائی گئی ہے جس کی وجہ سے اس کے سارے ملازم اور گھر بے ہوش ہو گئے ہیں اور وہ خود اس لئے نیچ گیا ہے کہ وہ اس بھت تھہ خانے میں تھا جہاں گیس کے اثرات نہ پہنچ سکے تھے اور جس کے بعد یہ آدمی عقیقی اونچی دیوار پھلانگ کر اندر آیا جو دھماکہ

اس نے سا تھا وہ اس آدمی کے اندر کو نے کا تھا۔ چنانچہ اب میں اس سے معلوم کرنا چاہتا تھا کہ وہ کون ہے اور کیوں اس نے اتنا انداز میں بیباں حملہ کیا ہے۔
ویسے بے ہوش کر دینے والی گیس کا خیال آنے کے بعد اتنا اس نے ایسا کرنے کا فیصلہ کیا تھا کیونکہ عام مجرم اس انداز میں حسر نہیں کرتے اور پھر اس آدمی کے اس کی کارکود لیکھنے کے انداز سے اس کے ذہن میں بجھنے والی خطرے کی گھٹیاں تیز ہو گئی تھیں۔ اس نے سور روم سے رسی !! کہ اس سے اس آدمی کو روسی سے باندھ دے پھر اس نے میڈیکل باسک لا کر اس کے رخموں کی بیڈنڈ تج کر دئی تاکہ زیادہ خون بہہ جانے سے وہ از خود بلاک نہ ہو جائے۔ چونکوں گولیاں جسم سے نکل گئی تھیں اس لئے صرف بیڈنڈ تج کر دینے سے خون بہنا بند ہو گیا تھا۔ اس کے بعد برداڑ نے اس کی تلاشی لی تو اس کی سایہ جیب سے ایک اینٹی گیس بوتل بھی نکلی اور ساتھ تھی ایک کارڈ بھی۔ اس کارڈ کے مطابق اس آدمی کا تعلق پیش پولیس سروں سے تھا۔ کارڈ دیکھ کر وہ بے اختیار چوپک پڑا کیونکہ اس نے پولیس کے تقریباً تمام اعلیٰ افسران سے گہرے دوستہ تعلقات تھے اس لئے اسے معلوم تھا کہ پولیس میں کوئی پیش سروہ مزگ روپ نہیں ہے ورنہ اسے اس بارے میں معلوم ہوتا اس لئے وہ بکھر گیا کہ اس آدمی نے صرف رعب ڈالنے کے لئے یہ کارڈ جیب میں رکھا ہوا ہے اور ایسا آدمی کوئی پیشہ وری ہو سکتا ہے۔ چنانچہ اس نے اس کو

لب سے ملنے والی اینٹی گیس بوتل اٹھائی اور پھر کرے سے باہر آ ل راں نے اپنے ملازموں کو ہوش میں لانے کی کارروائی شروع کر لی تاکہ سب کو ہوش میں لا کر پھر وہ اطمینان سے اس آدمی کو ہوش بھالا کر اس سے پوچھ چکھ کر سکے۔

ہن ڈاکٹر فلپ اس کے ساتھ کام کرتا رہا تھا اور ان دونوں کے
میان خاصے گھرے تعلقات تھے۔ وہ دونوں بہت سے معاملات
میں ایک دوسرے کے رازداں بھی تھے۔ پھر ڈاکٹر فلپ، گریٹ لینڈ
سے واپس کرناں چلا گیا تو ڈاکٹر کمال نے بھی پاکیشیا کا رشتہ کیا
وہ اب طویل عرصے سے وہ وہاں جی ایلوں گیس کے انتہائی اہم
قدموں پر کام کر رہا تھا اور اس نامک پر حکومت پاکیشیا نے تھی
کچھ سرمایہ لگا ہوا تھا اور یہ بات بھی ڈاکٹر کمال کو معلوم تھی کہ اس
کی شعوبیت کے بغیر کرانس میں موجود دیگر سائنس وان جی ایلوں کو

ڈاکٹر کمال کلب سے واپس جیسے ہی اپنے گھر پہنچا اپاکٹ اس
کی ناک سے ناماؤس سی بوکھرائی اور اس کا ذہن تاریخی میں ڈوپٹے
لے فرار ہونے کی کوشش کی تو اسے بلاک کر دیا جائے گا اور وہ درہ
چلا گیا۔ پھر جب اسے ہوش آیا تو وہ اپنی افراد کے نزشے میں
بھی نہیں چاہتا تھا۔ ویسے بھی پاکیشیا میں وہ اکیلا رہتا تھا اس نے
تھا۔ اسے بتایا گیا کہ وہ اس وقت کرانس کی ایک خفیہ یونیورسٹی میں
بے جہاں تک کوئی ان کی اجازت کے بغیر نہیں پہنچ سکتا اور یہ بھی
اسے بتایا گیا کہ اس لئے پاکیشیا سے بیہاں لایا گیا ہے کہ وہ
جی ایلوں گیس کے قارموں کی سمجھیں میں کرانسی سائنس دانوں کی
معاونت کرے اور اس سے یہ بھی وعدہ کیا گیا کہ اسے بیہاں ہر قسم
کی سبوتیات میا کی جائیں گی لیکن وہ بیہاں سے باہر کی صورت نہ
تھی۔

ڈاکٹر کمال یونیورسٹی کے دور میں ان سے بھی چڑھ کا تھا اور ..
بھی اس کے استادوں میں شامل تھے اور ڈاکٹر کمال ان کی بھی دل
سے عزت کرتا تھا اور جب ڈاکٹر فلپ نے اسے بقین وابیا کہ جی

ل کامیاب ہو جائیں گے۔ ڈاکٹر کمال اس وقت لیبارٹری میں ہی پنچ رہائشی کمرے میں کری پر بیٹھے ایک فال ڈھنے میں صروف تھے کہ دروازے پر دستک کی آواز سنائی دی تو ڈاکٹر کمال بے اختیار لکھ پڑے۔

"آ جائیں..... ڈاکٹر کمال نے کہا تو دروازہ کھلا اور ادھر عمر ڈاکٹر قلب اندر داخل ہوئے۔

"اوہ۔ آئیے ڈاکٹر قلب۔ آج کیسے ادھر بھول پڑے۔" ڈاکٹر کمال نے اٹھ کر ڈاکٹر قلب کا استقبال کرتے ہوئے کہا۔

"آپ کام کے بعد اس کمرے میں بند ہو جاتے ہیں جبکہ سب ڈاکٹر اور دیگر لوگ ہاں میں بیٹھ کر گپ شپ لگاتے ہیں۔ میں نے سوچا کہ آپ سے کچھ یری گپ شپ ہو جائے کیونکہ آپ کی وجہ سے لیبارٹری سینڈ کر دی گئی ہے ورنہ پہلے تو کلب کا چکر لگ جاتا تھا۔" ڈاکٹر قلب نے کہی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"میری وجہ سے۔ یہ کیا کہہ رہے ہیں آپ۔" ڈاکٹر کمال نے چوک کر کہا۔

"ہاں۔ اس لئے کہ آپ کو چھڑوانے کے لئے اجتنس آئیں گے تو وہ اندر نہ آ سکیں۔" ڈاکٹر قلب نے کہا تو ڈاکٹر کمال بے اختیار نہیں پڑے۔

"یہ آپ نے واقعی اچھا لفظ نہ سایا ہے۔ میرے چھچھے کون آ ستا ہے۔ میں تو اکیلا آدمی ہوں۔ وہاں پاکیشا میں بھی مجھے اتنی اہمیت

الیون فارمولہ نہ صرف حکومت کرانس کے ذریعے پاکیشا کو بن جائے گا بلکہ اس فارمولے پر منی تھیمار کی تیاری میں بھی حکومت پاکیشا کی معاشی مدد بھی کی آواز سنائی دی تو ڈاکٹر کمال مطمئن ہو گی۔ البتہ اس نے ڈاکٹر قلب اور ڈاکٹر ایڈورڈ سے یہ حلق بھی لے لیا تھا کہ جی الیون فارمولے کی تیکیل کے بعد اسے نہ صرف آزاد اس دیا جائے گا بلکہ اسے پاکیشا جانے کی بھی اجازت دے دی جائے گی اور جب ڈاکٹر قلب اور ڈاکٹر ایڈورڈ دونوں نے حلق دے دیا تو ڈاکٹر کمال مکمل طور پر مطمئن ہو گئے اور پھر انہوں نے جی الیون پر کام کرنے پر آمادگی ظاہر کر دی۔ پھر اس نے عملی طور پر بھی کام شروع کر دیا تھا۔

ڈاکٹر کمال جس لیبارٹری میں تھا یہ کامل طور پر اندر گرا اٹھ تھی۔ اس لیبارٹری میں کام کرنے والے تمام افراد کی رہائش بھی یہیں تھی۔ پہلے تو لوگ یہاں سے باہر جاتے اور باہر سے واپس آتے رہتے ہوں گے لیکن جب سے ڈاکٹر کمال کو یہاں لایا گیا تھا لیبارٹری کو کامل طور پر اس انداز میں سیلڈ کر دیا گیا تھا کہ باہر سے اس کا رابطہ تک قائم کر دیا گیا تھا۔ البتہ چھ ماہ کے لئے تمام ضروری خورد و نوش کی اشیاء، سائنسی آلات اور سائنسی کیمیکلز سب کا شاکر کر لیا گیا تھا۔ چھ ماہ کی مدت اس لئے رکھی گئی تھی کہ سائنس دانوں کو یقین تھا کہ ڈاکٹر کمال کی مدد سے وہ زیادہ سے زیادہ چھ ماہ کے اندر جی الیون گیس اور اس پر منی دفعائی تھیمار تیار کر لیئے

جا سیں گے۔..... ڈاکٹر قلب نے کہا۔

”میں خود یہاں قید تھائی کا شکار ہوں۔ یہ درست ہے کہ میں فخرنا بھی تھائی پسند ہوں لیکن اس قدر بھی نہیں کہ چوہیں کھنے اکیلا کمرے میں بیٹھا رہوں۔..... ڈاکٹر کمال نے سکراتے ہوئے کہا۔

”اوکے۔ میں ڈاکٹر ایڈورڈ سے بات کرتا ہوں۔ مجھے یقین ہے کہ آپ کی طرف سے یقین ہو جانے کے بعد وہ اعلیٰ حکام کو رضامند کر لیں گے۔ پھر ہم واپس کرانس شفت ہو جائیں گے۔

ڈاکٹر قلب نے انتہے ہوئے کہا تو ڈاکٹر کمال بھی انھوں کھڑا ہوا۔

”اگر ایسا ہو جائے تو مجھے بھی بے حد خوشی ہو گی۔..... ڈاکٹر کمال نے بھی انتہے ہوئے کہا تو ڈاکٹر قلب نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر ڈاکٹر کمال سے ہاتھ ملا کر وہ مڑا اور کمرے سے باہر نکل گیا۔

”ہونہے۔ میرے پچھے یکرٹ سروس آئے گی۔ پولیس کا سپاہی تک شد آکے اور یہ لوگ خواہ خواہ ڈور رہے ہیں۔ خود ہی ڈر کر بند ہوئے پیٹھے ہیں اور مجھے بھی بند کر رکھا ہے۔ ناسن۔..... ڈاکٹر کمال نے بڑراتے ہوئے کہا اور پھر ایک بار پھر فائل کھول کر اسے پڑھنے میں مصروف ہو گئے۔ پھر نجانے کتنا وقت گزرا ہو گا کہ دروازے پر دسک کی آواز سنائی دی تو ڈاکٹر کمال بے اختیار چوک پڑا۔

”ذکم ان۔..... ڈاکٹر کمال نے اوپری آواز میں کہا تو دروازہ کھلا

شیں دی جاتی تھی جبکہ آپ کہہ رہے ہیں کہ مجھے چھڑوانے لئے یہاں سامنے آئیں گے۔ یہ اچھا مذاق ہے۔..... ڈاکٹر کمال نے کہا۔

”ہمیں تو اطلاع ملی ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس جو دنیا میں انجامی خطرناک تظیم ہے آپ کو واپس لے جانے کے لئے ایسا آئے گی۔ اسی لئے تو ہم نے لیبارڈی کو سیلہ کر دیا ہے اور آپ میں یہاں رکنا پڑا ہے۔ یہ بالکل عینہ دھرنا ہے اور خیس جگہ بنے۔ ڈاکٹر قلب نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”یہ آپ کا اپنا دہم ہے ڈاکٹر قلب۔ میں مانتا ہوں کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس خطرناک ہو گی لیکن مجھے چیز گماں سامنے دان۔ پیچھے کون آتا ہے۔..... ڈاکٹر کمال نے سکراتے ہوئے جواب دیا۔

”کیا آپ کو یقین ہے۔..... ڈاکٹر قلب نے کہا۔

”ہاں۔ سو فیصد یقین ہے۔ یہ تجھک ہے کہ میں پاکیشیا کا ایک سینئر سامنے دان ہوں لیکن وہاں میری اتنی ایمت نہیں ہے کہ حکومت پاکیشیا میری واپسی کے لئے سیکرٹ سروس کو بھجوائے۔ ڈاکٹر کمال نے منہ باتاتے ہوئے کہا۔

”تجھک ہے۔ پھر ہمیں کیا ضرورت ہے یہاں اس طرح قید تھائی میں رینے کی۔ پھر ہم دیں کرانس کی اس لیبارڈی میں چل جاتے ہیں جہاں اس فارمولے پر کام کرنے کی اعلیٰ ترین اور جدید ترین لیبارڈی ہے اور کرانس میں رہ کر ہم قید تھائی سے بھی چلے گے۔

اور ڈاکٹر ایڈورڈ کو اور ان کے پچھے ڈاکٹر فلپ کو اندر داخل ہوتے دیکھ کر ڈاکٹر کمال بے اختیار اٹھ کھڑے ہوئے۔

”سر آپ۔ مجھے بلا لیا ہوتا۔۔۔ ڈاکٹر کمال نے قدرے بوكھلائے ہوئے الجھے میں کہا۔

”آپ ہمارے لئے بے حد اہم ہیں ڈاکٹر کمال۔ ہم آپ کی دل سے عزت کرتے ہیں۔ مجھے ڈاکٹر فلپ نے آپ سے ہونے والی ہاتھ چیت سے آگاہ کر دیا ہے۔ کیا واقعی آپ کا خیال ہے کہ آپ کے لئے پاکیشیا سیکرٹ سروس حربت میں نہیں آئے گی۔۔۔ ڈاکٹر ایڈورڈ نے صافی کے لئے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔

”میرا تو یہی خیال ہے جتاب۔ میری واقعی پاکیشیا میں اتنی عزت اور اہمیت نہیں ہے۔۔۔ ڈنی آپ سمجھ رہے ہیں۔۔۔ ڈاکٹر کمال نے جواب دیا اور پھر وہ تینوں کرسیوں پر بیٹھ گئے۔

قی فصلہ کر سکوں۔۔۔ ڈاکٹر ایڈورڈ نے کہا۔

”سوری ڈاکٹر صاحب۔ میں اپنا چہرہ بدلوانے کے لئے تیار نہیں ہوں۔ یہ میرے لئے اتنا برا موز ہو گا کہ شاید پھر میں کام ہی نہ کر سکوں۔ باقی آپ کی تمام شرائط مجھے منظور ہیں۔۔۔ ڈاکٹر کمال نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوکے۔ پھر تیار ہو جائیں۔ ہم لاہور یا لیبارٹری میں شافت ہو جائیں گے۔ لاہور یا کرانس کے دارالحکومت پارس سے بھی زیادہ خوبصورت شہر ہے اور وہاں کی خواتین خاص طور پر خوبصورت ہیں ہم تعاون بھی کرنے والی ہیں۔ اس لیبارٹری میں ہمارے کام کرنے کے لئے جدید ترین مشینی بھی موجود ہے۔۔۔ ڈاکٹر ایڈورڈ نے کہا تو ڈاکٹر فلپ اور ڈاکٹر کمال دونوں کے چہروں پر بے اختیار چمک اگئی ابھر آئی۔

احساس اسے بیکی ہوا تھا کہ کئی گرم سلاخیں اس کے جسم میں اترتی
چلی جا رہی ہیں اور اس کا سانس پھر بن کر اس کے حلق میں پھنس
گیا ہے لیکن اب ہوش آنے پر اسے اپنے ایک گال پر خست جلن کا
احساس ہو رہا تھا۔ وہ فوراً سمجھ گیا کہ اس کے گال پر زور دار تھیز
ہدیے گئے ہیں۔ پوری طرح ہوش میں آنے کے بعد اس کو جب
ہ محل کا اور اک ہوا تو اس نے دیکھا کہ وہ ایک کمرے میں کری پر
ٹھکنے سے بندھا ہوا بیٹھا تھا جبکہ اس کے سامنے ایک کری پر بڑے
و خزانہ انداز میں ایک آدمی بیٹھا ہوا تھا اور اس کے عقب میں مشین
اگن سے مسلک ایک گارڈ کھڑا تھا اور اس گارڈ کو دیکھتے ہی اسے اس
چھپرہ یاد آ گیا تھا۔ یہ گارڈ چھانک کے ساتھ گارڈ روم کے قریب
بے ہوش پڑا تھا لیکن اس کے ہوش میں آنے کا مطلب تھا کہ یا تو
سے چھپکھنوں کے بعد ہوش میں لا یا گیا ہے یا پھر ابھی گیس کی
ہدی سے سب کو ہوش میں لا یا گیا ہے۔ اس نے یہ بھی چیک کر لیا
تو کہ اس کے رخوں کی باقاعدہ پینڈنچ کی گئی ہے۔

”کیا نام ہے تمہارا۔ کون ہوتم..... سامنے بیٹھے ہوئے آدمی
نے بڑے فاختانہ لبجھ میں کہا۔

”پہلے تم تباہ کرم بردا را ہو۔ نائل کلب کے مالک اور جزل
تھم..... نائیگر کے ستوں کے پیچھے حرکت کا احساس ہوا۔ اسی لمحے
کا تو وہ آدمی کری پر سیدھا ہو کر بیٹھ گیا۔

”ہا۔ لیکن تم مجھے کس طرح جانتے ہو۔ کون ہوتم۔ میں تو

نائیگر کے ذہن میں روشنی کی ایک لکیری غمودار ہوئی اور پھر یہ
لکیر پھیلتی چلی گی لیکن اس کے ساتھ ہی اسے اپنے ایک گال پر
خت جلن کا احساس ہونے لگا۔ اس کے ذہن میں پلک جھکنے میں
ی سارا منظر کی فلم کے مناظر کی طرح گھوم گیا کہ بروناڑہ کی
بائش گاہ پر اس نے بے ہوش کرنے والی گیس فائرز کی اور پھر دیوار
پہلا گف کر وہ رہائش گاہ میں داخل ہوا۔ اس کے بعد سائیڈ گلی سے
دتا ہوا جب وہ فرش پر پہنچا تو اس نے پورچ میں کھڑی جدید
یعنی ماڈل کی لوکارڈ کار دیکھی۔ وہ دیاں کا جائزہ لے رہا تھا کہ
سے برآمدے کے ستوں کے پیچھے حرکت کا احساس ہوا۔ اسی لمحے
س پر فائرنگ ہوئی لیکن وہ غوطہ مار کر فائرنگ سے نجی گیا لیکن
طک کھا کر وہ ابھی سنبلہ بھی نہ تھا کہ ایک بار پھر اس پر فائرنگ
لی اور اس بار اس کا ذہن تارکیوں میں ڈوبتا چلا گیا اور آخری

تمہاری میکل ہی پہلی بار دیکھ رہا ہوں۔ مجھے تو تم کوئی پیشہ ور قاتل بدعاش دکھائی دے رہے ہو۔ برداڑ نے منہ بناتے ہوئے کہ تو نائیگر سمجھ گیا کہ اس کا میک اپ چک خیس کیا گیا۔

”میرا نامِ روزن ہے اور میں واقعی پیشہ ور قاتل ہوں۔ نائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا لیکن اس کے ساتھ ساختہ نائیگر نے لاشوری طور پر اپنے آپ کو رسی سے آزاد کرنے کی کوشش شروع کر دی تھی اور شاید اس کے لئے تیزی سے حرکت کرنا بھی مشکل تھا لیکن ظاہر ہے اس نے چدو جہد تو بہرحال کرنی تھی۔

”تم جھوٹ بول رہے ہو۔ اگر تم پیشہ ور قاتل ہوتے تو کہ سڑک پر فائز کرتے یا ملکب میں جاتے ہوئے تم فائز کر دیتے۔ بے ہوش کر دینے والی گیس فائز کر کے عقبی دیوار پھلا گک کر انا آنے اور پھر کار کو اس انداز میں چیک کرنا چیز تم اسے پہچان رہے ہو، یہ سب بتا رہا ہے کہ تم جھوٹ بول رہے ہو۔ تم جو کچھ بھی اپنی اصلیت بتا دو وہ تمہارے پورے جسم کی بذیاں توڑ دی جائیں گی۔ برداڑ نے سخت اور سرد لیچ میں کہا۔

”یہ میرا طریقہ کار ہے۔ اس طرح میں کسی بھی طرح سامنے نہیں آتا اور جہاں تک کار کا تعلق ہے تو لوکاڑ کار مجھے ذاتی خوا پر بے حد پسند ہے اور یہ تو جدید ترین ماڈل تھا۔ لیکن تم شاید سا ہوش نہیں ہوئے۔ کیوں۔ کیا تم بے ہوش پروف ہو۔ نائیگر نے کہا تو برداڑ بے اختیار نہیں چڑا۔

”میں اس وقت تھے خانے میں تھا اس لئے بے ہوش ہونے سے نیچ گیا لیکن اب تم نہیں نیچ سکو گے۔ برداڑ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا۔ ”جگر۔ برداڑ نے مژکر عقب میں موجود مشین گن بردار سے مخاطب ہو کر کہا۔

”لیں پاس۔ عقب میں کھڑے گارڈ نے چوک کر کہا۔ ”کیا تم اسے فائز گک کے بغیر ہلاک کر سکتے ہو۔ برداڑ نے جیگر سے مخاطب ہو کر کہا۔

”باس۔ اس کے سر پر مشین گن کے دستے کی ضربات لگا کر اس کا خاتمہ کیا جا سکتا ہے۔ جیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ ”پہلی ضرب ہی اتنی زور سے لگاؤ کہ اس کی چیخ نہ لکل سکے۔ چلو آگے آؤ اور اسے ختم کر دو۔ برداڑ نے ایک طرف بنتے ہوئے کہا۔

”لیں پاس۔ جیگر نے کہا اور ہاتھ میں پیڈی ہوئی مشین گن کو اس نے نال کی طرف سے کپکڑا اور قدم بڑھاتا ہوا نائیگر کی طرف بڑھنے لگا۔ اوہر نائیگر نے اس دوران گاٹھ تو کھول لی تھی لیکن رسیوں کے بل ابھی تک موجود تھے جبکہ جگر ہاتھوں میں مشین گن پیڈے نائیگر کے سر پر ضریب لگانے کے لئے اس کی طرف بڑھتا چلا آ رہا اور نائیگر اس وقت اس کا نارگٹ بنا کری پر بیٹھا ہوا تھا لیکن جیسے ہی جیگر اس کے قریب پہنچ کر رکا اور اس نے دنوں

ہاتھ اپنے سر سے اوپر اٹھائے تاکہ نائیگر کے سر پر مشین گن کے دستے سے خوفناک ضرب لگائے کہ نائیگر نے زمین پر موجود اپنے پیروں پر زور دار جھٹکے سے دباؤ ڈالا تو وہ کرسی سمیت پشت کے بل ایک دھماکے سے فرش پر جا گرا۔

نکی پشت نائیگر کی طرف تھی۔ وہ بھی چیختا ہوا فرش پر جا گرا اور لشکر ہوا کافی دور تک چلا گیا۔

نائیگر بھی جیگر سے نکلا کر نیچے گرا تھا لیکن نیچے گرتے ہی وہ بار بھر تیری سے اٹھا اور اس بار اس کے ہاتھ میں مشین گن لے جکہ برداڑ نیچے گرنے کے بعد جیگر اور نائیگر کے نکراو کے قلعے سے فائدہ اٹھاتے ہوئے تیری سے اٹھ کر کچھ دور پڑے نیچے مشین پسل کی طرف بڑھنے لگا تھا لیکن دوسرے لمحے ریت لشکر کی آوازوں کے ساتھ ہی برداڑ چیختا ہوا نیچے گرا اور اس لکھ کی طرح فرش پر گھونسنے لگا جس کی دم کاٹ دی جائے جبکہ قریب نے بھل کی تیری سے مشین گن کا رخ موڑا اور فرش پر اہل کر آگے جانے کے بعد اٹھنے کی کوشش کرتے ہوئے جیگر کے فم میں گولیاں ٹھٹھی چلی گئیں اور چند لمحے ترپ کر کر وہ ساکت ہوا۔

نائیگر واپس برداڑ کی طرف مرا تو وہ بھی اب تک ساکت ہو اتنا لیکن نائیگر کو معلوم تھا کہ وہ اتنی جلدی ہلاک نہیں ہو سکتا لہکہ نائیگر نے دانتہ اس کی ناگوں پر فائز کئے تھے۔ البتہ اس لہنگوں سے خون تیری سے بہرہ رہا تھا جس کا روکنا ضروری تھا وہ زیادہ خون بہنے سے ہلاک ہو سکتا تھا۔ نائیگر کے پاس زیادہ نہ تھا کیونکہ فارمنگ کی آوازیں سن کر باہر سے دوسرے ملازم لے اندر آ سکتے تھے۔ چنانچہ اس نے مشین گن کو کاندھے سے لکایا

اسی لمحے جیگر کے ہاتھ نیچے آئے تھے لیکن نائیگر کے اچانک گرنے سے وہ اپنے آپ کو بر وقت نہ سنjal سکا اور بھاری مشین گن اس کے ہاتھ سے نکل کر ایک چھٹا کے سے دور جا گری۔ اس کے ساتھ ہی نائیگر نے بے اختیار اپنی قلاہازی تھا کہ اٹھنے کی کوشش کی تو کری چند لمحوں کے لئے اس کے جسم کے ساتھ لگلی رہی لیکن دوسرے لمحے ایک جھٹکے سے نائیگر کے جسم سے علیحدہ ہو کر نیچے فرش پر ایک دھماکے سے گری اور اس کے ساتھ ہی نائیگر نے واقعی حرمت انگیز پھرتنی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنے جسم کو اس طرح گھمایا کہ برداڑ کی طرف سے کی جانے والی مشین پسل فائز گئی جبکہ گولیاں اس کے قریب سے نکل کر سامنے دیوار سے جا گمراہیں لہکہ نائیگر کا جسم فنا میں ہی گھوتا ہوا برداڑ سے پوری قوت سے نکل کر دوسرے جا گرا اور اس کے ہاتھ سے مشین پسل نکل کر دور جا گرا اور نہ صرف مشین پسل دور جا گرا بلکہ وہ خود بھی چیختا ہوا پہلو کے بل ایک دھماکے سے زمین سے جا گمراہا جبکہ نائیگر نے ایک بار بھر جھپ لگایا اور اس بار اس کا جسم کسی شکاری پرندے کی طرح اڑتا ہوا نائیگر سے جا گمراہا جو اپنی مشین گن کو کاندھے سے لئے جاتا ہوا تھا۔

اور جھک کر فرش پر پڑا ہوا مشین پسل اٹھایا اور دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اسے معلوم تھا کہ برداڑ کے فارنگ سے بچنے لئے نائیگر کو سر پر ضریبیں لگا کر ہلاک کرنے کی کوشش کی تھی کہ یہ گھنغان آدمی تھی اور فارنگ کی آوازیں سنی جائیکی تھیں اور پہنچنے بھی فوری یہاں پہنچنے تھیں لیکن اب اس کے سوا اس کے پاس کوئی چارہ نہ رہا تھا اور پھر تھوڑی دیر بعد نائیگر جب واپس کر کرے میں پہنچا جہاں جیگر کی لاش اور بے ہوش برداڑ پڑا ہوا تو اس کے ہاتھ میں ایک بڑا میڈی یکل باس موجود تھا جبکہ کوئی موجود تین ملازموں کو اس نے فارنگ کی گردیں کر ہلاک کر دیا تھا۔

میڈی یکل باس اسے ایک کھلے ریک میں پڑا نظر آ گیا تھا چونکہ ابھی تک پولیس نہ آئی تھی اس نے نائیگر کی فکر قدرے دی۔ گئی تھی۔ اس نے میڈی یکل باس فرش پر رکھا اور پہلو کے بل پن۔ برداڑ کو سیدھا کر کے اس نے میڈی یکل باس کھولا اور اس سے پانی کی بوتلیں نکال کر اس نے پہلے تو اس کے زخم ہوئے ان پر میڈی یکل۔ اس کے بعد اس نے یکے بعد دیگرے انجکشن لگائے اور میڈی یکل باس بند کر کے اس نے جک کر بہرہ کو اٹھایا اور اسے اسی کری پر ڈال دیا جس پر پہلے وہ فاخرا نہ اہ میں بیٹھا ہوا تھا۔ پھر وہ اس کری کی طرف بڑھا جس پر اسے پانی گیا تھا اور اب وہ کری فرش پر گری پڑی ہوئی تھی۔ نائیگر نے کہا

اٹھا کر سیدھی کر کے رکھی اور پھر جھک کر فرش پر پڑی ہوئی رسی اٹھا کر اس نے اس رسی کی مدد سے برداڑ کو کری کے ساتھ باندھ دیا۔ پھر اس نے برداڑ کی ناک اور منہ دونوں باتیوں سے بند کر دیا۔ چند لمحوں بعد جب برداڑ کے جسم میں حرکت کے آثار نمودار ہوتا شروع ہو گئے تو نائیگر نے ہاتھ ہٹائے اور پیچھے بٹ کر کری پر بیٹھ گیا جس کری پر اسے باندھا گیا تھا۔ یہاں بیٹھنے سے اسے ایک فائدہ یہ بھی تھا کہ کمرے کا دروازہ اس کے سامنے تھا۔

گواسے معلوم تھا کہ کوئی میں اس وقت برداڑ اور اس کے علاوہ اور کوئی زندہ آدمی نہیں ہے لیکن پھر بھی وہ دروازے پر نظر رکھنا چاہتا تھا۔ مشین پسل اس کے ہاتھ میں تھا۔ کچھ دیر بعد برداڑ نے کراچے ہوئے آنکھیں کھولیں اور اس کے ساتھ ہی اس نے لاشعوری طور پر اٹھنے کی کوشش کی لیکن زخمی ہونے اور بندھا ہونے کی وجہ سے ظاہر ہے وہ اٹھ نہ سکا تھا۔ پھر اس کی نظریں سامنے بیٹھ ہوئے نائیگر پر حم گئیں۔ اس کے چہرے پر تکلیف کے تاثرات مستقل طور پر موجود تھے۔ پھر اس کی نظریں جیگر کی لاش پر جم گئیں۔

”تم۔ تم نے جیگر کو مار دیا۔..... برداڑ نے رک رک کر کہا۔ اس کا لہجہ ایسے تھا جیسے اسے یقین نہ آ رہا ہو کہ ایسا بھی ہو سکتا ہے۔

”جیگر نے مجھے ہلاک کرنے کی کوشش کی تھی اس نے وہ مارا

اپنا معلوم ہے کہ کرانس کے دو اجنسیں کیری اور بھری کسی کام کے لئے پاکیشیا آئے تو میں نے انہیں رہائش گاہ مہیا کی اور اپنی گاڑی بھی۔ پھر مجھے فون کر کے کہا گیا کہ میری گاڑی بندرگاہ پر موجود ہے جبکہ وہ دونوں سمندری راستے سے کافرستان چلے گئے یہ تو میں نے گاڑی مٹکوالی اور بس۔ اس سے زیادہ مجھے علم نہیں ہے۔“
برونارڈ نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”اجنس کا مطلب ہے کہ وہ کوئی سرکاری لوگ تھے۔“..... نائیگر نے کہا۔

”ہاں۔ کرانس کی سرکاری اجنسی جس کا نام بارڈ اجنس ہے اس کے اجنس تھے۔“..... برونارڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تم نکل وہ کیسے پہنچے۔“..... نائیگر نے پوچھا۔

”بارڈ اجنس کا چیف گریگ میرا کلاس فیلو بھی ہے اور دوست تھی۔ اس نے مجھے فون کیا تھا کہ اس کے دو اجنس آرہے ہیں۔“
میں انہیں سہولیات مہیا کروں۔ انہوں نے صرف چند افراد کی روانی کرنی ہے۔ پھر انچھے میں نے انہیں رہائش گاہ اور گاڑی دے دی اور پھر وہ چلے گئے۔..... برونارڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تمہیں کتنا معاوضہ دیا گیا تھا۔“..... نائیگر نے پوچھا۔

”وہ میرا دوست ہے اس لئے معمولی کام کا اس سے کیا معاوضہ اہے۔“..... تو تم اب مجھے بتا رہے ہو کہ انہوں نے کسی سائنس کو اغوا کیا ہے لیکن یہ غلط ہے کیونکہ سائنس دان کو اغوا کر کے

گیا۔ تم نے چونکہ مجھے ہلاک نہ کیا تھا اس لئے میں نے بھی تمہیں ہلاک نہیں کیا اور چونکہ تم نے میری بینڈ تھک کی تھی تو میں نے بھی جواب میں تمہارے رفuoں کی بینڈ تھک کر دی ہے اس لئے یہ سب حساب برابر ہو گیا۔ البتہ اب تم مجھے یہ بتاؤ گے کہ تمہاری لوکارڈ کار ایک بہت بڑے جرم میں استعمال ہوئی ہے۔ تم نے یہ گاڑی کس کے حوالے کی تھی۔“..... نائیگر نے کہا۔

”کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ میری گاڑی جرم میں استعمال ہوئی ہے۔ یہ کیسے ممکن ہے۔“..... برونارڈ نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

”تم نے پوچھا تھا کہ میں کون ہوں تو اب سنو لو کہ میرا تعلق ملٹری ائمبلی جس سے ہے۔“..... اور بات ہے کہ میں نے ایک بدمعاش کا میک اپ کیا ہوا ہے اور میں یہاں تمہاری گاڑی کے پیچھے ہی آیا تھا۔ تمہاری گاڑی کے ذریعے پاکیشیا کے ایک اہم سائنس دان ڈاکٹر کمال حسین کو اغوا کیا گیا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ تم سب کچھ مجھے بتا دو کہ تم نے اپنی گاڑی کس کو دی تھی کیونکہ ابھی تک میرا بھی خیال ہے کہ تمہیں یہ معلوم نہ تھا کہ تمہاری گاڑی اس جرم میں استعمال کی گئی ہے لیکن اگر تم نے چھپا تو پھر تمہیں یہاں سے ملٹری ائمبلی جس کے ہینڈ کوارٹر لے جایا جائے گا اور پھر وہاں تھرڈ ڈگری کے بعد تم اہل بات ہاتانے پر مجبور ہو جاؤ گے۔“..... نائیگر نے بڑے سمجھدے لہجے میں کہا۔

”م۔ م۔ میں بتا دیتا ہوں۔ مجھے واقعی نہیں معلوم۔ مجھے بس

”بیلو۔ گریگ بول رہا ہوں۔ کیا ہوا ہے کہ تم اپنی رہائش گاہ
بات کرنے پر مجبور ہوئے ہو۔۔۔ دوسری طرف سے مردانہ
ڈمیں کھا گیا تو بروناڑ کے چہرے پر حیرت کے نثارات ابھر

تم جھیں کیسے معلوم ہوا کہ میں رہائش گاہ سے بول رہا ہوں۔ تم
و صرف مختلف نمبر چیک کئے ہوں گے۔۔۔ بروناڑ نے حیرت
لے لجھ میں کھما۔

تم نے ہاراً ابھنی کے فون پر کال کی ہے۔ اس کے ساتھ
کچھ بڑا نصب ہے جس میں تمہارے تمام رابطہ نمبر موجود ہیں۔
تھی آواز فیڈ ہے۔ جب مکمل چیلنج ہو کر کال اور کی جاتی
فہر بات واضح ہو جاتی ہے۔ فون کیوں کیا ہے۔۔۔ گریگ
ٹھاپ دیتے ہوئے کھما۔ اس کا لمحہ خاصا بے تکلفانہ تھا۔

تمہارے ابھنیوں نے میری گاڑی کا باقاعدہ ڈپلے کیا ہے کہ
امتنی جس میری گاڑی تیار کرتی پھر رہی ہے۔ مجھوں رجھے
وں عمل طور پر کھلاو کر پارٹس میں تبدیل کرنا پڑا ہے۔ جھیں
ہے کہ مجھے یہ جدید ترین ماؤzel استا پنڈ تھا۔۔۔ بروناڑ نے

کیا کہہ رہے ہو۔۔۔ بتا دعہ ڈپلے کیا ہے۔ کیا مطلب ہوا اس
اور گیری اور ہتری نے تو اپنی رپورٹ میں لکھا ہے کہ انہوں
توڑی کی جعلی نمبر ٹپیٹ لگا کر اسے باہر نکالا تھا اور پھر بندرگاہ

سندری راستے سے کافرستان نہیں لے جایا جاتا اور کئی طریقے ہیں
اسے یہاں سے باہر لے جانے کے۔۔۔ بروناڑ نے کہا۔۔۔

”کیا تم اپنی بات کفرم کرا سکتے ہو۔۔۔ نائیگر نے کہا۔۔۔

”کفرم۔ کیا مطلب۔ میں نے تمہیں سب کچھ بتا دیا ہے۔ پھر

بھی تم یقین نہیں کر رہے۔۔۔ بروناڑ نے کہا۔۔۔

”تم گریگ سے فون پر بات کرو۔ جو مرضی آئے بات کرو لیکن
یہ کفرم ہو جائے کہ اس نے دو ابجس سمجھے تھے۔ پھر میں تمہیں
چھوڑ کر واپس چلا جاؤں گا۔۔۔ نائیگر نے کہا۔۔۔

”کراو میری بات۔۔۔ بروناڑ نے چند لمحے خاموش رہ کر
بولتے ہوئے کہا۔۔۔

”نمبر ہتاو۔۔۔ نائیگر نے اٹھ کر سائینٹ پر موجود میز پر رکھے
ہوئے فون کی طرف بڑھتے ہوئے کھما اور پھر جیسے جیسے بروناڑ نمبر

تاتا رہا نائیگر نے نمبر پر لیں کر دیے اور پھر فون اٹھا کر وہ بروناڑ
کے قریب آیا اور اس نے رسیور بروناڑ کے کان سے لگا دیا۔ چونکہ
لاڈر کا بٹن نائیگر نے پر لیں کر دیا تھا اس لئے دوسری طرف بجھے
والی ٹھنٹی کی آواز سنائی دے رہی تھی۔۔۔

”لیں۔۔۔ رابطہ ہوتے ہی ایک نسوی آواز سنائی دی۔۔۔

”پاکیشا سے بروناڑ بول رہا ہوں شاکل کلب سے۔۔۔ چیف۔۔۔
بات کراو۔۔۔ بروناڑ نے کہا۔۔۔

”ہولڈ کریں۔۔۔ دوسری طرف سے کھا گیا۔۔۔

معاونت کی ہے۔ یہ اتنا بڑا جرم ہے جس کی کم سے کم سزا موت ہے اس لئے میں تمہیں چھوڑ ضرور جاؤں گا لیکن زندہ نہیں مردہ۔“۔ تائیگر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے نکالے ہوئے مشین پسل کا ٹرینگر دبا دیا۔ بروناڑ جو شاید بولٹ کے لئے منہ کھول رہا تھا یعنے پر پڑنے والی گولیوں سے صرف منہ تک کھول سکا اور چند لمحے کری پر ہی تڑپنے کے بعد وہ ساکت ہو گیا۔

پر چھوڑتے ہوئے انہوں نے نمبر پلیٹ ایک بار پھر بدل لئے تھی۔“..... گریگ نے حیرت بھرے لمحے میں کہا تو بروناڑ نے ہاتھ کی طرف ایسی نظر دیں سے دیکھا جیسے پوچھ رہا ہو کہ کیا اب مطمئن ہو تو تائیگر نے اثبات میں سر ہلا دیا کیونکہ معاملات واقع پوری طرح واضح ہو گئے تھے۔

”مجھے نہیں معلوم کر کیا ہوا ہے اور کیسے ہوا ہے۔ میں نے انبیں اپنی گاڑی اور رہائش گاہ دی تھی۔ اب مٹری اٹھی جنس سے لوگ میری گاڑی کے بارے میں پوچھتے پھر رہے ہیں۔ میں نے گاڑی پوری ہونے کی روپورث اسی وقت کردا دی تھی تاکہ اگر طا گز بڑھو تو مجھ پر شک نہ ہو سکے اس لئے میں تو بچا ہوا ہوں تھے میری گاڑی۔ اس کا کیا ہو گا؟“..... بروناڑ نے کہا۔

”تم نے گاڑی خرید لو۔ مہنت مجھ سے لے لینا۔“..... گریگ نے کہا۔

”چیک یو۔ او کے گند بائی۔“..... بروناڑ نے اس بار سرستہ بھرے لمحے میں کہا تو تائیگر نے رسیور اس کے کان سے ہٹا کر فوڑ پر رکھ دیا اور پھر مز کراس نے فون پلٹ کرو اپس میز پر رکھ دیا۔ ”اب تو تم مطمئن ہو۔ اب مجھے چھوڑ دو۔ تم نے وعدہ کیا تھا۔“ بروناڑ نے کہا۔

”مکرم تکرلو۔ میں اپنا وعدہ پورا کروں گا اور تمہیں چھوڑ بااؤں گا لیکن تم نے پاکیشیا کے ایک اہم سائنس وان کے اغوا میں

انجمنی تربیت یافتہ ہوتے ہیں اس لئے ان کا سراغ لگانے کے لئے
بہر حال وقت تو گئے گا اس لئے عمران نے ابھی نائیگر سے خود بھی
رابطہ نہ کیا تھا اور چونکہ وہ فارغ تھا اور اس کا کہیں جانے کا بھی
مودہ نہ تھا اس لئے وہ فلیٹ میں بیٹھا کتاب پڑھنے میں مصروف ہو
گیا تھا کہ پاس پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بُخ اٹھی۔

”اتی جلدی نائیگر نے سراغ لگایا۔ جیرت ہے..... عمران نے
خود کلائی کے انداز میں کہا اور ہاتھ بڑھا کر سیور اٹھا لیا۔

”مکہ مسی علی عمران ایم ایس سی۔ ذی المیں سی (آکسن)
بزبان خود بول رہا ہوں“..... عمران نے اپنے مخصوص انداز میں کہا۔
اس کا خیال تھا کہ فون نائیگر کا ہو گا۔

”صالح بول رہی ہوں عمران صاحب“..... دوسری طرف سے
صالح کی آواز سنائی دی تو عمران بے اختیار چونکہ پڑا۔

”ارے۔ ارے۔ یہ کہی چھوٹی بہن ہے کہ نہ ہوئے بھائی کو
سلام کیا نہ کوئی خوشخبری سنائی کہ میں بہت اکیلی محسوس کرتی ہوں
بھائی اس لئے میں نے برف کی بھا بھی کا بندوبست کر لیا ہے۔“
عمران کی زبان روائی ہو گئی۔

”السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ جناب بھائی صاحب۔ آپ کی
چھوٹی بہن صالح آپ کی خدمت اقدس میں دست بستہ عرض کرتی
ہے کہ آپ اپنی چھوٹی بہن کی رہائش گاہ پر تشریف لا کر اس کی
عزت افزائی فرمائیں۔ سیکرٹ سروس کے ارکان مع برف کی شہزادی

عمران اپنے فلیٹ کے سینگ روم میں بیٹھا ایک کتاب پڑھنے
میں مصروف تھا۔ چائے سے بھرا ہوا فلاں سک اس کے سامنے میز پر
 موجود تھا کیونکہ سلیمان اپنی روزانہ کی خرپڑاری کے لئے مارکیٹ گیا
ہوا تھا اور چونکہ ان دونوں سیکرٹ سروس کے پاس کوئی کیس نہ تھا
اس لئے عمران سمیت سب فارغ تھے۔ گو سردار نے ڈاکٹر کمال
کے لامپتہ ہونے کے بارے میں اسے بریف کیا تھا اور اس نے
نائیگر کے ذمے اس کی تحقیقات لگا دی تھی لیکن ابھی تک نائیگر کی
طرف سے کوئی رپورٹ نہیں ملی تھی اور جب تک اس بارے میں
کوئی واضح پاؤنس سامنے نہ آ جاتے اس وقت تک وہ کوئی اقدام
نہیں کر سکتا تھا اس لئے وہ نائیگر کی طرف سے رپورٹ کا منتظر تھا۔
اسے معلوم تھا کہ سانس دان کا انخوا کوئی نام چور نہیں کرتے۔ یقیناً
یہ کسی ملک کی ایجننسی کے لوگوں نے کیا ہو گا اور ایسے لوگ چونکہ

کے یہاں موجود ہیں۔ دوسری طرف سے صالح نے مسلم
بولتے ہوئے کہا تو عمران بے اختیار کھلکھلا کر بنس پرا۔
”بیز اپنا کھانا بھی ساتھ لے آئیں۔ یہ بدايت تو شامل نہیں
ہے دعوت میں۔ عمران نے ہستے ہوئے کہا۔

”کھانا نہیں البتہ دعوت کے بارے میں بعد میں اطلاع دی
جائے گی۔ اللہ حافظ۔ دوسری طرف سے ہستے ہوئے کہا گیا اور
اس کے ساتھی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے بھی مسکراتے ہوئے
رسیور رکھا۔ پھر کتاب بند کر کے وہ انہیں اور کتاب واپس بک ریک
میں رکھ کر وہ ذرینگ روم کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی
کار اس کالولنی کی طرف بڑھ گیا۔ جہاں صالح کی ذات
کوئی تھی۔ صالح بھی بکھار فلیٹ میں رہائش چھوڑ کر کوئی میں شفت
ہو جاتی تھی لیکن پھر ایک ذریعہ ماہ بعد سیکرٹ سروس کی پالیسی کے
مطابق وہ کسی فلیٹ میں شفت ہو جاتی تھی۔ اس وقت صالح اپنی
کوئی میں رہائش پذیر تھی۔ صالح کے والد ہمیں بنس سے متعلق
تھے اور ان کے ہائی کلاس ہوٹلز کی ایک پوری جمیں دنیا میں موجود
تھی اس لئے وہ ہمیں کے معاملات کو سنبھالنے کے لئے تقریباً
مستقل طور پر مختلف ممالک آتے جاتے رہتے تھے۔ البتہ بھی بکھار
وہ پاکیشیا میں آجاتے تھے۔ جب وہ پاکیشیا آتے تو صالح اس کوئی
میں ان کے ساتھ رہتی تھی اور والد کے جانے کے بعد وہ ایک بار
پھر فلیٹ میں چلی جاتی تھی۔

صالح کی کوئی جدید تغیر شدہ تھی اور خاصی خوبصورت بھی تھی۔
عمران نے کار پھانک کے سامنے روکی اور مختلف انداز میں تین بار
بزرگ دیا تو چھوٹا پھانک خلا اور کوئی کاچوکیار باہر آ گیا۔ وہ پھانک
عمران سے اچھی طرح واقف تھا اس لئے اس نے بڑے مودو پاہ
انداز میں اسے سلام کیا اور تیزی سے واپس مزا اور اندر چلا گیا۔
چند لمحوں بعد بڑا پھانک کھل گیا تو عمران نے کار آگے بڑھائی اور
پھر ایک طرف بنی ہوئی وسیع پارکنگ میں جہاں تقریباً تمام اڑائیں
کی کاریں موجود تھیں اپنی کار بھی پارک کر دی۔

”بڑی رونق ہے آج۔ عمران نے کار سے اترتے ہوئے
پھانک بند کر کے آنے والے چوکیدار سے مخاطب ہو کر کہا۔
”بس آپ کی کمی تھی جتاب۔ چوکیدار نے مسکراتے ہوئے
کہا تو عمران بھی بے اختیار مسکرا دیا۔ پھر عمران اس بڑے کمرے کی
طرف بڑھنے لگا۔ وہ پونک کئی بار یہاں آچکا تھا اس لئے اسے اس
کوئی کے بارے میں تمام تفصیلات معلوم تھیں۔ ابھی عمران
برآمدے تک نہ پہنچا تھا کہ ایک رہبہ اری سے صدر بہر آ گیا۔
”آئیے عمران صاحب۔ سب بڑی شدت سے آپ کی آمد
کے منتظر ہیں۔ رکی سلام دعا کے بعد صدر نے مسکراتے ہوئے
کہا۔

”چوکیدار نے بھی کہا ہے اور تم بھی بھی کہہ رہے ہو۔ کوئی
خاص بات ہے یہاں۔ مجھے بھی بتا دو۔ عمران نے بڑے

رازدارانہ لجھے میں کہا تو صدر بے اختیار ہنس پڑا۔ وہ اب برآمدے میں پہنچ گئے تھے۔

”ہوٹل گرینڈ میں آج رات برعظم افراقہ کے لوک قابلی رقص کا شو ہے اور پوری نیم نے یہ شو دیکھانا ہے لیکن ہوٹل گرینڈ کی تمام نشستیں ایک ہفت پہلے بک ہو چکی ہیں حتیٰ کہ پیش اور ایر جنسی نشستیں بھی کل رات بک ہو چکی ہیں اس لئے فیصلہ کیا گیا ہے کہ آپ ہمیں یہ شو دیکھانے کا بندوبست کریں۔“ صدر نے آخر کار اصل بات اگلی دی۔

”صالحی کو اور اس کے والد صاحب کو سب جانتے ہیں۔ وہ چاہے تو پورا ہوٹل بک کرادے۔“..... عمران نے کہا۔

”صالح تو صالح اس کے والد نے بھی مجبوری ظاہر کر دی ہے۔“ صدر نے کہا۔

”تو پھر یہی ہو سکتا ہے کہ تم سب کھڑے ہو کر شو دیکھو۔“..... عمران نے کہا۔

”یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ سب لوگ بیٹھے ہوئے ہوں اور ہم کھڑے رہیں۔“ ہمیں ہر صورت میں سیٹیں لینی ہیں اور وہ بھی شیخ کے قریب۔..... صدر نے بڑے حتیٰ لجھے میں کہا اور پھر وہ دونوں ہال نما کر کے میں داخل ہو گئے جہاں جولیا، صالح سمیت نیم کے تمام میران موجود تھے۔

”السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ یا الہیان صالحہ ہاؤس۔“..... عمران

نے کہا تو سب بے اختیار بہس پڑے اور پھر تقریباً سب نے ہی مل کر اوپنی آواز میں سلام کا عمل جواب دیا۔

”ماشاء اللہ۔ ماشاء اللہ۔ اللہ تعالیٰ نظر بد سے بچائے۔ کیوں صدر۔ یہ سب تو انتہائی نیک لوگ ہیں اور تم کہہ رہے تھے کہ یہ سب افریقی رقص دیکھنا چاہتے ہیں۔ لوک رقص اور وہ بھی افریقی۔ لا ہول ولا قوۃ۔ توہہ۔ توہہ۔“..... عمران نے کہی پر بیٹھتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس نے دونوں ہاتھوں سے اپنے کان پکڑا۔

”آپ نے بتا دیا۔ ہم سب مل کر بتاتے۔“..... صالح نے کہا۔

”میں نے سوچا کہ عمران صاحب کو پہلے سے ذاتی طور پر تیار کر دوں۔“..... صدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”عمران صاحب۔ ہم نے ہر کوشش کر لی ہے لیکن گرینڈ ہوٹل میں نشستیں حاصل نہیں کر سکے لیکن ہم نے بہر حال افریقی لوک رقص دیکھنے ہیں۔ اب آپ جانیں اور آپ کا کام۔“..... صالح نے کہا۔

”میں نے پہلے ہی صدر سے کہا ہے کہ ہم سب کھڑے ہو کر شو دیکھ لیں گے۔ آخر اللہ نے ناٹکیں کیوں دی ہیں۔“..... عمران نے کہا۔

”نہیں۔ ہم نے نشستیں لینی ہیں اور وہ بھی سب سے آگے اور سن لو کہ یہ سب تم نے کرتا ہے۔“..... خاموش بیٹھی جولیا نے یکخت غراتے ہوئے لجھے میں کہا۔

”ارے۔ ارے۔ مجھ پر کیوں غواہی ہو۔ یہ صالح ہے۔ اس کے والد کی ہٹلوں کی پوری دنیا میں جیجن ہے۔ یہ پورا ہٹل حاصل کر سکتی ہیں۔ اس سے کوئی“..... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ ”میں نے خود بھی کوشش کی ہے اور ڈینی سے بھی کہا ہے۔ ڈینی نے بھی کوشش کی ہے لیکن پیش شیش بک ہو چکی ہیں۔“ صالح نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

”تو میں کیا کر سکتا ہوں۔ بے چارہ کرائے کا سپاہی جس پر جولیا بھی غراستی ہے۔“..... عمران نے منہ لٹکاتے ہوئے کہا جیسے وہ اپنی بے چارگی کا سکھلے عام اعتراض کر رہا ہو۔ ”بُورِ مرضی آئے کرو۔ نہیں پیش چاہئں۔“..... جولیا نے میر پر مکارتے ہوئے فیصلہ کن لجھ میں کہا۔ ”تو پھر چف سے کہو۔ جس کا حکم چلتا ہے۔“..... عمران نے کہا۔

”چیف ان معاملات میں نہیں پر سکتا۔ یہ کام تمہیں ہی کرنا ہو گا۔“..... جولیا نے جواب دیا۔ ”اچھا۔ لیکن مجھے تو کسی نے چائے، کافی کی ایک پیالی بھی نہیں پوچھی۔ کوئی دوسرا میری کیا سنے گا۔“..... عمران نے ایک بار پھر من بناتے ہوئے کہا۔

”پہلے شیش، پھر چائے۔ یہ طے ہے۔“..... جولیا نے ایک بار پھر فیصلہ کن لجھ میں کہا۔

”اچھا چلو کوئی وعدہ تو ہو گیا۔ گو وعدہ پورا نہیں ہو گا لیکن کچھ نہ ہونے سے کچھ ہوا تو کسی۔“..... عمران نے کہا اور پھر سیور اٹھا کر جس نے تیزی سے نمبر پر لیں کرنے شروع کر دیئے تو جولیا سمیت سب کے چہروں پر روق آگئی کیونکہ انہیں سو فصد یقین تھا کہ عمران اگر چاہے تو نامنکن بھی ممکن ہو سکتا ہے۔ عمران نے آخر میں ہزار کا بیش بھی پر لیں کر دیا تو دوسری طرف بجتے والی گھنٹی کی آواز بھلی دینے لگی۔ چند لمحوں بعد رسور اٹھا لیا گیا۔

”سلیمان بول رہا ہوں۔“..... دوسری طرف سے سلیمان کی آواز تھلی دی تو عمران کے سب ساتھی بے اختیار اچھل چڑے۔ ان سب کے چہروں پر شدید حرمت کے تاثرات ابھر آئے تھے کیونکہ ان کا خیال تھا کہ عمران ہٹل گردی کے متبر کو یا ہٹل کی کسی بڑی محنتیت کو فون کر رہا ہے۔ سلیمان کا تو شاید کسی کے تصور میں بھی نہ تھا۔

”علی عمران ایم ایس ہی۔ ڈی ایس ہی (آکسن) بول رہا ہوں۔“

عمران نے اپنے مخصوص انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”بولیں صاحب۔ لیکن فوری بولیں ورنہ کچن میں ہانٹی جل جائے گی۔“..... دوسری طرف سے سلیمان نے بیزار سے لجھ میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ایک چھوٹا سا کام ہے اگر تم ہمہ بانی کرو تو۔“..... عمران نے ہرے فدویانہ سے لجھ میں کہا اور اس پار جولیا سمیت سب کے

چرود پر غصے کے تاثرات ابھر آئے کیونکہ عمران کا اس طرز
سلیمان سے بات کرنا انہیں اپنی توہین محسوس ہو رہا تھا۔

”مس جولیا۔ میرا خیال ہے کہ عمران صاحب پر ہم خواہ تواہ
لی کر رہے ہیں اگر ان کے بس میں ہوتا تو یہ سلیمان کو فون نہ
لرتے“..... اس بار خاموش بیٹھے ہوئے صدیقی نے کہا۔
”ارے۔ ارے۔ میں نے سلیمان کو درست فون کیا ہے۔ وہ
بھی تو پورا ہوں خالی کرا سکتا ہے۔ ذرا اسے ہاڑی پکا لینے دو۔
بیات کروں گا“..... عمران نے کہا۔

”بس۔ بس۔ فتح کرو اس معاطلے کو۔ ہم نے اب نہیں دیکھنا
چاہیے..... جولیا نے ایسے لمحے میں کہا جیسے اسے عمران سے سخت مایپی
لھنی ہو۔

”ارے۔ ارے۔ دل چوٹا نہ کرو۔ ویسے ڈاکٹر بڑے دل کو بھی
بھی کہتے ہیں۔ مجھے کوشش کر لینے دو“..... عمران نے کہا اور اس
نے ایک بار پھر رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پر پیس کرنے شروع کر
لیئے۔

”سلیمان بول رہا ہوں“..... دوسری طرف سے ایک بار پھر
سلیمان کی آواز سنائی دی۔

”ہاڑی چوہے سے اتار لی ہے یا نہیں“..... عمران نے اس بار
قدرے خشک لمحے میں کہا۔

”اتار لی ہے صاحب۔ حکم“..... سلیمان نے موڈبانہ لمحے میں
کہا۔

”سوری صاحب۔ چھوٹے کام کرنا میری توہین ہے“..... دوسرے
طرف سے سلیمان نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی رسیور رکھ دیو
گیا۔

”باتاؤ اب اور کیا کروں“..... عمران نے بڑے مایوسانہ سے
لمحے میں ایک لمبا سائنس لیتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس
نے ڈھیلے ہاتھوں سے رسیور رکھ دیا۔

”تم نے ہماری توہین کی ہے۔ میں تمہیں گولی مار دوں گا۔
تمہارا یہ باور پی جو نجات اپنے آپ کو کیا سمجھتا ہے میں اسے بھگ
گولی مار دوں گا“..... توبیر نے یکخت پھٹ پڑنے والے لمحے میں
کہا۔

”تو یہ تھیک کہہ رہا ہے عمران صاحب۔ آپ نے سلیمان کو فون
کر کے ہم سب کی شدید توہین کی ہے۔“..... صدر نے بھی غصیل
لمحے میں کہا۔

”ارے۔ ارے۔ اس کا مطلب ہے کہ تم سلیمان کو جانتے ہی
نہیں۔ وہ آں ولڈہ باور پی ایسوی ایش کا صدر ہے اور دنیا کے
 تمام ہوں باور جوں کے سر پر چلتے ہیں ورنہ ایک دن بھی نہ چل
سکیں“..... عمران نے قدرے جو شیلے لمحے میں کہا۔

”تم خود بات کرو اور ہمیں سیئیں دلواؤ ورنہ“..... جولیا نے ایک

”اگر بیڈھ ہوں میں کل رات افریقی لوک قص کا شو ہو رہا ہے۔ تمام سینیس حتیٰ کر پیش سینیس بھی بک کر دی گئی ہیں جبکہ مس جولیہ فنر واٹر سیست سب ساتھیوں نے مجھے لگھیر کھا ہے کہ میں انہیں ایکشا پیش سینیس الٹ کردا ہوں۔ صرف دس سینیس چاہیں۔“ عمران نے بڑے سنجیدہ لمحے میں کہا۔

”ٹھیک ہے صاحب۔ مل جائیں گی۔ آپ کہاں سے فون آ رہے ہیں؟..... سلیمان نے بھی بڑے سنجیدہ لمحے میں کہا تو عمران کے سب ساتھی جرت بھری نظروں سے ایک دوسرے کو دیکھنے کے پیسے انہیں بجھہ نہ آ رہی ہو کہ سلیمان کس طرح یہ کام کر سکتا ہے۔“ میں صالوٰ کی رہائش گاہ سے بات کر رہا ہوں۔“..... عمران نے کہا۔

”ٹھیک ہے صاحب۔ میں نصف گھنٹے میں آپ کو اطلاع دے ہوں۔“..... دوسری طرف سے کہا گیا اور عمران نے بغیر کچھ بے رسیور رکھ دیا۔

”یہ سب ڈرامہ ہے۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ چہاں صالوٰ نے بیڑی ناکام ہو جائیں وہاں ایک باورچی کامیاب ہو جائے۔“ تجوہ نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”سلیمان ابھی خوبخوبی سنائے گا۔“..... کیپن ٹکلیں نے مکرات ہوئے کہا تو سب چوک کراس کی طرف دیکھنے لگے۔

”تم نے کس بناء پر یہ بات کی ہے۔“..... صدر نے جیزاں پیش میں مل جائیں گی۔“..... کیپن ٹکلیں نے بہت تفصیل سے

ھتے ہوئے کہا۔

۱ ”عمران صاحب نے سلیمان کو ایکشا پیش سینیس کا حوالہ دیا ہے اور مجھے معلوم ہے کہ تمام یہ فلشنر میں یہ باقاعدہ پرونوکوں ہے کہ عام سینیس کے علاوہ پیش سینیس ہوتی ہیں جو بڑے افران یہ لئے آخري وقت تک خالی رکھی جاتی ہیں اور جب افران یہ شو ایکھا چاہیں تو انہیں یہ سینیس الٹ کر دی جاتی ہیں لیکن اس کے لامحی ایکشا پیش سینیس ہوتی ہیں جو ملک کے صدر، پرائم مینر، قنی وزراء، وفاقی سکریٹریز، وہ ایسے ہی ملک کے اہم ترین افراد یہ لئے بیش رکھی جاتی ہیں لیکن ہال میں انہیں اس وقت رکھا جاتا ہے جب یہ بڑے افران کا الٹ کر دی جاتی ہیں ورنہ انہیں شو یہ دوران تک خالی رکھا جاتا ہے کیونکہ کسی بھی وقت یہ صاحب لکھار صاحبان تشریف لا سکتے ہیں اور انہیں انکار نہیں کیا جا سکتا۔

وں لئے عمران صاحب کو معلوم ہے کہ ایکشا پیش سینیس خالی ہوں گی لیکن انہیں صرف وفاقی سکریٹری الٹ کر سکتے ہیں اور سرسلطان ملکی وزار خارج ہیں اور سیکرٹ سروس کے انتظامی انجمناں میں۔ عمران صاحب نے سلیمان کو کوڈ میں کہہ دیا ہے کہ وہ سلطان کو فون کر کے یہ سینیس الٹ کر دے اور سرسلطان جیسے لمح دار آدمی عمران صاحب کو تو انکار کر سکتے ہیں لیکن سلیمان کو تھید انکار نہ کر سکتے یہ ان کی وضع داری کے خلاف ہے اس لمح سینیس مل جائیں گی۔“..... کیپن ٹکلیں نے بہت تفصیل سے

جواب دیتے ہوئے کہا۔
 ”تم انتہائی خطرناک بتتے جا رہے ہو کیپن ٹکلیل“..... عمران
 نے آنکھیں نکالتے ہوئے کہا۔
 ”لیکن اگر کیپن ٹکلیل کی بات درست ہے تو تم خود مجھے
 تو سرسلطان کو فون کر سکتے تھے۔ سلیمان کو درمیان میں کیوں ڈالا۔“
 جویا نے تیز سمجھ میں کہا۔

”اس لئے تاکہ ہمیں بے عزت کرا کے“..... توبیر نے فوراً خدا
 اندھہ دیتے ہوئے کہا۔

”ارے۔ ارے۔ یہ تم نے کیسے سوچ لیا کہ کیپن ٹکلیل نے جو
 پچھے کہا ہے وہ درست ہے۔ ابھی سلیمان کی طرف سے کوئی جواب
 تو آنے والا۔“..... عمران نے کہا۔

”میں بتاتا ہوں کہ عمران صاحب نے سلیمان کو درمیان سے
 کیوں ڈالا ہے۔ سرسلطان کا مراجع بھی عمران کی اماں بی جیسا ہے
 اس لئے انہیں جب معلوم ہو گا کہ افریقی لوک رقص دیکھنے کی بات
 ہو رہی ہے تو وہ لامحال غصے میں انکار کر دیتے کیونکہ افریقی لوک
 رقص کے الفاظ سامنے آتے ہی جو تصویر ذہن میں آتی ہے وہ اُن
 کے مراجع کے خلاف بھی ہو سکتی ہے لیکن جیسے میں نے کہا ہے۔“

سرسلطان باوجود چاہنے کے سلیمان کو انکار کرنا اپنے شایان شان
 سمجھیں گے اس لئے کام ہو جائے گا ورنہ شاید عمران کو وہ صاف
 انکار کر دیتے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ سلیمان، سرسلطان کو کوئی ایک

کہانی سنائے کہ وہ فوراً سیمیں الٹ کرانے پر مجبور ہو جائیں گے
 کیونکہ سلیمان، عمران صاحب سے بھی وہ قدم آگے ہے..... کیپن
 ٹکلیل نے ایک بار پھر تفصیلی وضاحت کرتے ہوئے کہا اور پھر اس
 سے پہلے کہ حزیر کوئی بات ہوتی فون کی تھی نیچے اُنھی تو عمران نے
 پہچھا بڑھا کر رسیور اخھالیا۔

”علی عمران ایم ایس سی۔ ذی المیں سی (آکسن) بُرمان خود
 بُول رہا ہوں“..... عمران نے رسیور اخھاتے ہی لاڈوڑ کا بُثن پریس
 کرتے ہوئے کہا۔

”عمران صاحب۔ میں پی اے ٹو سرسلطان سکرٹری وزارت
 خارجہ بول رہا ہوں۔ صاحب نے ہوٹل گرینڈ کی وس ایکٹریٹ پیش
 سیمیں الٹ کرانے کا حکم دیا تھا جو میں نے کر دی ہیں۔ یہ سیمیں
 ٹپ کے نام بک کرائی گئی ہیں۔ آپ چیک کر لیں“..... دوسرا
 طرف سے کہا گیا۔

”اوکے۔ چیک یو۔“..... عمران نے کہا اور کریڈل دبا کر اس نے
 فون آنے پر جیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیے۔ آخر میں
 ہی نے لاڈوڑ کا بُثن پریس کر دیا۔ دوسرا طرف سے تھنٹی بخت ہی
 رسیور اخھالیا گیا۔

”سلیمان بول رہا ہوں“..... دوسرا طرف سے سلیمان کی آواز
 بٹائی دی۔

”تم نے سرسلطان کو میرا نمبر کیوں دیا۔ خود کیوں فون نہیں
 دیا۔“

ویے۔

”اگر پیدا ہوں“..... رابطہ ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

”چیز میں سردارِ اعظم موجود ہیں۔ میں علی عمران امِ ایس تی۔

ڈی ایس تی (آکسن) بول رہا ہوں“..... عمران نے کہا۔

”جی ہاں۔ چیز میں صاحب تشریف فرمائیں“..... دوسری طرف

نے جواب دیا گیا۔

”ان کا خصوصی نمبر دو“..... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے

خوب تھا دیا گیا۔ عمران نے کریل دبایا اور پھر نون آنے پر اس نے

تھوڑی سے نمبر پر پیس کرنے شروع کر دیئے۔ لاڈُر کا مبن پبلے سے

پرستہ تھا اس نے دوسری طرف سے گھٹنی بھتنی کی آواز سنائی

دوسرا تھی۔

”میں“..... رابطہ ہوتے ہی ایک بھاری مردانہ آواز سنائی دی۔

”علی عمران امِ ایس تی۔ ڈی ایس تی (آکسن) بول رہا ہوں

مودار صاحب“..... عمران نے بڑے خوگلوار لبھے میں کہا۔

”اوہ تم۔ پبلے یہ بتاؤ کہ تم نے میشیں لینے کے لئے سرسلطان کو

کیوں کہا۔ کیا تم مجھے براہ راست نہ کہہ سکتے تھے“..... چیز میں

مودارِ اعظم نے اسی طرح غصیلے لبھے میں کہا۔

”ایکسر اچیل سیوں کے لئے کسی نہ کسی کو تو کہنا ہی پڑتا ہے۔

بجتے یہ ہو سکتا تھا کہ میں سرسلطان کی بجائے برائے راست صدر

فلکت سے کہتا۔ پھر آپ کو زیادہ شکایت پیدا ہو سکتی تھی“..... عمران

کیا“..... عمران نے غصیلے لبھے میں کہا۔

”بڑے صاحب نے کہا کہ وہ آپ سے خود بات کرنا چاہتے

ہیں۔ اس پر میں نے انہیں مس صالح کی رہائش گاہ کا نمبر دے رہا

ہتایا کہ آپ اپنے ساتھیوں سمیت وہاں موجود ہیں“..... سلیمان نے

جوab دیتے ہوئے کہا۔

”تم نے کیا کہا تھا سرسلطان سے“..... عمران نے کہا۔

”میں نے کیا کہنا تھا۔ صرف اتنا کہ صاحب کو دس ایکسر اچیل

میشیں چاہیں۔ انہوں نے پوچھا کہ کیوں تو میں نے انہیں بتایا۔

صاحب اور ان کے ساتھی آج کل بے کار ہیں۔ ان کے پاس کوئی

نہیں ہے اس لئے وہ شو دیکھنا چاہتے ہیں اور صاحب نے اپنے

ساتھیوں سے وعدہ کر لیا ہے اور اب وہ یہ وعدہ پورا ہونا چاہتے

ورنہ پھر مجھے فون کرنا پڑے گا جس پر بڑے صاحب نے کہا تھا کہ

ہے وہ کردار ہے ہیں۔ ویسے صاحب۔ ان دس میں سے میری ایک

سیٹ تو ہر حال موجود ہو گی“..... سلیمان نے کہا۔

”اے اوه۔ مجھے تو خیال ہی نہیں آیا۔ چلو تم میری سیٹ سے

لینا“..... عمران نے جواب دیا۔

”آپ کی سیٹ تو پبلے ہی جوزف نے بک کرالی ہے۔ افریق

رقص کا اصل جج تو وہی ہو سکتا ہے“..... سلیمان نے جواب دیئے

ہوئے کہا تو عمران بے اختیار نہیں پڑا اور اس نے کریل دبایا کہ

رابطہ ختم کر دیا اور پھر نون آنے پر اس نے تیزی سے نمبر پر پیس کر

نے مکراتے ہوئے کہا۔
 ”اوہ ہاں۔ واقعی تم سے کچھ بیدنیں کہ تم صدر صاحب کو بردا راست کہہ دیتے۔ چلو ٹھیک ہے۔ اب کیوں فون کیا ہے۔ درستیں تو بک کر دیں پس تمہارے نام“..... چیزیں نے کہا۔
 ”اب دوستیں اور چائیں“..... عمران نے کہا۔

”دشمنیں سرسلطان نے کہی تھیں وہ کردی ہیں اب دوستیں تو نہیں مل سکتیں چاہے تم صدر سے کوہا یا سرسلطان سے اور دوستیں ہیں بھی نہیں تو الات کہاں سے کروں“..... سردار عظیم نے دونوں لمحے میں کہا۔

”تو پھر مجھے خاتون اول سے بات کرنی پڑے گی“..... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”خاتون اول۔ کیا مطلب“..... سردار عظیم نے چونک کر کہا۔
 ”ہوش گرینڈ کی خاتون اول۔ اب مزید کیا وضاحت کروں
 ورنہ پھر چیزیں چیز پر میں تبدیل ہو سکتی ہے“..... عمران نے کہا۔

”تم جیسا شیطان پھر پیدا ہی نہیں ہو سکتا نہیں۔ تم سے کچھ بیدنیں کہ تمیری بیگم کو کوئی ایسی پنی پڑھا دو کہ وہ واقعی چیز پر نہ بن سکتے۔ وہ دیسے بھی تمہاری بات پر سب سے زیادہ یقین کرنے چکے۔ جب بھی بات کرو یہی کہتی ہے کہ سارا زمانہ غلط کہہ سکتا ہے لیکن میرا بیٹا عمران غلط نہیں کہہ سکتا۔ ٹھیک ہے۔ ٹھیک ہے۔“

گئیں دو اور سیٹیں الٹ۔ اب بولا۔..... سردار عظیم نے تیز لمحے میں کہا تو عمران نے شکر یہ ادا کر کے رسیور رکھ دیا۔
 ”یہ دوستیں کن کے لئے ہیں“..... جولیا نے کہا۔
 ”پرانے جوزف اور سنگ جوانا کے لئے“..... عمران نے کہا تو بس ساتھی بے اختیار سکرا دیئے۔
 ”میں چائے لے آتی ہوں“..... جولیا نے کہا اور ساتھ ہی صالو کو اشارہ کیا تو وہ دونوں انھوں اچھ کر کچن کی طرف بڑھ گئیں۔ اسی لمحے عمران کے سل فون کی گھنٹی بجی تو عمران کے ساتھ ساتھ باقی ساتھی بھی چونک پڑے۔ عمران نے کوٹ کی جیب سے سل فون نکالا تو اس کی سکرین پر نائیگر کا نمبر ڈسپلے ہوا تھا۔ عمران نے رابطہ کا بیٹن پر لیس کر دیا۔
 ”لیں۔ علی عمران ایم ایس سی۔ ذی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں“..... عمران نے اپنے مخصوص لمحے میں کہا۔
 ”نائیگر بول رہا ہوں باس“..... دوسرا طرف سے نائیگر کی مودودانہ آواز سنائی دی۔
 ”کتنی بار ہتاوں کہ نائیگر بولا نہیں کرتے۔ اب یہ اور بات ہے کہ پہلے نائیگر دھارا کرتے تھے، پھر غرانے لگے اور آخر میں میانے لگ گئے اور اب بولنا شروع ہو گئے ہیں“..... عمران نے جواب دیا تو وہاں موجود سب ساتھی بے اختیار سکرا دیئے۔ وہ سمجھ گئے تھے کہ نائیگر کی کال ہے۔

”باس۔ ڈاکٹر کمال کے بارے میں تفصیلی بات کرنی ہے۔ میں نے فلیٹ پر فون کیا تھا لیکن سلیمان نے بتایا کہ آپ موجود نہیں ہیں۔“
ٹائیگر نے کہا۔

”صالوں کی ذاتی ربانش گاہ دیکھی ہوئی ہے تم نے“..... عمران نے کہا۔

”یہ بس۔“..... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تو وہاں آ جاؤ۔ یہاں سب اکٹھے ہیں اور چائے پارٹی ہو رہی ہے۔ تم بھی شامل ہو جانا۔“..... عمران نے کہا۔

”یہ بس۔ میں حاضر ہو رہا ہوں۔“..... ٹائیگر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے سیل فون آف کر کے اسے جیب میں رکھ لیا۔

”ٹائیگر کو آپ نے یہاں بلا�ا ہے۔ کوئی خاص بات ہے۔“
صدر نے کہا۔

”ہا۔ پاکیشیا کا ایک سینیئر اور اہم سائنس دان اچانک اپنے گھر سے لاپتہ ہو گیا ہے۔ وہ اکیلا ملازموں کے ساتھ رہتا تھا۔ ملازموں کی لاشیں ملی ہیں۔ سرداور نے مجھے بلا کر بتایا کہ وہ انتہائی اہم و فاعلی فارموں پر کام کر رہا تھا اور پاکیشیا نے اس پر بھاری سرمایہ کاری بھی کر رکھی ہے اس لئے ڈاکٹر کمال کو لازماً واپس لایا جائے لیکن اس سے زیادہ کمی کو معلوم نہ تھا۔ ملڑی انتہی جس بھی کوئی سراغ نہ لگا سکی تو میں نے ٹائیگر کو یہ تاسک سونپ دیا کیونکہ

وہ ناپڑیں ہے۔ اب اس کا فون آیا ہے کہ وہ اس بارے میں تفصیلی بات کرنا چاہتا ہے۔ پہلے اس نے فلیٹ پر فون کیا لیکن سلیمان نے اسے جواب دیا کہ میں فلیٹ پر موجود نہیں ہوں اس لئے اس نے سیل فون پر کال کیا ہے۔“..... عمران نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”سلیمان کو تو معلوم تھا کہ آپ یہاں ہیں۔ وہ ٹائیگر کو بتا دیتا۔“..... سامنے صوفے پر بیٹھے ہوئے نعمانی نے کہا تو عمران بے اختیار مکار دیا۔

”سلیمان بے حد سمجھ دار آدمی ہے۔ وہ جب تک مجھ سے اجازت نہ لے لے کسی کو یہاں کے بارے میں نہیں بتا سکتا چاہے وہ ٹائیگر ہی کیوں نہ ہو۔“..... عمران نے کہا تو نعمانی نے اثاث میں سر ہلا دیا۔ اسی لمحے جو لیا اور صالوں ٹرالیاں دھیلتی ہوئیں واپس آ چکنیں اور انہوں نے چائے کے برتن اور بسکٹوں کی پیٹیں میز پر رکھنا شروع کر دیں۔

”ٹائیگر آ رہا ہے اس کو میری فرماںش پر ایک کپ چائے دے دینا۔ میری عزت ہو جائے گی۔“..... عمران نے کہا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔

”ویسے عمران صاحب۔ مجھے خیال نہیں رہا ورنہ آپ کی بجائے میں ٹائیگر سے کہہ دیتا تو وہ فورا ہمیں سینیں دلو دیتا۔ آپ کے تو نخڑے ہی بہت ہیں۔“..... صدر نے مکراتے ہوئے کہا۔

”تم نجیک کہہ رہے ہو لیکن میرا خیال ہے کہ جو پچیش تھی اس میں نائیگر بھی کچھ نہ کر سکتا تھا کیونکہ یہ سینیں بھی سرسلطان کی وجہ سے بک ہوئی ہیں اور سرسلطان تک تو آدمی کی تو اپروچ نہیں ہو سکتی۔“ جولیا نے صوفی پر بیختنہ ہوئے کہا۔

”بوزف اور جوانا کے لئے تو عمران صاحب نے براہ راست بات کر کے بلگ کرائی ہے۔ یہ تو انہوں نے خواہ خواہ ڈرامہ کیا ہے ورنہ جس طرح انہوں نے چیزیں میں کو خاتون اول کی دھمکی دے کر سینیں لی ہیں ہماری سینیں بھی لے سکتے ہیں۔“ صدر نے چائے کی پیالی اٹھاتے ہوئے کہا۔

”مجھے کون جانتا ہے۔ میری پشت پر ہاتھ سرسلطان کا تھا جس کے سامنے سردارِ عظیم کو تھیار ڈالنے پڑے اس لئے انہوں نے میری بات بھی مان لی۔“ عمران نے بھی پیالی اٹھاتے ہوئے کہا تو سب بے اختیار مسکرا دیئے۔

”عمران صاحب۔ ڈاکٹر کمال کی گشادگی کیا سیکرت سروس کا کیس نہیں بنتا۔“ چند لمحوں بعد اچانک خاور نے پوچھا تو سب چونک پڑے۔

”کس کا کیس۔ کیا کہہ رہے ہو۔“ جولیا نے چونک کر پوچھا۔ صاحب بھی چونک کر جیرت بھری نظروں سے دیکھ رہی تھی تو صدر نے انہیں بتایا کہ جب وہ کچن میں تھیں تو عمران صاحب نے نائیگر کی کمال اٹھا کی تھی اور عمران صاحب نے پوچھنے پر بچنے پر ڈاکٹر کمال حسین کی

گشادگی کے بارے میں بتایا تھا۔

”عمران صاحب۔ آپ نے میرے سوال کا جواب نہیں دیا۔“..... خاور نے کہا۔

”میں کیا جواب دے سکتا ہوں۔ ابھی تو کچھ معلوم نہیں ہے کہ ڈاکٹر کمال کہاں ہیں۔ اب نائیگر کی رپورٹ کے بعد شاید کچھ آگے ہوں۔ پھر ہی فیصلہ ہو سکتا ہے۔“..... عمران نے جواب دیا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی کال تل کی آواز سنائی دی اور وہ سب بھج گئے کہ نائیگر آیا ہے۔

”اپنے ملازم سے کہہ دو کہ دروازہ کھول دے گا۔“..... عمران نے صاحب سے کہا تو صاحب نے اثاثات میں سر ہلاکا اور انھوں کر کرے سے باہر چلی گئی۔ تھوڑی دیر بعد کر کرے کا دروازہ کھلا تو پہلے صاحب اور اس کے چھپے نائیگر اندر داخل ہوا اور اس نے سب کو بڑے مودو بانہ انداز میں سلام کیا۔

”بیخو۔“..... عمران نے رسمی سلام دعا کے بعد کہا تو نائیگر، عمران کے سامنے صوفی پر بیٹھ گیا جبکہ صاحب نے ایک کپ چائے بنا کر نائیگر کے سامنے رکھ دی اور ساتھ ہی بیکٹ کی پلیٹ بھی اس کی طرف کھکھا دی۔

”مشکریہ۔“..... نائیگر نے مشکریہ ادا کرتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی چائے کی پیالی اٹھا لی۔

”کیا رپورٹ ہے ڈاکٹر کمال کے متعلق۔“..... عمران نے کہا تو

نائنگر نے ساتھیوں کی طرف اس انداز میں دیکھا جیسے کہہ رہا ہو۔ سب کے سامنے بات کرنا مناسب بھی ہو گا یا نہیں۔

”یہ سب بیکرث مردوں کے رکن ہیں۔ کھل کر بات کرو۔“ عمران نے کہا۔

”یہ پاس۔ ڈاکٹر کمال حسین کو ان کی ربانش گاہ سے کرانس دے سکاری ایجنسی جسے ہارڈ ایجنسی کہا جاتا ہے، کے دو ایجنس گیرن

اور ہنزی نے اخوا کیا اور پھر انہیں بندرگاہ پر لے جایا گیا جہاں سے

انہیں کافرستان پہنچایا گیا اور دہاں سے کرانس لے جایا گیا۔ بیہاں

شائل کلب کے مالک برادر نے ان کی مدد کی اور اس کی لوکارہ کاراس کیس میں استعمال ہوئی ہے۔“ نائنگر نے کہا۔

”تفصیل بتاؤ کہ کس طرح یہ سب کچھ سامنے آیا۔“..... عمران

نے کہا تو نائنگر نے کوٹھی کا جائزہ لینے سے بروناڑ کی ہلاکت تک

پوری تفصیل سے سب کچھ بتا دیا اور اس کی کارکردگی کی تفصیل سن کر بیکرث مردوں کے تمام اراکین کے چہروں پر اس کے لئے حسین

کے تاثرات امیر آئے تھے۔

”آپ درست کہہ رہے تھے عمران صاحب۔ نائنگر واقع ناپڑیں ہے۔ جس انداز میں نائنگر نے اس اہم محاطے کا سراغ لگایا

ہے وہ واقعی قابل داد ہے۔“..... صدر نے کہا تو نائنگر نے اس کا شکریہ ادا کیا۔

”تواب ڈاکٹر کمال کو واپس لانے کے لئے کرانس جانا پڑے

گا۔“..... صدر نے کہا۔

”ان دونوں ایک اور سالمہ سامنے آ رہا ہے کہ پاکیشیا سکرت مردوں کے خطرے کے پیش نظر ڈاکٹر کمال حسین جیسے افراد کو اپنے ملک بے ہٹ کر کہیں سمندر میں اور کسی انجان جزیرے پر رکھا جاتا ہے اس لئے پہلے یہ معلوم کرنا ہو گا کہ ڈاکٹر کمال میں کہاں۔“ عمران نے کہا۔

”یہ کیسے معلوم ہو گا عمران صاحب۔“..... صدر نے کہا۔

”یہ کام تمہارے چیف کا ہے۔ کرانس میں اس کا نمائندہ موجود ہو گا وہ معلومات ملیا کرے گا۔“..... عمران نے کہا تو سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

”اوکے۔ کراوہ بات“..... گرگیگ نے کہا۔

”بیلو سر۔ میں پاکیشی سے مارٹی بول رہا ہوں۔ میاں کلب کا
قر.“..... دوسری طرف سے ایک مودہ بانہ مردانہ آواز سنائی دی۔
”کیا بات ہے بروناڑ نے خود بات کیوں نہیں کی؟“..... گرگیگ
نے کہا۔

”نہیں ان کی رہائش گاہ پر ہلاک کر دیا گیا ہے ان کے
ہمیں سمجھتے“..... دوسری طرف سے کہا گیا تو گرگیگ بے اختیار
چل پڑا۔ اس کے چہرے پر شدید جرحت کے تاثرات ابھر آئے۔

”یہ کیا کہہ رہے ہو۔ ابھی کل ہی میری اس سے بات ہوئی
ہے۔ اس نے خود مجھے اپنی رہائش گاہ سے فون کیا تھا،“..... گرگیگ
نے کہا۔

”لیں سر۔ کیا ہو گا۔ رات کو جب وہ کافی دری تک کلب نہ آئے
میں نے انہیں ان کی رہائش گاہ پر فون کیا لیکن وہاں سے فون
لٹھنے کیا گیا تو میں نے ایک آدمی وہاں بھیجا۔ پھر رپورٹ ملی کہ
میں ان کی لاش چڑی ہے۔ ملازموں کی لاشیں بھی وہاں موجود
ہیں۔ انہیں کری پر پیٹھے ہوئے گولیاں ماری گئی ہیں۔ دیے وہ
کری سے ری کے ساتھ بندھے ہوئے بھی تھے۔ وہ شاید پہلے رُخی
ھوئے، پھر ان کی باقاعدہ بینڈنگ کی گئی اور پھر انہیں گولیاں ماری
لیکن۔ اب آپ کا فون آیا تو میں رپورٹ دے رہا ہوں کیونکہ

ہارڈ اینجنسی کا چیف گرگیگ اپنے آفس میں بیٹھا ایک فائل کے
مطالعہ میں مصروف تھا کہ پاس پڑے ہوئے فون کی گھنٹی نج ابھی تو
گرگیگ نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا لیکن اس کی نظر میں فائل پر
ہی جمی رہیں۔

”لیں“..... گرگیگ نے کہا۔

”آپ نے پاکیشی میں بروناڑ کو کال کرنے کے لئے کہا تھا۔
ان کی بجائے کلب کے ممبر مارٹی آپ سے بات کرنا چاہیے
ہیں“..... دوسری طرف سے اس کی فون سیکرٹری کی مودہ بانہ آواز
سنائی دی۔

”اس نے خود بات کیوں نہیں کی؟“..... گرگیگ نے کہا۔
”میں نے پوچھا ہے لیکن ان کا کہنا ہے کہ وہ اس بارے میں
آپ سے بات کرنا چاہتے ہیں“..... فون سیکرٹری نے جواب دیا۔

مجھے آپ کے نمبر کا علم نہیں تھا۔۔۔ مارٹی نے پوری تفصیل سے لکھ دیتے ہوئے کہا۔۔۔

”پھر علی عمران کا شاگرد ہے لیکن یہ اندر ورلد میں کام کرتا ہے اور چیف خطرناک آدمی سمجھا جاتا ہے۔۔۔ مارٹی نے جواب دیتے کہا۔۔۔

”کچھ معلوم ہوا ہے کہ یہ کام کس کا ہے۔۔۔ گریگ۔۔۔“ گریگ نے پوچھا۔۔۔

”پولیس تو کچھ معلوم نہیں کر سکی اور شاید معلوم بھی نہ کر سکے۔۔۔“

البتہ میرا اندازہ ہے کہ یہ کام پاکیشاں سکرٹ سروس کے لئے ہے۔۔۔

”میں کیا کہہ سکتا ہوں۔۔۔ البتہ جس کار کے بارے میں بات کی گئی وہ چیف نے آپ کے آدمیوں کے پردو کی ہوئی تھی۔۔۔“

”چیف نے جواب دیا تو گریگ نے انتیار ایک طویل سانس لیا۔۔۔“

”اوکے۔۔۔ اب جرز منجز تھا ہو۔۔۔“ گریگ نے پوچھا۔۔۔

”لیں سر۔۔۔ میں ہر خدمت کے لئے تیار ہوں۔۔۔“ دوسری قسم سے کہا گیا۔۔۔

”اوکے۔۔۔ ضرورت پڑی تو میں کال کروں گا۔۔۔“ گریگ نے اور رسیور رکھ دیا۔۔۔ اس کے چھرے پر الجھن کی تاثرات اخیر تھی تھیز لجھے میں بات کرتے ہوئے کہا۔۔۔

”کار تو اب بھی کوئی میں موجود ہے۔۔۔ میں تائینگر کی بات تماں لئے کر رہا تھا کہ تائینگر میرے پاس آیا تھا اور وہ چیف بروناڑہ تھا کار خریدنے کے بارے میں معلومات کر رہا تھا۔۔۔ پھر وہ مجھے سے چیف بروناڑہ کی رہائش گاہ کا پتہ پوچھ کر چلا گیا۔۔۔ اس کے بعد چیف کی لاش سامنے آئی اور انہیں باندھا گیا تھا۔۔۔ اس کا مطلب ہے کہ تائینگر مجھ سے پتہ معلوم کر کے دہاں پہنچا اور چیف سے معلومات حاصل کر کے انہیں ہلاک کر کے واپس چلا گیا اور یہ

”میں چیف۔۔۔“ دوسری طرف سے فون بیکری کی آواز سنائی۔۔۔

ٹلے گئے ہیں جس کا علم مجھے بھی نہیں ہے۔ صرف انہیں یا براہ راست صدر صاحب کو معلوم ہے اس لئے آپ ان کی فکر چھوڑیں اور اگر پاکیشا سیکرت سروس یہاں آئے تو اس کا خاتمہ کرنے کا سوچیں۔ سائنس سیکرٹری نے تیر لجھ میں کہا۔

”لیکن سر۔ ہمیں بھی معلوم ہوتا چاہئے تاکہ ہم ان کی حفاظت کر سکیں ورنہ پاکیشا سیکرت سروس والے کسی نہ کسی طرح اس لیبارٹری کا کھو جانیں گے اور پھر وہ سیدھا وہاں حل کریں گے اور لیبارٹری چاہ کر کے سائنس دان واپس لے جائیں گے اور ہم منہد کیتھے رہ جائیں گے۔“ گریگ نے کہا۔

”آپ بے فکر رہیں۔ وہ کسی طرح بھی لیبارٹری کے بارے میں معلوم نہیں کر سکتے۔ آپ ان کے ساتھے کی بات کریں۔ آپ اتنی فعال سرکاری اجنبی کے چیف بین لیکن آپ ان پسمندہ پاکیشا یوں کوئی نہیں کر کے ختم نہیں کر سکتے۔“ سیکرٹری سائنس نے سخت لجھ میں کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو گریگ نے بے اختیار ایک طویل سائن لیا اور رسیور رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر غصے کے تاثرات موجود تھے۔ اسے معلوم تھا کہ وہ سیکرٹری سائنس کو تو کیا کسی کو بھی یہ بات نہیں سمجھا سکتا کہ پاکیشا سیکرت سروس کس انداز میں کام کرتی ہے لیکن وہ بہر حال ہاتھ پر ہاتھ کر کر بیٹھنیں سکتا تھا اس لئے اس نے ہاتھ بڑھایا اور رسیور انھا کر کیے بعد دیگرے دہن پر پیس کر دیئے۔

”سیکرٹری سائنس سر ہائی سے بات کراؤ۔“ چیف نے اور رسیور رکھ دیا۔ کچھ دیر بعد فون کی تھنٹی نج اٹھی تو اس نے باتھ پڑھا کر رسیور انھا لیا۔

”لیں۔“ چیف نے کہا۔

”سر ہائی سیکرٹری سائنس لائی پر ہیں جتاب۔“ دوسرا طرف سے فون سیکرٹری کی مودبنا آواز سنائی دی۔

”ہیلو سر۔ میں گریگ بول رہا ہوں۔“ گریگ نے اس پر مودبنا سے لجھ میں کہا۔

”لیں۔ کوئی خاص بات۔“ دوسرا طرف سے بھاری میں پوچھا گیا۔

”سر۔ مجھے اطلاع ملی ہے کہ پاکیشا سیکرت سروس نے معلوم کیا ہے کہ ڈاکٹر کمال کو کرانس لے جایا گیا ہے اور اب یہ سیدھے یہاں آئیں گے اس لئے میرا خیال ہے کہ اس لیبارٹری کے گرد میں ہارہ ابھنگی کے انجنوں کا اس انداز میں گھبرا ڈالوں بظاہر وہ مختلف نظر بھی نہ آئیں اور وہاں رہیں بھی سکی اس۔ سیکرٹری کی جگہ میرے ابھنگی لے لیں تاکہ پاکیشا سیکرت سروس روکا جاسکے۔“ گریگ نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

”آپ پاکیشا سائنس دان کی طرف سے فکر مند نہ، کیونکہ جس لیبارٹری میں انہیں بھیجا گیا ہے وہ اچارجن سائنس کے ساتھ وہاں سے خاموشی سے شفت ہو کر کسی ایسی لیبارٹری

”لیں چیف“..... دوسری طرف سے فون سینٹری کی آواز سنائی

دی۔

کہا۔

”پاکیشیا۔ آپ کا مطلب ہے پسمندہ ایشیائی ملک۔ نہیں جبکہ مجھے کیا ضرورت ہے پتھر کے دور میں جانے کی..... جولین نے منہ بناتے ہوئے کہا تو چیف بے اختیار نہیں پڑا۔ اسی لمحے دروازہ کھلا اور کرسے میں او گیر عمر بھری اور تو جوان گیری اندر داخل ہوا اور بانے بانے کی آواز کرتے میں گونج آئی۔

”آج تو گلتا ہے کہ کسی فناش سے انکھ کرا رہی ہو۔“..... گیری نے جولین سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔

”تم تو بھری سے بھی زیادہ بوڑھے و دھکائی دے رہے ہو۔ یہ کیا پہن رکھا ہے۔“..... جولین نے منہ بناتے ہوئے کہا تو گیری اور بھری کے ساتھ ساتھ چیف گریگ بھی بے اختیار نہیں پڑا کیونکہ گیری نے ڈارک کلر کا سوت پہن رکھا تھا اور یہاں کرانس میں ڈارک کلر بوڑھے لوگ استعمال کرتے تھے اس لئے جولین نے اسے بوڑھا ہونے کا طعنہ دیا تھا۔

”بس باتمیں ہو گئیں۔ اب تم معاملات کو دیکھ لیں۔“..... گریگ نے کہا۔

”لیں باس۔ آپ اس پسمندہ ایشیائی ملک پاکیشیا کا ذکر کر رہے تھے۔ کیا ہوا ہے اسے۔“..... جولین نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ ”پاکیشیا۔ کیا ہوا ہے۔“..... بھری اور گیری دونوں نے بے اختیار چونکتے ہوئے کہا۔

”گیری اور بھری کو کال کرو کہ وہ فوراً میرے آفس پہنچیں اور جولین کو بھی کال کرو کہ وہ بھی میرے آفس پہنچے۔“..... گریگ نے تیز اور سخت لمحے میں کہا اور رسیور رکھ دیا۔ اس نے فیصلہ کر لیا تھا کہ اب وہ بارہ ایجنٹی کو پوری طاقت سے پاکیشیا سکرٹ سروس کے خلاف استعمال میں لائے گا۔ اس نے گریگ اور بھری کے ساتھ ساتھ جولین کو بھی کال کر ریا تھا۔ یہ اس اور بھری بارہ ایجنٹی کے ایک سچیل سیکشن سے متعلق تھے تو دوسرا چیل سیکشن کی اضمار جو جولین تھی جس کے کارنے سے بھی کام ممیں تھے۔ پھر تقریباً آؤ ھے گھنٹے بعد دروازہ کھلا اور ایک نوجوان لڑکی اندر داخل ہوئی۔ اس نے جیز کی پیٹ اور براؤن لیدر کی جیکٹ پہن ہوئی تھی۔ اس کے براؤن رنگ کے بال کندھوں پر پڑے ہوئے تھے۔ آنکھوں پر مرغ شیشوں والی گاگل تھی۔ اپنے لباس اور انداز سے وہ بارہ ایجنٹی کی ایجنت کی بجائے کسی ایکشن فلم کی خوبصورت ہیروئن دکھائی دے رہی تھی۔

”بائے چیف۔“..... جولین نے ہاتھ اٹھا کر کہا۔

”بائے۔ مجھو۔“..... چیف نے سکراتے ہوئے جواب دیا تو جولین میرزی کی دوسری طرف کرنی پر بیٹھ گئی۔

”کبھی پاکیشیا گئی ہو۔“..... چیف نے آگے کی طرف جھکتے ہوئے

”بیہی تو اصل مسئلہ ہا ہے۔ میں نے سیکریٹری سائنس سے بات کی ہے۔ انہوں نے ایک خنی بات بتائی ہے کہ جس لیبراٹری میں ڈاکٹر کمال کو پہلے بھیجا گیا تھا وہاں سے وہ سب سائنس دانوں سمیت کی اور لیبراٹری میں شفث ہو پکے ہیں جس کا علم صرف ان سائنس دانوں اور کرانس کے صدر کے علاوہ اور کسی کو نہیں ہے حتیٰ کہ سیکریٹری سائنس سر ہائمن بھی اس سے اعلام ہیں۔ ایسی صورت میں پاکیشنا یکرٹ سروس یہاں آ کر پہلے اس لیبراٹری کو ٹریں کرنے کی کوشش کرے گی جبکہ ہم نے ان کو ٹریں کر کے ان کا خاتمه کرنا ہے اس لئے میں نے جو لین کو بھی کال کیا ہے تاکہ ہارڈ بھنپی کے دفعوں سیکھنے پاک و قوت کام کریں۔ اگر ہم پاکیشنا یکرٹ سروس کا خاتمه کر لیئے میں کامیاب ہو جاتے ہیں تو پوری دنیا میں ہارڈ ابھنپی کا بول بالا ہو جائے گا۔“..... گریگ نے مسئلہ ہملتے ہوئے کہا۔

”چیف۔ آپ پاکیشنا یکرٹ سروس کو اس قدر اہمیت کیوں فرم رہے ہیں۔ ہارڈ ابھنپی کے مقابلے میں تو ایکریمیا کی ملکی بھنپی کبھی کامیاب نہیں ہو سکی۔ یہ بے چاری ایک پساندہ ملک کی یکرٹ سروس بھلا کیا کر سکے گی۔“..... جو لین نے منہ بنتے ہوئے کہا۔

”تم نے ایڈوائس پر کورس کیا تھا تا۔“..... چیف نے جو لین سے مخاطب ہو کر کہا۔

”پاکیشنا یکرٹ سروس نے معلوم کر لیا ہے کہ ڈاکٹر کمال کو کرانس کی ہارڈ ابھنپی لے گئی ہے۔“..... گریگ نے کہا۔ ”نہیں چیف۔ یہ تو انہیں کسی صورت معلوم نہیں ہو سکتا۔“..... گیری نے کہا۔

”ہو گیا ہے۔ میں کہہ رہا ہوں کہ ہو گیا ہے اور یہ بھی بتا دوں کہ انہیں یہاں تک معلوم ہو گیا ہے کہ ڈاکٹر کمال کو اغوا کر کے لے جانے والے ابھنپیوں کے نام گیری اور ہنزی ہیں۔“..... گریگ نے اس بارہ قدرے غصیلے لمحے میں کہا تو ہنزی اور گیری دفعوں کے چہروں پر ایسے تاثرات ابھر آئے جیسے انہیں چیف کی بات پر قطبی یقین نہ آیا ہو۔

”تم یقین نہیں کر رہے تو سنو۔ وہاں تمہاری مدد خائل کلب کے بروناڑ نے کی۔ اس نے تمہیں رہائش گاہ اور لوکارڈ گاڑی دی۔ تم نے گواں کا رجسٹریشن نمبر جعلی لگا دیا لیکن وہ کار کسی بھی وجہ سے پہچان لی گئی اور وہ لوگ بروناڑ پر چڑھ دوڑے اور پھر بروناڑ سے انہوں نے سب کچھ معلوم کر کے اسے گولی مار دی۔“..... چیف نے کہا تو ہنزی اور گیری دفعوں نے بے اختیار ایک طویل سائنس لیا۔

”نہیک ہے چیف۔ اگر معلوم ہو گیا ہے تو پھر کیا ہوا۔ وہ یہاں لیبراٹری پر حملہ کرنے تو آئیں گے۔ ہم ان کا خاتمه کر دیں گے۔“..... ہنزی نے کہا۔

"باں۔ کیوں پوچھ رہے ہیں آپ"..... جولین نے حیرت بھرے لمحے میں کہا۔
 "اس ایڈونس پر کورس میں ایک شخص علی عمران کا ذکر بھی کیا گیا ہے۔ یہ علی عمران پاکیشیا کا رہنے والا ہے۔ گواں کا براہ راست کوئی تعلق پاکیشیا سکرٹ سروں سے نہیں ہے لیکن پاکیشیا سکرٹ سروں کا چیف اسے بطور لیڈر ہائز کرتا ہے اور ہر منش میں پاکیشیا سکرٹ سروں کا لیڈر علی عمران ہوتا ہے اور یہ وہ علی عمران بے جس سے پوری دنیا کی سرکاری ایجنسیاں اور مجرم تنظیمیں اس طرح خوفزدہ رہتی ہیں جیسے لوگ موت سے ڈرتے ہیں"..... چیف نے جواب دیتے ہوئے کہا تو جولین کا چہرہ بے اختیار کھل اخدا۔

"کیا آپ چ کہہ رہے ہیں۔ کیا واقعی ایسا ہے"..... جو شین نے بے قرار سے لمحے میں کہا۔
 "باں۔ میں درست کہہ رہا ہوں لیکن میرا خیال تھا کہ تم یہ سب سن کر حیران ہو جاؤ گی مگر تم تو ان خوش نظر آ رہی ہو"..... چیف نے کہا۔

"چیف۔ میں نے ہماروں بار سوچا کہ کاش یہ عمران میرا مقابل آئے تو پھر اسے معلوم ہو کر جولین کس کا نام ہے اور اب یہ نام سامنے آ گیا ہے اور وہ یہاں آ رہا ہے۔ ویری گذ"..... جولین نے انتہائی مرت بھرے لمحے میں کہا۔
 "مجھے معلوم ہے کہ تمہارے اندر عمران سے بھی ہڑھ کر صلاحیتیں

تھیں لیکن میں نے آج تک تھیں دیکھا ہے کہ ہڑھے ابھیں عمران کا نام سننے ہی خوفزدہ ہو جاتے ہیں لیکن تم نے جس صرفت کا اظہار کیا ہے اس سے مجھے بے حد خوشی ہو رہی ہے اور مجھے یقین ہے کہ تم عمران کا ناتھر کر سکو گی"..... گریگ نے کہا۔

"چیف۔ پاکیشیا سکرٹ سروں کے لوگوں کو اتنے ہڑھے انسانوں کے جنگل میں ٹریس کرنا تقریباً ناممکن ہے۔ کرانس میں روزانہ لاکھوں غیر ملکی آتے جاتے ہیں۔ پھر عمران اور اس کے ساتھی میک اپ کے بھی ماہر ہیں اس لئے ہم انہیں دیے ٹریس نہ کر سکیں گے اور وہ سیدھے اس لیبارٹری میں پہنچ جائیں گے جہاں ان کا سامنہ والان موجود ہے اس لئے ہمیں ہر صورت میں اس لیبارٹری کے بارے میں معلوم کرنا ہے"..... ہنری نے کہا۔

"وہ کیسے معلوم کر لیں گے۔ کیا وہ لوگ مافوق الفطرت صلاحیتیں رکھتے ہیں۔ جب سکرٹری سامنہ کو علم نہیں ہے تو انہیں کیسے علم ہو جائے گا"..... جولین نے مدد بنتے ہوئے کہا۔

"ان کی شہرت واقعی ایسی ہی ہے۔ ہنری کی بات درست ہے۔ میں بھر حال ناگز کا علم ہوتا چاہئے۔ دیے ہم انہیں ٹریس کرتے دیں گے لیکن اگر یہ لوگ لیبارٹری پہنچ گئے تو پھر ان کا راستہ وہاں دوکا جا سکتا ہے"..... چیف نے کہا اور اس کے ساتھ تھی اس نے دسیور اٹھایا اور فون سیٹ کے پیچے لگا ہوا ایک ٹن پریس کر کے اس نے فون کو ڈائریکٹ کیا اور پھر تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر

دیجے۔ آخر میں شاید چیف نے لاڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا کہ دوسری طرف بجتے والی گھنٹی کی آواز سنائی دینے لگی۔
”لیں“..... رابطہ ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔
”چیف گریگ بول رہا ہوں۔ کیا تمہیں معلوم ہے کہ پاکیشی سے لایا جانے والا سائنس وان اس وقت کہاں ہے“..... چیف نے کہا۔

”مجھے معلوم تو نہیں ہے لیکن اگر کہیں تو معلوم کیا جا سکتا ہے۔“
دوسری طرف سے کہا گیا۔

”کتنا وقت لگے گا معلوم کرنے میں“..... چیف نے کہا۔
”صدر صاحب کی پریس یکڑی سے معلوم کرنا ہو گا۔ صرف فون کرنا ہو گا“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔
”اوکے۔ معلوم کر کے بتاؤ۔ میں تمہاری کام کا منتظر ہوں۔
ڈائریکٹ فون کرنا“..... چیف نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

”یہ کون ہے چیف“..... جولین نے جیران ہو کر کہا۔
”ہر ٹکھہ اور ادارے میں ہارڈ اینجنسی کے آدمی موجود ہیں۔ ان کی شناخت ظاہر نہیں کی جاتی تاکہ یہ اطمینان سے کام کرتے رہیں۔“
چیف نے جواب دیا تو جولین نے اثبات میں سر ہلا دیا۔
”ہارڈ اینجنسی تو اس انداز میں بھی معلوم کر سکتی ہے کیونکہ یہ سرکاری اینجنسی ہے لیکن یہ پاکیشا یکرٹ سروں کس طرح معلوم کر سکتی ہے“..... جولین نے کہا۔

”اس معاملے میں وہ لوگ میں الاقوامی شہرت کے مالک ہیں۔
اب یہ تو معلوم نہیں کہ وہ کس طرح معلومات حاصل کرتے ہیں
لیکن کر لیتے ہیں“..... چیف نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی فون کی گھنٹی نج اٹھی تو چیف نے باخھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

”لیں۔ چیف گریگ بول رہا ہوں“..... چیف نے کہا اور پھر دوسری طرف سے کچھ دیر تک بات سننے کے بعد لاڈر کا بٹن پریس نہ کیا گیا تھا اس لئے دوسری طرف سے آئے والی آواز کوئی اور نہ سن کا تھا۔

”پاکیشائی سائنس وان لاہوریا کی ماڈل لیبارٹری میں شفت ہو گئے ہیں“..... چیف نے کہا۔

”ماڈل لیبارٹری کا محل وقوع کیا ہے اور وہاں ان کا انچارچ کون ہے“..... جولین نے کہا۔

”سنو۔ یہ لیبارٹری چونکہ ہارڈ اینجنسی سے چھپائی گئی ہے اس لئے ہم حکومت پر یہ بات اپنے نہیں کر سکتے کہ ہم نے خفیہ طور پر معلومات حاصل کر لی ہیں اس لئے ہم نے لیبارٹری سے کوئی رابط نہیں رکھنا بلکہ اس لیبارٹری کو اس انداز میں کوکرنا ہے کہ ہماری وجہ سے کوئی بھی لیبارٹری کی طرف متوجہ شہ ہو سکے اور لیبارٹری پر حملہ کرنے والوں کو بھی نہ صرف روکا جائے بلکہ ان کا خاتمہ بھی کیا جاسکے اور یہ کام کیا کریں گے۔ البتہ جولین کا کیش

پاکیشی سکرٹ سروں کو نہ صرف فریس کرے گا بلکہ لیہاری تک
پنچ سے پہلے اس کا خاتمہ بھی کرے گا۔۔۔ چیف نے کہا۔
”نجیک ہے چیف۔ لیکن یہ لیہاری لاہوریا میں ہے کہا۔۔۔
بھری نے کہا۔۔۔

”تمہیں فائل مل جائے گی جس میں تمام تفصیل موجود ہو گی اور
جو لین، تمہیں بھی فائل مل جائے گی جس میں پاکیشی سکرٹ سروں
اور عمران کے بارے میں تمام تفصیل موجود ہو گی۔۔۔ چیف نے کہا
تو جولین، بھری اور گیری تیون نے اثبات میں سر بلادیئے۔۔۔

دانش منزل کے آپریشن روم میں جیسے ہی عمران داخل ہوا بیک
نیوہ حسب روایت اخڑانا انھ کھرا ہوا۔
”یخنو۔۔۔ رکی سلام دعا کے بعد عمران نے بیک زیرہ سے کہا
”خود بھی وہ ایک کری پر بیٹھ گیا۔
”وہ عمرو عیار کی زنبیل مجھے دو۔۔۔ عمران نے کہا تو بیک زیرہ
نے مسکراتے ہوئے میز کی دراز کھوئی اور سرخ جلد والی ایک چھپیم
بھری نکال کر عمران کی طرف بڑھا دی۔ اس ڈائری میں عمران نے
بیجا بھر کے نام، پتے اور فون نمبر لکھے ہوئے تھے جن سے اسے
کام پڑ سکتا تھا اور چونکہ ڈائری سے اسے کوئی نہ کوئی فون نمبر مل
نہیں تھا جس سے وہ آگے بڑھ سکتا تھا اس لئے وہ اکثر مذاقات اس
بھری کو عمرو عیار کی زنبیل کہا کرتا تھا کیونکہ عمرو عیار کی زنبیل کے
نکے میں مشبور تھا کہ اس میں ہر سٹلے کا حل موجود ہے۔۔۔

"کیا کوئی کیس شروع ہو گیا ہے عمران صاحب"..... بلیک زید
نے ڈائری دیتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ ایک سانچس داں ڈاکٹر کمال ایک اہم دفاعی فارموں
پر کام کر رہے تھے۔ وہ ایکیلے کوئی میں رجت تھے اور جنتے میں ایکے
روز اپنی رہائش گاہ پر آتے تھے۔ پھر وہ لاپتہ ہو گئے۔ ان سے
ملازموں کی لاشیں ملیں۔ مجھے سرداروں نے کال کر کے تفصیل بتئے

اور کہا کہ ڈاکٹر کمال انتہائی اہم دفاعی فارموں پر کام کر رہے تھے
اور حکومت پاکیشیا نے اس پر کیسہ سرمایہ کاری کر رکھی ہے اس سے

ڈاکٹر کمال کو ادا نہماں اپنی لایا جانا چاہئے۔ ملٹری اینٹلی جنس ان کا ذمہ
سراغ نہیں لگائی۔ میں نے یہ کام ٹانگیڈ کے ذمہ ڈال دیا۔

ٹانگیڈ نے واقعی انتہائی تیز رفتاری سے کام کرتے ہوئے سراغ لے کر
کہ کرانس کی سرکاری ایجنٹی جس کا نام ہارڈ ایجنٹی ہے، کے

ایجنٹس ہٹری اور گیری نے یہاں شاکل کلب کے مالک اور جنر
منیر بروناڑ سے مل کر اس کی لوکارڈ گاڑی استعمال کرتے ہوئے

ڈاکٹر کمال کو اغوا کیا اور اسے بندراگاہ پر لے گئے۔ وہاں گاڑی چھینا
دی گئی اور ڈاکٹر کمال کو سمندری راستے سے پسلے کافرستان لے جو

گیا اور پھر وہاں سے کرانس پہنچا دیا گیا۔..... عمران نے تفصیل
ہاتے ہوئے کہا۔

"ویری گذ۔ کیا یہ باقی کنفرم بھی ہیں یا صرف اندازے ہیں۔
بلیک زید نے کہا۔

"ٹانگیڈ نے ہارڈ ایجنٹی کے چیف گریگ سے برداڑ کی فون
پر بات کرائی اور سارے معاملات کو کنفرم کرایا اور پھر برداڑ کو
پر کام کر رہے تھے۔ وہ ایکیلے کوئی میں رجت تھے اور جنتے میں ایکے
نے جواب دیا۔ ساتھ ساتھ وہ ڈائری کے درق بھی پلنٹا جا رہا تھا۔
"برداڑ کی موت سے تو گریگ چونکہ پڑے گا"..... بلیک
زید نے کہا۔

"چونکتا رہے۔ دیے بھی ہم اس قابل ہیں کہ چھپائی ہوئی
معلومات کہیں نہ کہیں سے حاصل کر لیجئے ہیں اس لئے اس کے
لئے سچنے سے بھیں کوئی فرق نہیں پڑتا۔ البتہ ہم نے اب یہ معلومات
مکمل کرنی ہیں کہ ڈاکٹر کمال کس لیبراٹری میں موجود ہے۔ اس
کے بعد آگے کارروائی ہو سکتی ہے"..... عمران نے جواب دیا۔

"لیکن کیا اس فارموں پر کرانس میں بھی کام ہو رہا ہے جس
پر ڈاکٹر کمال کام کر رہے تھے"..... بلیک زید نے کہا۔

"ایسا ہی ہو گا وہہ انہیں اخوا کر کے لے جانے کی کیا ضرورت
ہی"..... عمران نے جواب دیا تو بلیک زید نے اثبات میں سر ہلا
ویا۔ عمران کی نظریں اس وقت ڈائری کے ایک صفحے پر جی ہوئی
ہیں۔ اس نے ڈائری کو ایٹا کر میز پر رکھا اور رسیور اٹھا کر اس
نے اکواڑی کے نمبر پر لیس کر دیئے۔

"لیس۔ اکواڑی چیز"..... رابطہ ہوتے ہی ایک نسوانی آواز
شاکل دی۔

156

”یہاں سے کرانس کا رابطہ نمبر اور کرانس کے دار الحکومت پارٹ کا رابطہ نمبر دیں“..... عمران نے کہا۔
”ہولڈ کریں“..... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی لائن پر خاموشی چھا گئی۔

”بیلو۔ کیا آپ لائن پر ہیں“..... تھوڑی دیر بعد انکوائری آپرنے کی آواز سنائی دی۔

”لیں“..... عمران نے جواب دیا تو دوسری طرف سے دوفن رابطہ نمبر بتا دیئے گئے تو عمران نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آئنے پر اس نے تیزی سے نمبر پلس کرنے شروع کر دیے۔ لاو اور کافن چونکہ اس کے فون میں مستقل پریمڈ رہتا تھا اس نے عمران کو اسے پریس کرنے کی ضرورت نہ تھی۔

”کافن کلب“..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نوافی آواز سنن دی۔

”چوں کوہ بارڈ اینجینئرنی نے تمہارے کلب کو میراںکوں سے اڑا دیا ہے یا نہیں لیکن تمہاری آواز میں بھرا ہوا سکون محسوس کر کے پڑھا گئے تمہاری تو الا بارڈ اینجینئرنی سے دوستی ہو گئی ہے“..... عمران نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

”کون پرنس آف ڈھمپ۔ کون بول رہا ہے“..... دوسری

ھرف سے جربت بھرے لہجے میں کہا گیا۔

”وہی پرنس آف ڈھمپ کہ جب کافن کلب کے پر جوئے ٹونڈے میں رینہ بلڈ کے آدمیوں نے وہ لاکھ ڈالر جیت لئے تھے اور کافن کے پاس وہ لاکھ ڈالر زیمنیں تھے اور پھر اس سے پہلے کر رینہ ٹھنڈھ کلب پر قبضہ کر لیتی پرنس آف ڈھمپ نے وہ لاکھ ڈالر زادا کر دیئے۔ بولو۔ یاد آیا پرنس آف ڈھمپ یا کوئی اور واقعہ سناؤں“۔

ل عمران نے کہا۔

”ارے۔ ارے۔ اوہ۔ اوہ۔ دیری بیٹھ۔ اوہ۔ اوہ۔ میں اپنے

”پاکیشی سے پرنس آف ڈھمپ بول رہا ہوں۔ کافن سے بات کرواؤ“..... عمران نے کہا۔

”ہولڈ کریں“..... دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر لائن پر خاموشی طاری ہو گئی۔

”محسن، احسن کا کھاتہ بند کرو۔ میں نے اس لئے نہیں یہ بات کی کہ تم الٹا مجھے شرم دندہ کرنا شروع کر دو۔ میں نے تو تمہیں اس

لئے یہ سب یاد دیا ہے کہ تم پرنس کو پہچان ہی نہ رہے تھے۔“

ل عمران نے منہ بناتے ہوئے قدرے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”سچا

”پاکیشی سے پرنس آف ڈھمپ بول رہا ہوں۔ میں نے سچا

"پرنس دیری سوری۔ دراصل آپ نے بڑے طویل عرصے بعد یاد کیا ہے اس لئے مجھ سے گستاخی ہوئی۔ آپ حکم دیں۔" کافن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ "کرانس کی سرکاری ابجنسی ہے جس کا نام ہارڈ ابجنسی ہے۔ یہ تمہارا اس سے کوئی رابطہ ہے۔" عمران نے کہا۔

"جی ہاں۔ اس کا چیف گریگ میرا اچھا دوست ہے اور میرے کلب میں آتا جاتا رہتا ہے۔ اس طرح اس ابجنسی کے لوگ بھر آتے جاتے رہتے ہیں۔ آپ بتائیں کیا مسئلہ ہے۔" کافن نے کہا۔

"پاکیشی سے ایک سائنس دان کو اس ہارڈ ابجنسی کے دو ابجنسٹر ہنری اور گیری اغوا کر کے کرانس لے گئے ہیں۔ میں نے صرف اتنا معلوم کرتا ہے کہ وہ سائنس دان اس وقت کون سی لیبارٹری میں موجود ہے۔ کیا تم معلوم کر سکتے ہو۔" عمران نے کہا۔

"معلوم تو کر سکتا ہوں لیکن سوری پرن۔ چونکہ یہ سرکاری معاملہ ہے اس لئے میں اس معاملے میں آپ کی کوئی مدد نہیں ارکھتا اور کوئی حکم ہو تو میں حاضر ہوں۔" دوسری طرف سے "ووک لجھ میں کہا گیا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

"گذشت کافن۔ تم نے یہ جواب دے کر مجھے خوش کر دیا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ اتنے طویل عرصے نے بھی تمہارا کچھ نہیں بلکہ زیاد تر کافن کے لئے جائیں۔ وہاں وہ سیکورٹی کیسے قائم رکھیں گے۔" بلکہ زیاد تر کافن کے لئے جائیں۔

"میں ملک کے خلاف کسی کارروائی میں حصہ دار نہیں بن سکتا۔" کافن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ "یہ میری مجبوری ہے۔" کافن نے بڑے طویل عرصے بعد پرنس۔ "لیکن ہمیں چاہتا کہ تم اپنے ملک کے مفاہمات کے لئے کافی کام کرو کیونکہ میں خود بھی اس نظریہ کا علمبردار ہوں۔" لبہ ایک کام تو کر سکتے ہو۔" عمران نے کہا۔

"کون سا کام پرن۔" کافن نے چوک کر پڑ چکا۔ "یہ تو معلوم کر سکتے ہو کہ پاکیشی سائنس دان کرانس کی حدود میں ہے یا کرانس کی حدود سے باہر کسی علاقتے میں ہے۔ تفصیل ہمیں چاہئے۔ صرف کفرم کرنا چاہتا ہوں۔" عمران نے کہا۔

"ہاں۔ ایسا ہو سکتا ہے۔ آپ اپنا نمبر بتا دیں۔ میں معلوم کر کے آپ کو فون کر دوں گا۔" کافن نے رضامند ہوتے ہوئے اپنے

"کتنا وقت یا عرصہ لو گئے معلوم کرنے کے لئے۔" عمران نے کہا۔

"چیف کی فون سیکورٹی کو فون کر کے معلوم کر لوں گا۔ زیادہ سے زیادہ نصف گھنٹہ۔" کافن نے کہا۔

"میں تمہیں ایک گھنٹے بعد خود فون کر لوں گا۔" عمران نے کہا۔

"میرا باتھ بڑھا کر اس نے رسیور کھد کیا۔" "کیا ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ وہ اسے کرانس کی حدود سے باہر لے جائیں۔ وہاں وہ سیکورٹی کیسے قائم رکھیں گے۔" بلکہ زیاد

نے حیرت بھرے بیجے میں کہا۔

”بھیرہ روم میں ایسے کئی چھوٹے ہڑے جزیرے موجود ہیں جو دنیا کے نقشے پر بھی موجود نہیں ہیں لیکن ان پر کرانس کا قبضہ ہے۔ بالکل اسی طرح جس طرح گریت لینڈ کا بھیرہ اوقیانوس شمالی میں نامعلوم جزیروں پر قبضہ ہے۔... عمران نے وضاحت سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کافن سے جواب لے کر پھر آپ کی اور سے معلوم کرنی
گے۔... بلکہ زیر و نے کہا۔

”باتی کام آسانی سے ہو جائے گا۔ اصل مندی بھی ہے جو کافن
نے معلوم کرتا ہے۔... عمران نے سکرات ہوئے کہا۔

”وہ کیسے عمران صاحب۔... بلکہ زیر و نے حیران ہوتے
ہوئے کہا۔

”اس لئے کہ کرانس کی وزارت سائنس کے دو شعبے ہیں۔ ایسے
کو لیبارٹری سکشنس کہا جاتا ہے جبکہ دوسرے کو سپائی سکشنس کہا جاتا
ہے اور بظاہر سیست اپ ایسا رکھا گیا ہے کہ پہلا شعبہ لیبارٹریز کے
سائنس دانوں کو کور کرتا ہے جبکہ دوسرا شعبہ لیبارٹریز میں سائنسی
سامان کے ساتھ ساتھ ہر قسم کے دیگر سامان کی سپائی کا ذمہ۔
ہے لیکن اصل صورت حال اس سے مختلف ہے۔ پہلا شعبہ کرانس نے
حدود کے اندر موجود لیبارٹریز کو کور کرتا ہے جبکہ دوسرا شعبہ کرانس نے
حدود سے باہر خفیہ لیبارٹریز کو کور کرتا ہے۔ اگر ہمیں یہ معلوم ہو

جائے کہ ڈاکٹر کمال کو کرانس کی حدود کے اندر رکھا گیا ہے یا باہر تو متلفع شعبے سے اس بارے میں آسانی سے معلومات حاصل کی جا سکتی ہیں۔ صرف بھاری معاوضہ دینا ہو گا اور یہ کام کرانس میں تمہارا فارمان ایجنت گیل بھی کر سکتا ہے۔... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا اور پھر ایک گھنٹہ اسی طرح کی باتوں اور چائے پینے میں گزر گیا تو عمران نے ایک بار پھر کافن سے رابطہ کیا۔

”پُرانے آف ڈھمپ بول رہا ہوں کافن۔ کیا معلومات ہیں۔“

عمران نے کافن کے لائن پر آ جانے پر پوچھا۔
”پُرانے۔ یہ بے حد ہالی پروفائل معاملہ ہے۔ میں نے پہلے
سیکرٹری سائنس کے پی اے سے معلومات حاصل کیں تو یہ چاکر کے
صرف صدر مملکت کو اس کا علم ہے۔ میرے تفصیل پوچھنے پر بتایا گیا
کہ پہلے پاکیشائی سائنس دان کو ایک خفیہ لیبارٹری میں جو کرانس
کی حدود سے باہر تھی، رکھا گیا لیکن پھر پاکیشائی سائنس دان نے
لیبارٹری کے سائنس دانوں کے ساتھ عمل کر وہ خود ہی کسی اور
لیبارٹری میں شافت ہو گئے جس کا علم صرف صدر مملکت یا ان
سائنس دانوں کو ہے اور کسی کو اس بارے میں معلوم نہیں ہے لیکن
چونکہ میں نے آپ سے وعدہ کیا ہوا تھا اس لئے میں نے چیف
گریگ کی فون سیکرٹری سے بات کی لیکن وہ بھی لاعلم تھی۔ پھر میں
نے اپنے دیگر ذرائع سے معلومات حاصل کیں تو ختمی طور پر پتہ
چل گیا کہ اب پاکیشائی سائنس دان ایسی لیبارٹری میں موجود ہیں

ہرگز کا علم ہونا ضروری ہے..... عمران نے مخصوص لمحے میں کہا۔
”چیف۔ میں معلوم کروں گا“..... گلیل نے پڑے باعتماد لمحے
میں کہا۔

”کہیے..... عمران نے پوچھا۔

”پرینڈیٹ ہاؤس میں دفائی ہتھیاروں کا علیحدہ شعبہ موجود
ہے اور اس شعبے کے تحت چند لیبارٹریاں ہیں جہاں دفائی ہتھیاروں
پر کام ہوتا رہتا ہے لیکن ان کا علم اور کسی کو نہیں ہوتا۔ وہاں کی ایک
ٹوکی بھاری معاوضہ کے عوض پہلے بھی کام کرتی رہی ہے اور اب
بھی کرے گی“..... گلیل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کتنا وقت لو گے“..... عمران نے پوچھا۔

”دو تین روز تو لگ جائیں گے چیف“..... دوسرا طرف سے
کہا گیا۔

”اوے۔ لیکن معلومات حقیقی ہونی چاہیئں“..... عمران نے کہا۔
”لیں چیف“..... دوسرا طرف سے کہا گیا تو عمران نے رسیور
رکھ دیا۔

”اب مزید آگے تو دو تین روز بعد ہی بڑھا جا سکتا ہے“۔ بلکہ
زیر و نے کہا۔

”ہا۔ لیکن یہ ضروری ہے کہ ہمیں اس لیبارٹری کے پارے
میں تفصیلی معلومات حاصل ہوں کیونکہ لا محال اس لیبارٹری کی سیکورٹی
نہ صرف انتہائی سخت ہو گی بلکہ ہارڈ اینجنسی نے بھی ہمیں ٹریس

جو کر انس کی حدود میں ہی ہے۔ اس سے زیادہ نہ مجھے معلوم ہو سکا
ہے اور نہ ہی میں معلوم کرنا چاہتا ہوں۔ مجھے یقین ہے کہ آپ اس
بارے میں مزید نہ کہیں گے۔ گذ بائی“..... کافن نے کہا اور اس
کے ساتھ ہی رابطہ ہو گیا تو عمران نے کریڈل دیا اور پھر نوں
آنے پر اس نے تیزی سے نمبر پرلس کرنے شروع کر دیئے۔
دوسرا طرف گھنٹی بجتے کے بعد رسیور اخالیا گیا۔
”گلیل بول رہا ہوں“..... رابطہ ہوتے ہی ایک مردانہ آواز
ٹائی وی۔

”چیف فرام دی اینڈ“..... عمران نے مخصوص لمحے میں کہا۔
”لیں چیف۔ حکم“..... دوسرا طرف سے چوک کر لیکن مودا بان
لمحے میں کہا گیا۔

”کیا تمہارا فون محفوظ ہے“..... عمران نے پوچھا۔

”لیں چیف“..... دوسرا طرف سے کہا گیا۔
”پاکیشی سے ایک سائنس دان ڈاکٹر کمال کو انغو کیا گیا ہے۔
انغو کرنے والوں کا تعلق ہارڈ اینجنسی سے ہے۔ ڈاکٹر کمال کو پہلے
کر انس کی حدود سے باہر کی خییر لیبارٹری میں رکھا گیا تھا لیکن
اب معلوم ہوا ہے کہ انہیں کر انس کی حدود میں واقع کسی لیبارٹری
میں شافت کر دیا گیا ہے۔ اس کا علم وزارت سائنس کو بھی نہیں ہے
بلکہ صرف صدر ملکت یا اس لیبارٹری کے سائنس دانوں کو ہے جبکہ
ہم اپنے سائنس دان کو واپس لانا چاہتے ہیں اس لئے ہمیں درست

کرنے کے لئے پورے کرائس میں جال پھیلا رکھا ہو گا۔ اگر یہ بارٹری کرائس کی حدود سے باہر ہوتی تو ہمیں زیادہ آسانی ہے جاتی۔..... عمران نے کہا تو بیک زیر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

نائیگر اپنے ہوٹل کے رہائشی کمرے میں تھا اور وہ بیٹھا اخبار
چھیننے اور ناشتہ کرنے میں مصروف تھا کہ پاس پڑے ہوئے فون کی
ٹھنڈی نج اُنکی تو نائیگر نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا۔

”نائیگر بول رہا ہوں۔۔۔۔۔ نائیگر نے کہا۔
”کارس بول رہا ہوں نائیگر۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے ایک مردانہ
قدار سنائی دی تو نائیگر بے اختیار چوک پڑا۔ اس کے چہرے پر
قہرے جیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے کیونکہ کارس اس کا دوست
قاچیکن کبھی کبھار ہی اس سے ملاقات ہوتی تھی۔

”کارس تم اور اس وقت فون کیا ہے۔ کوئی خاص بات۔۔۔۔۔ نائیگر
نے قدرے جیرت بھرے لبھے میں کہا۔

”میرے علم میں ایک بات آئی ہے اور چونکہ تمہارا تعلق پاکیشیا
جگہ سروس سے ہے اس لئے میں نے سوچا کہ تمہیں بتا دوں

شاید تمہارے کسی کام آ جائے”..... کارس نے جواب دیتے ہوئے کہا تو نائیگر پاکیشی سیکرٹ سروس کا حوالہ سن کر بے اختیار چوتھے پڑا۔ ”کیا ہوا ہے۔ تفصیل سے بات کرو۔“ نائیگر نے کہا۔ ”بیک شارکلب کی میڈم لوزین کو تم جانتے ہو۔“..... کارس نے کہا۔

”بان۔ اچھی طرح جانتا ہوں۔“ نائیگر نے کہا۔ ”تمہیں یہ بھی معلوم ہو گا کہ اس کا تعلق گریٹ یونڈ سے ہے۔“..... کارس نے کہا۔ ”بان۔ لیکن مسئلہ کیا ہے۔ وہ بتاؤ۔“..... نائیگر نے قدرے نزدیک ہوتے ہوئے کہا۔

”میڈم لوزین کو ہر سے بھاری معاوضہ پر ناسک دیا گیا ہے۔“ وہ پاکیشی سیکرٹ سروس کے لئے کام کرنے والے علی عمران کی اس انداز میں گرفتار کرائے کر جب وہ ایئر پورٹ سے کہیں جانے والے رواد بتو وہ اس کی اطلاع ناسک دہنہ کو دے اور لوزین نے اپنے خاص آدمی سمیح کو ایئر پورٹ پر تھیات کر دیا ہے۔ اس کا گروپ چوتھی گھنٹے ایئر پورٹ کی گرفتاری کرے گا۔ اسی طرح لوزین نے بندرگاہ پر بھی اپنے دو آدمی تعینات کر دیئے ہیں کہ اگر عمران سمندری راستے سے کہیں جائے تو لوزین اس کی اطلاع ناسک دہنہ کو دے سکے۔“..... کارس نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”تمہیں کیسے معلوم ہوا۔“..... نائیگر نے پوچھا۔ ”سمجھ میرا دوست ہے۔ آج رات اس نے میرے ساتھ فیروز پور جانا تھا۔ وہاں ایک کام تھا لیکن اس نے مجھے فون کر کے کہا کہ اب وہ نہیں آ سکے گا۔ میرے پوچھنے پر اس نے مجھے تفصیل بتا دی۔ تمہیں معلوم تو ہے کہ وہ میڈم لوزین کا خاص آدمی ہے اس لئے میں نے سوچا کہ تمہیں بتا دوں لیکن خیال رکھنا کہ میرا امام درمیان میں نہ آئے۔“..... کارس نے کہا۔ ”مکرمت کرو اور بہا سنو۔ اگر تم کوئی معاوضہ لینا چاہو تو مجھے بتاؤ۔“..... نائیگر نے کہا۔ ”نائیگر۔ تمہارے دیے ہی مجھ پر بڑے احسان ہیں۔ اب میں تم سے معاوضہ لوں گا۔ آئندہ ایسی بات نہ کرنا۔ گذ بائی۔“ دوسرا طرف سے کارس نے ناراض سے لبھ میں کہا تو نائیگر نے مسکراتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

”باس کا مسئلہ تو کرافٹ کی ہارڈ اینجنی کے ساتھ تھا۔ یہ گریٹ لینڈر درمیان میں کیوں کوڈ پڑا ہے۔“..... نائیگر نے بڑی بڑی ہوئے کہا اور بھر کچھ سوچ کر اس نے رسیور اخیالی لیکن پھر واپس رکھ کر وہ اٹھا اور ڈرینگ روم کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار تیزی سے کاشان کا لوٹی کی طرف بڑھ گیا۔ کاشان کا لوٹی دارالحکومت کے مضائقات میں جدید تعمیر ہوئی تھی۔ کاشان تھا کہ بیک شارکلب کی مالکہ اور جزل منیر لوزین کی رہائش گاہ۔

کاشان کالونی میں ہی ہے۔ لوزین اوچیز عرب عورت تھی اور اس کا تعلق گریٹ لینڈ سے تھا۔ گریٹ لینڈ کی کسی سرکاری اجنبی میں وہ طویل عرصہ تک کام کرتی رہی تھی۔ وہ مارش آرٹ کی ماہر ہونے کے ساتھ ساتھ اپنی سفرا کی اور بے رحم طبیعت کی وجہ سے بہت مشہور تھی۔ کسی بھی انسان کو ہلاک کرتے ہوئے اس کی پیشائی پر بل تک نہ آتا تھا۔ کہا جاتا تھا کہ وہ انسانوں کو چیزوں جتنی اہمیت بھی نہ دیتی تھی لیکن یہ اس کی فطرت کا ایک پہلو تھا۔

وہ سارا پہلو اس سے سراسر مختلف تھا۔ عام حالات میں وہ نہستی مسکراتی نظر آتی تھی اور جس سے خوش ہوتی تو اسے ہری مالیت کے انعامات اور معاوہ اس اندماز میں بخش دیتی تھی کہ جیسے پوری دنیا کی دولت کی مالکہ ہو۔ نائیگر بھی کہی بار اس سے مل چکا تھا۔ وہ شام کو کلب پہنچتی تھی۔ اس سے پہلے اپنی رہائش گاہ پر ہی رہتی تھی جہاں وہ واقعی کسی ملکہ کی طرح رہتی تھی کیونکہ اس نے آج تک شادی نہیں کی تھی۔ اس کی رہائش گاہ میں مسلح محافظوں کی خاصی تعداد موجود رہتی تھی۔ نائیگر نے سوچا کہ اس سے براہ راست مل کر معلومات حاصل کر کیونکہ اسے یہ سمجھنا آرہی تھی کہ گریٹ لینڈ بس عمران کی مگر ان کیوں کرا رہا تھا۔ اسے معلوم تھا کہ لوزین نے انکار کر دینا ہے لیکن اسے یہ کہی معلوم تھا کہ ستمحہ واقعی لوزین کا خاس آدمی تھا اس نے کارس کو اگر سمجھنے بتایا ہے تو پھر یہ بات غلط نہیں ہو سکتی تھی۔ تقریباً دو گھنٹوں کی لامگ ڈرائیورگ کے بعد وہ

بی انداز میں تعمیر شدہ کاشان کالونی میں داخل ہو گیا۔ بیباں کی بھوئی اپنے انداز میں محل کا درجہ رکھتی تھی۔ نائیگر چونکہ ایک دوبار مل ایک غیر ملکی دولت کے ساتھ آچکا تھا اس لئے اسے کوئی لمبا رہے میں بخوبی معلومات تھیں۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار ایک لئے نہ کوئی کے جہازی سائز کے گیٹ کے سامنے رک گئی۔ نائیگر نے مخصوص انداز میں تین بار ہاڈن بھیجا تو گیٹ کی چھوٹی کھڑی ٹھیکی اور ایک مسلک باوری نوجوان باہر آ گیا۔

”میڈم لوزین سے کہو کہ نائیگر آیا ہے اور بیک شارکلب کے سے میں ایک اہم بات کرنی ہے۔ اگر یہ بات نہ ہو سکی تو میڈم کلب کو ہاتھ ملائی نقصان پہنچ سکتا ہے۔“ نائیگر نے آنے لئے باوری گارڈ سے مخاطب ہو کر کہا۔

”یہ سر“..... گارڈ نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا اور وہی سے مذکر واپس چلا گیا۔ اس کے اندر جانے کے بعد چھوٹی لفر کی بند ہو گئی۔ نائیگر اطمینان ہھرے انداز میں کار میں بیٹھا ہوا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ کلب کو نقصان پہنچنے کی بات سن کر میڈم قرین اسے لازماً بولائے گی۔ وہ کلب کے بارے میں بے حد پتی تھی اور پھر تھوڑی دیر بعد چھوٹی کھڑکی ایک بار پھر کھلی اور وہی گارڈ ہج آ گیا۔

”میڈم نے ملاقات کی اجازت دے دی ہے۔ میں بڑا چاہا ملک گھولتا ہوں۔“..... گارڈ نے موڑ باند لجئے میں کہا اور نائیگر کے اثبات

میں سر ہلانے پر وہ مز کرو واپس چلا گیا۔ تھوڑی دری بعد بڑا بچہ نما میکانگی انداز میں کھلتا چلا گیا تو نائگر کار اندر لے گیا۔ ایک سرخ پر وسق پورچہ موجود تھا جس میں مختلف رنگوں کی دو جدیدیں باطل کاریں کھڑی تھیں۔ نائگر نے اپنی کار ان کے ساتھ رونکی اور پچھے آتی آیا۔ گارڈ اس دوران چھانک بند کر کے اس کی طرف آی۔ ”آئیے سر..... گارڈ نے کہا اور پھر اس کی رہنمائی میں جسم خالی سے وسق ڈرانیگ روم میں پہنچ گیا جسے بہترین انداز میں جایا ہے تھا۔ مادام لو زین کی جوانی کی ایک بڑی نیت تصوری بھی دیوار پر موجود تھی۔ گارڈ واپس چلا گیا تو نائگر ایک صوفے پر پہنچ گیا۔ تھوڑی زیاد بعد گارڈ واپس آیا تو اس کے باوجود میں ایک مقابی مشروب کی پورچھی جسے سہرے اور سفید رنگ کے نشوپیجی میں لپیٹا گیا تھا۔

”میدم ابھی آ رہی ہیں۔“ گارڈ نے اس کے سامنے شرب کی بوتل رکھتے ہوئے کہا تو نائگر کے سر ہلانے پر وہ واپس چلا گیا۔ تو نائگر نے مشروب کی بوتل انھی اور اس میں موجود سڑا سے منگال لیا۔ وہ اطمینان بھرے انداز میں مشروب سپ کرتا رہا اور بوتل ختم ہونے پر اس نے بوتل کو واپس میر پر رکھ دیا اور جب سے شکال کر منہ صاف کیا۔ اسی لمحے کرے کا پردہ ہنا اور ادھیز عمر لو زین اندر داخل ہوئی۔ وہ ادھیز عمر ضرور تھی لیکن جسمانی طور پر خاموش مضبوط اور پھر تیلی دکھائی دے رہی تھی۔ اس کا انداز بتا رہا تھا کہ وہ با قاعدگی سے سخت ورزش کرنے کی عادی ہے۔ نائگر اس کے آنے

پہنچ کھڑا ہوا۔
- ”بیٹھو..... لو زین نے اسے غور سے دیکھتے ہوئے کہا تو نائگر پہنچ گیا۔
”یہ تم نے گارڈ سے کیا کہا ہے کہ میرے کلب کو ناقابلِ عالمی فحصان پہنچ سکتا ہے۔“ لو زین نے سامنے صوفے پر پہنچتے ہوئے خالی سے سخت لبجھ میں کہا۔
”باں۔ اس لئے کہ اگر تم ملاقات نہ کرتی تو واقعی ایسا ہو سکتا تھا۔“ مادام لو زین کی جوانی کی ایک بڑی نیت تصوری بھی دیوار پر موجود تھی۔ گارڈ واپس چلا گیا تو نائگر ایک صوفے پر پہنچ گیا۔ تھوڑی زیاد بعد گارڈ واپس آیا تو اس کے باوجود میں ایک مقابی مشروب کی پورچھی جسے سہرے اور سفید رنگ کے نشوپیجی میں لپیٹا گیا تھا۔

”پہلے تم اپنا لبجھ درست کرو۔ میں تمہارا ملازم نہیں ہوں اور نہ ہی تمہارا ماتحت ہوں پھر میں خود چل کر تمہارے گھر آیا ہوں اور آنے والوں سے ایسے لبجھ میں بات نہیں کی جائی۔“ نائگر نے بھی سخت لبجھ میں کہا۔
”کیا تم مجھ سے لڑنے آئے ہو۔ تمہارا میرا کیا تعلق ہے۔“

لو زین نے اسی طرح سخت لبجھ میں کہا۔
”باں۔ ایک تعلق بن گیا ہے۔ اسی پر بات کرنے آیا ہوں۔“
”میرے باس علی عمران کی گئرانی کا ناسک دیا گیا ہے اور تمہارا آدمی سمیت اپنے گروپ سمیت ایک پورٹ اور تمہارا دوسرا آدمی اپنے

گروپ کے ساتھ بندرگاہ پر ڈیونی دے رہا ہے تاکہ اگر میرا باس علی عمران کبیں جائے تو وہ تمہیں رپورٹ دیں اور تم ناسک دینے والے کو رپورٹ دو۔..... نائیگر نے سرد لبجے میں کہا۔

”میرا تمہارے باس سے کیا تعلق ہے جو تم یہ اختناق پاتھیں آ رہے ہو۔ یہ کام تو ضرور ہو رہا ہے لیکن تارگٹ تمہارا باس نہیں ہے کوئی اور ہے جس کا تعلق تم سے نہیں ہے اس لئے تم جائے ہو۔..... لوزین نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی وہ انھ کھڑی ہوئی۔

”بیٹھ جاؤ اور میری بات تفصیل سے سنو تم کافی عرصے سے بیباں رہ رہی ہو اور میرے بارے میں بھی تمہیں معلوم ہے اس لئے بیٹھ جاؤ۔..... نائیگر نے کہا۔

”تم مجھے دھمکیاں دے رہے ہو۔ میرے ہی گھر میں۔ گٹ آؤ۔ آئی سے گٹ آؤ۔..... لوزین نے لیکن تچھنے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیکٹ کی جیب سے مشین پسل نکال لیا۔ اسی لمحے گارڈ اندر داخل ہوا جو مشین گن پہلے اس کے کانہ سے پرانک رہی تھی وہ اب اس کے ہاتھ میں نظر آ رہی تھی۔

”اوکے۔ اب مزید کیا کہا جا سکتا ہے۔..... نائیگر نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور انھ کر دروازے کی طرف چل چکے جہاں مشین گن بردار گارڈ کھڑا تھا۔ وہ نائیگر کو راست دینے کے لئے سائینڈ پر پہنچ گیا اور نائیگر کو واپس جاتے دیکھ کر تن کر کھڑا ہو گیا۔

لوزین بھی قدرے ڈھیل پڑ گئی۔ نائیگر جیسے ہی سلی گارڈ کے قریب پہنچا اس کا جسم لیکن تجھی کی سی تیزی سے گھوما اور دوسرا لمحے گارڈ پہنچتا ہوا فضا میں اڑتا ہوا پوری قوت سے لوزین سے جاگریا۔ ہر لوزین بھی تجھے بار کر سامنے موجود میز پر منہ کے مل گری جبکہ گارڈ لوزین سے تکرا کر اچھل کر آگے موجود صوفے پر منہ کے مل گمرا اور پھر تیزی سے مڑ کر پیچ گرا ہی تھا کہ نائیگر نے جیب سے چکلے ہوئے مشین پسل کا ٹریگر بدا دیا اور ریٹ کی آزادوں کے ساتھ ہی پیچے گر کر اختناک ہوا گارڈ گولیوں کا شکار ہو کر ایک بار پھر پہنچتا ہوا پیچے جا گرا جبکہ لوزین پیچے گرتے ہی تیزی سے مڑ کر پیٹھے لگی ہی تھی کہ نائیگر نے تیزی سے آگے بڑھ کر اٹھتی ہوئی لوزین کی گردن ایک ہاتھ سے پکڑی اور دوسرا لمحے لوزین ہوا میں اڑتی ہوئی طاقتازی لکھا کر چینی ہوئی ایک دھاکے سے سائینڈ پر فرش پر جا گری۔ نائیگر تیزی سے آگے بڑھا اور اس نے جھک کر ایک ہاتھ اس کے کانہ سے پر اور دوسرا ہاتھ اس کے سر پر رکھ کر مخصوص انداز میں جھکنا دیا تو لوزین کا سیاہ پوتا ہوا چہرہ دوبارہ نارمل ہوئا شروع ہو گیا۔ اس کی گردن میں آیا ہوا مل نکال گیا تھا اس لئے وہ موت کی طرف بڑھنے کی بجائے واپس زندگی کی طرف آنے گئی تھی لیکن ہبھار جا دے بے ہوش پڑی ہوئی تھی۔

نائیگر تیزی سے مڑا اور اس نے ایک نظر گارڈ پر ڈالی لیکن گارڈ کی آنکھیں پھرا پچکی تھیں۔ اسی لمحے اسے دور سے بھاگتے ہوئے

قدموں کی آوازیں سنائی دیں۔ یہ دو آدمیوں کے قدموں نے آوازیں تھیں جو اس کمرے کی طرف ہی آ رہی تھیں۔ نائیگر دروازے کی آڑ میں کھڑا ہو گیا۔ چند لمحوں بعد کیے بعد دیگر۔ مشین گنوں سے سکھ دو آدمی اندر داخل ہوئے اور پھر وہ قدم چھے ہی سامنے بے ہوش پڑی لو زین کو دیکھ کر وہ بے اختیار ٹھہکل کر کے ہی تھے کہ ان کے عقب میں موجود نائیگر نے ہاتھ میں پکڑے ہوئے مشین پسل کا ٹریگر دبایا اور وہ دونوں گولیوں کا شکر ہو کر پیچھے مرنے ہی لگے تھے کہ پہلوؤں کے بل وھاکوں سے بیچے گرے اور چند لمحوں تک ترپنے کے بعد ساکت ہو گئے۔ پشت پر پڑنے والی گولیاں ان کے دلوں میں جا گھسی تھیں اس لئے انہیں زیادہ ترپنے کی بھی مہلت نہ مل سکی تھی۔ ان کے بیچ سو وحشت ہوتے ہی نائیگر تیرزی سے گھومنا اور کمرے سے باہر نکل گیا۔ اس نے پوری کوئی کارروائی لگایا اور پھر جب وہ واپس آیا تو کوئی میں موجود چار ہزار ٹالا ملازم بھی اس کے ہاتھوں ختم ہو چکے تھے۔ اب وہ میں کوئی زندہ آدمی سوائے نائیگر اور لو زین کے نہ پہچا تھا۔ نائیگر نے راؤنڈ کے دوران ایک سور میں موجود رہی کا بندل بھی انھیں تھا۔

چنانچہ اس نے بے ہوش پڑی ہوئی لو زین کو اٹھا کر کری پڑا۔ اور پھر رہی کی مدد سے اس نے اسے اس انداز سے باندھ دیا کہ جہا تربیت یافتہ ہونے کے باوجود آسانی سے رہی نہ کھول سکے۔ اس

لئے بعد نائیگر نے اس کا ناک اور منہ دونوں ہاتھوں سے بند کر لے۔ چند لمحوں بعد جب اس کے جسم میں حرکت کے آثار غمودار ہنئے شروع ہو گئے تو نائیگر نے ہاتھ ہٹانے اور پیچھے ہٹ کر کر کری پر اس انداز میں بیٹھ گیا کہ لو زین کے ساتھ ساتھ کمرے ہنئے دروازے پر بھی نظر رکھ سکے۔ چند لمحوں بعد لو زین نے کراچیتے سامنے بے ہوش پڑی لو زین کو دیکھ کر وہ بے اختیار ٹھہکل کر کے ہی تھے کہ ان کے عقب میں موجود نائیگر نے ہاتھ میں پکڑے ہوئے مشین پسل کا ٹریگر دبایا اور وہ دونوں گولیوں کا شکر ہو کر پیچھے مرنے ہی لگے تھے کہ پہلوؤں کے بل وھاکوں سے بیچے گرے اور چند لمحوں تک ترپنے کے بعد ساکت ہو گئے۔ پشت پر پڑنے والی گولیاں ان کے دلوں میں جا گھسی تھیں اس لئے انہیں زیادہ ترپنے کی بھی مہلت نہ مل سکی تھی۔ اس کے بیچ سو وحشت ہوتے ہی نائیگر تیرزی سے گھومنا اور کمرے سے باہر نکل گیا۔ اس نے پوری کوئی کارروائی لگایا اور پھر جب وہ واپس آیا تو کوئی میں موجود چار ہزار ٹالا ملازم بھی اس کے ہاتھوں ختم ہو چکے تھے۔ اب وہ میں کوئی زندہ آدمی سوائے نائیگر اور لو زین کے نہ پہچا تھا۔ نائیگر نے راؤنڈ کے دوران ایک سور میں موجود رہی کا بندل بھی انھیں

کہا تو نائیگر بے اختیار بھس پڑا۔

”تم نے سب کو مار دالا ہے۔ ویری بید۔ میرے ملازموں کو مار دا ہے۔ ویری بید۔“ لو زین نے مختصر سا جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تم نے سب کو مار دالا ہے۔ ویری بید۔ میرے ملازموں کو مار دا ہے۔ ویری بید۔“ نائیگر نے مختصر سا جواب دیتے ہوئے کہا تو نائیگر بے اختیار بھس پڑا۔

”یہ سب ویری بید تمہاری وجہ سے ہوا ہے۔ اب بھر حال تم بتاؤ کوئی جسمیں باس کی نگرانی کا ناسک کس نے دیا ہے۔“ نائیگر نے بھس پڑا۔

"میں کہہ رہی ہوں کہ کسی نے نہیں دیا تو پھر تم ضد کیوں رہے ہو ؟ نہیں۔ تمہارے دماغ میں بھوسہ بھرا ہوا ہے"..... [لوز] نے لیکنہ بہیانی انداز میں چیختھے ہوئے کہا۔
"اس کا مطلب ہے کہ تم واقعی پاگل ہو۔ میں نے تمہارے بارے میں سنا ضرور تھا لیکن آج یہ بات کنفرم ہو گئی ہے۔ ہمارے نے منہ بناتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ اٹھ کر کھڑا گیا۔ اس نے جیب سے مشین پھول نکلا اور آگے بڑھ کر اس سے پھول کی نال لو زین کی پیشانی پر رکھ دی۔

"میں صرف پانچ تک گنوں گا۔ اس کے بعد نایگر دبا دوں گا۔ تم نہیں بھی ہتاوگی تو میں بہر حال معلوم کر لوں گا۔ تمہارے ذمہ آدمی سمجھ کو یقیناً اس کا علم ہو گا لیکن تم زندگی کی ریکنیوں سے ہمیشہ کے لئے محروم ہو جاؤ گی۔ ایک۔ دو۔ تین"..... نایگر نے کھم کا آغاز کرتے ہوئے کہا اور پھر جیسے ہی وہ تین تک پہنچا لو زم کے چہرے پر خوف کے تاثرات اپھر آئے۔ اس کی قوت از نہ تھکت کھاتی جا رہی تھی۔

"بولو ورنہ۔ چار"..... نایگر نے رک کر کہا۔

"ہتاو مشین پھول۔ میں بتاتی ہوں۔ ہتاو"..... خاموش تھیم ہوئی لو زین نے بہیانی انداز میں چیختھے ہوئے کہا۔

"بولتی جاؤ ورنہ کتنی ختم ہونے والی ہے"..... نایگر نے سرد سماں میں کہا۔

"مجھے یہ ناٹک کرانس کی سرکاری بارڈ اینجنسی کی سیکشن ایچارج جو لین نے دیا ہے"..... لو زین نے کہا تو نایگر ایک قدم پیچھے بہٹ گیا۔ اس کے چہرے پر حریت کے تاثرات اپھر آئے تھے۔ شاید وہ بھکھ رہا تھا کہ چونکہ لو زین گریٹ لینڈ نژاد ہے اس لئے یہ ناٹک اسے گریٹ لینڈ سے ہی ملا ہو گا لیکن اس نے کرانس کی بارڈ اینجنسی کا نام لے دیا تھا اس لئے نایگر کو حریت ہوئی تھی۔

"اسے کنفرم کراؤ تو میں خاموشی سے واپس چلا جاؤں گا"۔
نایگر نے کہا۔

"میں درست کہہ رہی ہوں۔ مجھ پر یقین کرو"..... لو زین نے کہا۔

"نم جو لین کو فون کرو۔ جو مرضی آئے بات کرو لیکن یہ کنفرم ہو جائے کہ اس نے تمہیں عمران کے خلاف ناٹک دیا ہے لیکن تمہارا ہام سامنے نہیں آئے گا۔ ہم خود باقی معاملات سے نہت لیں گے"..... نایگر نے کہا۔

"ٹھیک ہے میری بات کراؤ"..... لو زین نے اثبات میں سر بلاتے ہوئے کہا تو نایگر نے سائیڈ میز پر پڑے ہوئے فون کا رسیور اٹھایا اور پھر لو زین کا ہاتا ہوا نمبر پر لیں کر کے اس نے فون اٹھایا اور رسیور لا کر لو زین کے کان سے لگا دیا۔ لا ڈر کا مٹن چونکہ اس نے آخر میں پر لیں کر دیا تھا اس لئے دوسری طرف بنجے والی ٹھنٹی کی آواز نایگر کو بھی بخوبی سنائی دے رہی تھی۔

"لیں"..... رابطہ ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔ لبجھ سے ہی یوں نے والی کوئی نوجوان لڑکی محسوس ہوتی تھی۔ "لوزین بول رہی ہوں پا کیشیا سے۔ بلکہ شارکلب کی لوزین"۔ لوزین نے کہا۔

"اوہ تم جو لین بول رہی ہوں۔ کیا ہوا۔ کیا کوئی خاص بات"۔ دوسری طرف سے چونکتے ہوئے لبجھ میں کہا گیا۔ "تم نے عمران کی گمراہی کا جو ناسک دیا تھا وہ گمراہی تو ہو رہی ہے لیکن مجھے اطلاع ملی ہے کہ عمران کا شاگرد جس کا نام ناگیر ہے متفق لوگوں سے ہارڈ ایجنٹی کے بارے میں ٹھیک ہر لیس کرتا پھر ہے"۔ لوزین نے کہا۔

"کیوں۔ مقصد کیا تھا تھے"..... جو لین نے چونک کر پوچھا۔ "وہ کہہ رہا ہے کہ اس نے اپنے باس عمران کے لئے ہادی ایجنٹی کے خلاف کوئی مشن مکمل کرنا ہے۔ اگر تم کہو تو اس کی بھنگ گمراہی شروع کراؤں"..... لوزین نے کہا۔

"ہاں۔ کرا دو۔ ہو سکتا ہے کہ عمران اسے ساتھ نہ لے آئے بلکہ اسے علیحدہ بھیجے۔ ہمارا نارگٹ بہر حال عمران ہے۔ اس بات کی خیال رکھنا"..... جو لین نے کہا۔

"اوکے۔ ٹھیک ہے۔ میں جلد ہی تمہیں رپورٹ دوں گی"۔ لوزین نے کہا۔

"اوکے"..... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ تھا

رابطہ ختم ہو گیا تو ناگیر نے رسیور فون پر رکھا اور پھر فون کو لے جا کر اس نے سائیڈ میر پر رکھ دیا۔ "تم نے خصوصی طور پر میرا نام اس تک کیوں پہنچایا ہے"۔ ناگیر نے کہا۔

"وہ بے حد مذکوک رہتی ہے۔ وہ میری عام سی بات پر لازماً مذک میں پڑ جاتی اور ہو سکتا ہے کہ وہ مجھے بھی بیہاں کسی کو کہہ کر بلاک کر دیتی اس لئے مجھے یہ بات کرنا پڑی ہے۔ تم تو ساتھ نہیں جاؤ گے اس لئے کیا فرق پڑتا ہے"..... لوزین نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوکے۔ اب ہتاو کہ تمہارے ساتھ کیا سلوک کیا کیا جائے"۔ ناگیر نے کہا تو لوزین بے اختیار چونک پڑی۔

"کیا مطلب۔ تم نے وعدہ کیا تھا کہ میں یقیناً دوں تو مجھے چھوڑ دو گے۔ پلیز۔ دیکھو میں نے سب کچھ نہ صرف ہتا دیا ہے بلکہ کفرم بھی کر دیا ہے"..... لوزین نے اس بارہ منٹ بھرے لبجھ میں کہا۔

"سوری۔ تم میرے استاد کی گمراہی کرا رہی تھی جو میرے خود یک ایک ناقابل معافی جرم ہے"..... ناگیر کا لبجھ یکخت بدلتی گیا۔

"مم۔ میں وعدہ کرتی ہوں کہ میں گمراہی نہیں کراؤں گی۔ پلیز"..... لوزین نے رو دینے والے لبجھ میں کہا۔ اس کے مزاج کا

چارہاں پن بکسر غائب ہو گیا تھا۔
”اوکے۔ میں تمہیں زندہ چھوڑ رہا ہوں لیکن یہ سن لو کہ آئندہ
اگر مجھے اطلاع ملی کہ تم پاکیشا میں رہ کر پاکیشا کے منادات سے
خلاف کام کر رہی ہو تو تمہیں قبر میں بھی بجھے نہیں ملے گی۔“ نایب
نے ہاتھ میں پکرا ہوا مشین پھٹل واپس جیب میں ڈالتے ہوئے سے
اور پھر آگے بڑھ کر وہ اس کے عقب میں آیا اور اس نے رسی ن
ایک گانٹھ کھول دی۔

”اب یا تو ری خود کھول لینا یا اپنے ملازموں کی لاشوں سے بن
لیکن میری یہ بات یاد رکھنا ورنہ میں تمہیں پاتال سے بھی نکال لوں
گا۔“..... نایب نے کہا اور تیز تیز قدم الحکما ہوا کمرے کے بیرون
دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

عمران اپنے فلیٹ میں بیٹھا غیر ملکی سائنسی رسالہ پڑھنے میں
صروف تھا۔ سلیمان شاپنگ کے لئے مارکیٹ گیا ہوا تھا۔ البتہ
پانے سے پہلے وہ فلاںک میں دو تین کپ چائے ڈال کر دے گیا
تھا اس لئے عمران اطمینان سے بیٹھا رسالہ پڑھنے میں صروف تھا۔
امرنسی میں پاکیشا سکرٹ سروس کے فارن ایجنٹ گیبل نے چونکہ
بھروسی کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کے لئے دو تین
یوکی مہلت لی تھی اس لئے عمران نے بھی اس معاملے میں کسی
مرگری کا مظاہرہ نہیں کیا تھا۔ اسی لئے پاس پڑے ہوئے فون کی
مخفی بیخ اُخی تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا۔ البتہ اس کی
فہری رسالے پر بھی ہوئی تھیں۔

”علیٰ عمران ایم ایس سی۔ ذی ایس سی (آکسن) بزبان خود
بول رہا ہوں“..... عمران نے اپنے مخصوص انداز میں کہا۔

”ایکسو“..... دوسری طرف سے خصوص لجھے میں کہا گیا۔
 ”ایکس ون مارکیٹ گیا ہوا ہے اس نے جو کہنا ہے کھل کر آبہ
 دو“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔
 ”عمران صاحب۔ گیل کی کال آئی ہے۔ اس کے مطابق ذام
 کمال حسین لاہوریا میں واقع کسی لیبارٹری میں موجود ہیں لیکن ۰۰
 باوجود کوشش کے ابھی تک اس لیبارٹری کا محل وقوع نہیں نہیں۔
 سکا اور اس نے مزید دو دن کی مہلت مانگی ہے۔ میں نے اسے بے-
 دیا ہے کہ وہ کام کرتا رہے۔..... بلیک زیر دنے اس بار اپنے اس
 لجھے میں بات کرتے ہوئے کہا کیونکہ وہ عمران کا اشارہ کچھ گیا تو
 کہ عمران فلیٹ پر اکیلا ہے۔
 ”ٹھیک ہے۔ اسے معلوم کرنے دو“..... عمران نے سپاٹ جتے
 میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”عمران صاحب۔ آپ اس کیس میں کوئی دلچسپی نہیں۔
 رہے۔ کیا کوئی خاص وجہ ہے۔..... بلیک زیر دنے کہا تو عمران بے
 اختیار افس پڑا۔
 ”کیا دلچسپی لوں۔ لاہوریا میں وہ لیبارٹری نہیں کہاں ہوگی۔
 جب تک ہارگٹ فکس نہ ہو جائے اندھیرے میں لاٹھیاں چلانے
 سے کیا ہوتا ہے۔..... عمران نے جواب دیا۔

”پہلے تو آپ خود وہاں جا کر یا اپنے ذراائع سے معلومات
 حاصل کرتے تھے لیکن اس بار آپ نے سب کچھ فارم ایجنت ہے۔“

چھوڑ دیا ہے اور خود فلیٹ میں بیٹھے گئے ہیں۔ آپ اگر نہیں جانا
 چاہتے تو آپ میری جگہ سنبھال لیں اور مجھے اجازت دیں۔ میں
 ذا کٹر کمال حسین کو واپس لے آؤں گا۔..... بلیک زیر دنے کہا تو
 عمران ایک بار پھر منہ پڑا۔

”میں تمہاری جگہ ضرور لے لیتا لیکن اب کیا کروں۔ اپنے نام
 چیک خود نہیں کاٹ سکتا۔ اس پر تمہارے دستخط ضروری ہیں۔“ عمران
 نے پہنچتے ہوئے کہا۔

”عمران صاحب۔ آپ نماق میں میری بات ٹال رہے ہیں۔“
 بلیک زیر دنے کہا۔

”میں نماق میں بات نہیں ٹال رہا۔ سنجیدگی سے کہہ رہا ہوں
 کیونکہ تم وہاں پہنچ بھی جاؤ تو کام تو بہر حال گیل کو ہی کرنا پڑے گا
 اور اس کے لئے تمہارا وہاں ہوتا یا نہ ہوتا برابر ہے۔ البتہ اگر داش
 منزل سے اکتا گئے ہو تو میں سلیمان کو کہہ دیتا ہوں وہ عارضی طور پر
 تمہاری جگہ سنبھال لے گا اور تم سندباد جہازی کی طرح دنیا کے گرد
 چکر لگا آؤ۔“..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں۔ واقعی کام تو گیل نے ہی کرنا
 ہے۔ اوکے۔..... بلیک زیر دنے فوراً عمران کی بات مانتے ہوئے
 کہا۔

”گھبراؤ نہیں۔ سلیمان نے مستقل قبضہ نہیں کرنا داشت منزل پر
 اس لئے میں نے عارضی طور پر کہا تھا۔ تم خواہ مخواہ گھبرا گئے۔“

نم کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔ پھر تقریباً
فٹ گھنٹے بعد کال بیل بھی تو عمران نے ہاتھ میں کپڑا ہوا رسالہ
مذکور کے میز پر رکھا اور انھوں کو بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔
”کون ہے؟..... عمران نے عادت کے مطابق لاک ہٹانے سے
پہلے اونچی آواز میں پوچھا۔

”ٹائیگر ہوں باس..... باہر سے ٹائیگر کی آواز سنائی دی تو
لوگوں نے لاک ہٹا کر دروازہ کھولا تو باہر ٹائیگر موجود تھا۔
”ارے۔ خالی ہاتھ آ رہے ہو۔ میں سمجھا تھا کہ چلوڑک اور
گھو نہ کسی دو چار شاپر تو ضرور تباہیوں میں ہوں گے۔ اب کیا کیا
ہے۔ وہ ویکنوں کے پیچھے لکھا ہوتا ہے اپنی اپنی قسمت اپنا اپنا
نیہب۔ اب یہ ہماری قسمت اور ہمارا نصیب کہ ہمیں شاگرد بھی
محجوں ملا ہے؟..... شنگِ روم تک پہنچنے پہنچنے عمران کی بات جاری
ہے۔

”باس۔ میں نے آرڈر دینے کی کوشش کی تھی۔ میرا خیال تھا
کہ آپ کا نام سننے ہی بسکٹ فیکٹری والے اور ڈرمون کے حساب
سے چائے بنانے والے انھوں کھڑے ہوں گے اور مجھے سلیوٹ کریں
گے لیکن باس انہوں نے یہ کہہ کر آرڈر دینے سے ہی انکار کر دیا کہ
پہلے آپ کے استاد کی طرف اتنا اوہاہار ہو چکا ہے کہ ہمیں اپنی
فیکٹری فروخت کرنے پر بھی اتنی قدم نہیں مل سکتی اس لئے کیا کرتا
ہے لٹکائے خالی ہاتھ آ گیا؟..... ٹائیگر نے مکراتے ہوئے جواب

عمران نے مکراتے ہوئے کہا تو بلیک زیر دے اختیار ہنس پڑا اور
عمران نے مکراتے ہوئے رسیور رکھ دیا اور ایک بار پھر رسالے کی
طرف متوجہ ہو گیا۔ پھر نجائزے کنٹی دیر گزری تھی کہ فون کی گھنٹی ایک
بار پھر بخچ انجی تو عمران نے رسالے سے نظریں ہٹائے بغیر ہاتھ
بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

”علیٰ عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) برباد خود
بلکہ بدہان خود بول رہا ہوں۔..... عمران نے اپنے مخصوص لہجے میں
تعارف کرتے ہوئے کہا۔

”ٹائیگر بول رہا ہوں باس۔ میں آپ کے فلیٹ پر آ رہا ہوں
ایک ضروری بات کرنی ہے۔..... ٹائیگر نے کہا۔

”کیا یہ ضروری بات فون پر نہیں ہو سکتی کہ تم مجھے چائے اور
بسکٹ سے زیر بار کرو گے۔ پہلے ہی سلیمان اپنے واجبات کی ادائیگی
کا آخری نوٹس دے چکا ہے۔..... عمران نے جواب دیتے ہوئے
کہا۔

”میں نہ چائے پیوں گا اور نہ ہی بسکٹ کھاؤں گا۔ آپ بے
نگرہیں۔..... ٹائیگر نے مکراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

”اس سے کیا خاک بچت ہو جائے گی۔ تم نے لینا ہی کیا ہے
ایک بسکٹ اور ایک کپ چائے گی۔ البتہ اگر تم کہتے کہ میں آتے
ہوئے دو چار مرک بسکٹوں کے اور بچار پانچ ڈرم چائے کے بھرو کر
ساتھ لارہا ہوں تو چلو کوئی بات بھی ہوتی۔ بہرحال آ جاؤ۔“ عمران

دیا تو عمران اس کے خوبصورت جواب پر اپنی عادت کے برخلاف دیا تو عمران اس کے خوبصورت جواب پر اپنی عادت کے برخلاف بے اختیار کھلکھلا کر پہنچا۔

”چلو شاپر کی بجائے تم نے منہ لٹکا لیا ہے یہی کافی ہے بیٹھو..... عمران نے بنتے ہوئے کہا اور خود اپنی کری پر بیٹھ گیا تا نیگر ساتھ وائی پر بیٹھ گیا۔

”اگر ہوا بند چائے پینا چاہجے ہو تو فلاںک میں موجود ہے پیالی میں ڈال لو..... عمران نے میز پر رکھے ہوئے فلاںک تا طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

”اگر آپ کے خیال کے مطابق یہ چائے نقصان دہ ہے تو آپ سلیمان سے بخاتے کیوں ہیں..... نایگر نے کہا کیونکہ عمر فلامک میں بند چائے کو ہوا بند چائے اور واٹر کول میں بند پائی ہے ہوا بند پانی کہا کرتا تھا اور وہ بات اس انداز میں کرتا تھا جیسے یہ بجا بند چائے یا پانی پی کر کوئی بڑی بیماری لگ سکتی ہے جبکہ وہ خوب چائے بھی پیتا رہتا تھا اور پانی بھی۔

”تاکہ سلیمان چائے بنانا نہ بھول جائے۔ بہر حال تم پسے

چائے پی لو اور پھر اپر سے زور سے دو تین سانس لے کر ہوا بھی ساتھ شامل کرلو..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”مگر یہ باس..... نایگر نے کہا اور پھر اس نے میز پر موجود پیالی اٹھائی اور انھوں کر پکن میں چلا گیا۔ وہاں سے اس نے ایک اب پیالی اٹھائی اور دونوں پیالیوں کو دھو کر واپس سنگل روم میں آیا۔

فلم نے فلاںک سے دونوں پیالیوں میں چائے ڈالی اور ایک پیالی عمران کے سامنے رکھ کر دوسرا پیالی اس نے اپنے سامنے رکھ لی ”بھروسہ اس نے اپنے دوست کا رس کے فون آنے سے لے کر بیک شدار کلب کی میڈم لوزین کی رہائش گاہ پر جانے اور وہاں پیش آنے والے حالات کی تفصیل بتا کر اس نے میڈم لوزین سے ہونے والی بیانات چیت کی تفصیل بھی تباہی اور یہ بھی تباہی کہ اس نے فون پر لوزین کی اور ہارڈ ایجنسی کی سیکیورٹی انجمنی جویں سے ہونے والی بیانات چیت سب دوہرا دی۔ ساتھ ساتھ وہ چائے کی چسکیاں بھی لیتا ہوا تھا۔

”تم نے جو کچھ بتایا ہے اس سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ کرانس والوں کو یقین ہے کہ پاکیشاں سیکرٹ سروس ڈائرنر کمال کو واپس لانے کے لئے کرانس پہنچ گی اور وہ پہنچی اطلاع چاہتے ہیں..... عمران نے کہا۔

”میں باس..... نایگر نے جواب دیا۔

”یہ تمام تفصیل فون پر بھی تو بتا کتے تھے..... عمران نے کہا۔

”باس۔ میں اس لئے حاضر ہوا ہوں کہ اگر آپ اجازت دیں تو میں وہاں ہارڈ ایجنسی کے خلاف کام کروں..... نایگر نے کہا۔

”ہارڈ ایجنسی سرکاری ایجنسی ہے جس طرح پاکیشاں سیکرٹ سروس سرکاری ایجنسی ہے۔ انہیں اپنا کام کرنے دو۔ ہمارا جب وہ راست روکیں گے تب ہم ان کے خلاف کام کر سکتے ہیں ویسے نہیں۔ ہمیں

ہارڈ انجنسی سے براہ راست کوئی مکارا نہیں لینا۔ ہم نے ڈاکٹر کے کو واپس لانا ہے اور یہاں تک معلومات ملی ہیں کہ ڈاکٹر کمال، انھوں نے ایک بڑے لیکن ساحلی شہر لاہوریا کی کسی لیبارٹری میں رکھا ہے۔ چیف کافارن ایجنت اس لیبارٹری کا کھوج لگا رہا ہے جب کوئی ٹارگت فسک ہو جائے گا جب میں تم لے کر یہاں سے دہاں جاؤں گا۔..... عمران نے مزید تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”اگر آپ اجازت دیں تو میں لیبارٹری کا سراغ لگانے کو کوشش کروں۔..... ٹائیگر نے کہا۔

”تمہاری اندر ولڈ کا لیبارٹریوں سے کیا تعلق ہو سکتا ہے۔“

عمران نے چونک کر کہا۔

”کرانس میں ایک کاروباری ادارہ ہے ماسٹر ٹریڈرز۔ یہ مختلف نوعیت کے بڑن کرتا ہے۔ ان میں ایک بڑن سرکاری سائزی لیبارٹریوں کو مختلف مشینی اور دیگر سامان مہیا کرنا ہے۔ اس کے علاوہ خیری طور پر یہ لوگ خصوصی ساخت کے اسلوکی بھی پوری دنیا میں خرید و فروخت کرتے ہیں اس کے خصوصی اسلحے کے بڑن کے بیڈ ایک آدمی گروز ہے۔ یہ گروز یہاں پاکیشی بھی آتا رہتا ہے۔ میرے ساتھ بھی اس کی دوستی ہے۔ یہ شخص یہودی نہیں ہے لیکن یہودی فطرت ضرور ہے۔ اسے اگر معادوضہ دیا جائے تو یہ کرانس کی تمام لیبارٹریوں کے بارے میں تفصیلی روport مہیا کر سکتا ہے۔

ٹائیگر نے کہا۔

”اس وقت وہ کہاں ہو گا۔..... عمران نے پوچھا۔

”اس کے پاس ایک سچھ سیغلائٹ نمبر ہے۔ وہ جہاں بھی ہو اس خصوصی نمبر سے رابط ہو سکتا ہے۔..... ٹائیگر نے کہا۔

”ٹمپک ہے۔ بات کرو۔ لیکن اسے کیسے معلوم ہو گا کہ ڈاکٹر کمال کس لیبارٹری میں ہے۔..... عمران نے کہا۔

”وہ کچھ وقت تو لے گا لیکن اس کی ساری معلومات بہر حال حکی ہوں گی۔..... ٹائیگر نے جواب دیا اور پھر ساینڈ پر پڑے ہوئے فون کو اخفا کر اس نے اپنے سامنے رکھا اور پھر رسیور اخفا کر اس نے پہلے انکوارٹر سے کرانس اور اس کے دارالحکومت کا رابطہ قبیر معلوم کر کے کریڈل دیبا اور ٹوٹ آنے پر ایک بار پھر نمبر پریس کر دیا۔

”لیں۔ گروز بول رہا ہوں۔..... رابط ہوتے ہی ایک مردانہ آواز نائی دی۔

”پاکیشی سے ٹائیگر بول رہا ہوں۔..... ٹائیگر نے کہا۔

”ارے ٹائیگر تم۔ کیسے فون کیا ہے آج۔ کوئی خاص بات۔“

گروز نے یکجنت بے تکلفانہ لمحے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

”ایک پارٹی سے سودا ہوا ہے۔ میں نے سوچا کہ تم بھی اچھا معاوضہ حاصل کرو۔ کیا خیال ہے۔ وہ ہزار ڈالر زیل جائیں گے تمہیں بھی۔..... ٹائیگر نے کہا تو سامنے بیٹھا ہوا عمران بے اختیار

مکرا دیا۔ وہ سمجھ گیا کہ نائیگر نے بہت کم رقم اس لئے کہی ہے۔ سودے بازی کر کے آگے بڑھا جا سکے ورنہ گروز بڑی رقم سے سمجھ آگے بڑھ جاتا۔ ”یہ کیا کہہ رہے ہو۔ وہ ہزار ڈالر صرف۔ مسئلہ کیا ہے؟“ گروز نے کہا۔

”کرافن کے شہر نائیگر یا میں کوئی سانسی لیبارٹری ہے جس میں ایک پاکیشی سائنس دان ڈاکٹر کمال حسین کام کرتا ہے لیکن ڈاکٹر کمال حسین کی خواہش پر اس لیبارٹری کو اوپن نیشن کیا جا رہا تھا۔ ایک پارٹی اپنے کسی سانسی معاملے پر ڈاکٹر کمال حسین سے مت چاہتی ہے۔ اگر تم لیبارٹری کے محل وقوع کے بارے میں بتا دو۔“ شرط یہی ہے کہ اس لیبارٹری کا محل وقوع بتایا جائے جس لیبارٹری میں پاکیشی ڈاکٹر کمال حسین کام کرتا ہے تو تمہیں اتنی معمولی معلومات پر وہ ہزار ڈالر دیتے جا سکتے ہیں لیکن ہمارے پاس وقت زیادہ نہیں ہے جس قدر جلد ممکن ہو سکے یہ کام ہونا ہو گا۔“

نائیگر نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

”تمہارے پاس وقت نہیں ہے تو میرے پاس بھی وقت نہیں ہے۔ دوسری بات یہ کہ میں اس بارے میں ابھی اور اسی وقت فون پر درست معلومات تمہیں مہیا کر سکتا ہوں کیونکہ مجھے معلوم ہے۔ نائیگر یا میں دو سانسی لیبارٹریاں ہیں۔ ان میں سے ایک گز شہر، سالوں سے بند پڑی ہے کیونکہ وہاں موجود تمام مشینی پانی کی نی

وجہ سے بے کار ہو گئی ہے۔ اس کے لئے مشینی خصوصی طور پر ایک جاری ہے جس میں ابھی ڈیڑھ دو سال اور لیکن گے اس لئے باقی ایک ہی لیبارٹری رہ جاتی ہے جہاں ڈاکٹر کمال حسین موجود ہو گا لیکن تم نے شاید رقم کے بارے میں مذاق کیا ہے؟“ گروز نے کہا۔

”چلو تم بتا دو۔ کیا معاوضہ لینا چاہتے ہو۔ بولاو۔ لیکن معلومات تفصیل سے بتانا ہوں گی۔“ نائیگر نے کہا۔

”چلے یہ بتاؤ کہ حکومت کرافن تو اس میں ملوث نہیں ہے۔“ گروز نے کہا۔

”حکومت کرافن کا اس سے کیا تعلق۔ یہ تو ڈاکٹر کمال حسین کا العمل ہے۔“ نائیگر نے جواب دیا۔

”اوو کے۔ پھر سن لو اس لیبارٹری کے محل وقوع کی نشاندہی کرنے کے وہ لاکھ ڈالر زلوں گا۔ اس سے ایک ڈالر بھی کم نہیں۔“ گروز نے کہا۔

”ارے۔ ارے۔ اتنی بھاری رقم۔ چھوڑو۔ میں کسی اور ذریعے سے معلوم کر لوں گا۔ اتنی رقم تو مجھے نہیں مل رہی۔ میں تمہیں کہاں سے دے سکتا ہوں۔ اب کھل کر بات ہو جائے تو بہتر ہے۔ مجھے پانچ لاکھ ڈالر زمل رہے ہیں۔ تم اس میں سے کتنا لو گے۔ بولاو۔“ نائیگر نے کہا۔

”اگر تم وہ لاکھ ڈالر پر رضامند ہو جاتے تو میں سمجھتا کہ

حکومت ملوث ہے کیونکہ بھاری رقمیں اس وقت دی جاتی ہیں جو حکومت ملوث ہو۔..... گروز نے باقاعدہ فلسفہ بیان کرتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ اپنا اکاؤنٹ نمبر اور پینک کے بارے میں یہ سچ میں چار لاکھ ڈالر ز آن لائیں بھجو دیتا ہوں۔ تم فون پر تفصیل مددو۔..... ٹائیگر نے کہا تو دوسری طرف سے گروز نے اپنا اکاؤنٹ نمبر اور پینک کے بارے میں بتا دیا جسے ٹائیگر نے ایک کانٹہ نوٹ کر لیا۔

”میں نے نوٹ کر لیا ہے۔ اب اگر مجھ پر اعتقاد ہے تو یہ دوسرے مجھے پھر تمہیں فون کرنا پڑے گا۔..... ٹائیگر نے کہا۔ ”سوری ٹائیگر۔ ایسے معاملات میں خالی اعتقاد نہیں ہوا کرتے میں اسی نمبر پر ہوں۔ جیسے ہی تمہاری بھیجی ہوئی رقم پینک پہنچنے مجھے اطلاع مل جائے گی۔ پھر تم فون کرنا میں بتا دوں گا۔..... بتے نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ ایسا کر لو۔ میں تمہیں دوبارہ فون کرتا ہوں۔“ ٹائیگر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہاتھ بڑھا کر کریڈل بیڈیا اور پھر فون آنے پر اس نے تیزی سے نمبر پر لس کرنے شروع کر دیئے۔ پھر اس نے اپنے بینک میگر کو اپنے اکاؤنٹ سے چ، لاکھ ڈالر ز آن لائیں کرانس کے پینک اور اکاؤنٹ میں فوری بھجوانے کا کہہ کر ساتھ ہی گروز کا پینک اور اکاؤنٹ کی تفصیل بتا دی۔

”کتنی دیر میں رقم کرانس اکاؤنٹ میں بھنچ جائے گی۔..... ٹائیگر نے پوچھا۔

”صرف دس منٹ میں جتاب۔..... دوسری طرف سے کہا گیا۔ ”میں پندرہ منٹ بعد تمہیں فون کر دوں گا تاکہ تم کفرم کر سکو۔“ ٹائیگر نے کہا۔

”لیں سر۔..... دوسری طرف سے کہا گیا تو ٹائیگر نے رسیور کریڈل پر روکھ دیا۔

”یہ آدمی گروز واقعی قابل اعتماد ہے یا نجک و شبہ کی گنجائش ہو سمجھی ہے۔..... عمران نے کہا۔

”باس۔ میں نے پہلے ہی بتایا ہے کہ یہ اصل یہودی نہیں ہے لیکن فطرتاً دولت کی حد تک یہودی ہے اس لئے مجھے اس سے اقدام سودے بازی کرنا پڑی ہے لیکن معاملات میں یہ کھرا آدمی ہے۔ جو کچھ بتائے گا وہ درست ہو گا۔..... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر تقریباً میں منٹ بعد ٹائیگر نے ایک بار پھر گروز سے رابطہ کیا۔

”لیں۔ گروز بول رہا ہوں۔..... رابطہ ہوتے ہی گروز کی آواز غالی وی۔ ٹائیگر بول رہا ہوں۔.....“

”ٹائیگر بول رہا ہوں۔ رقم بھنچ گئی ہے تمہارے اکاؤنٹ میں۔“ ٹائیگر نے کہا۔

”ہا۔ ٹھیک یو۔ ابھی کال آئی ہے پینک کی طرف سے۔“

گروز نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اب تفصیل سے لیبارٹری کے بارے میں بتا وو“..... نائیگر نے کہا۔

”کرانس کے بھیرہ روم کی طرف ساحلی علاقہ ہے جسے ماڈن پلیس کہا جاتا ہے۔ یہ خاصاً وسیع علاقہ ہے جو سوئٹر لینڈ تک چلا گیا ہے۔ یہ تمام علاقہ پہاڑی بھی ہے اور برفانی بھی۔ سینیس کرانس پارس کے بعد سب سے بڑا شہر لائیبریریا ہے جو وسیع پہاڑی علاقے میں پھیلا ہوا ہے۔ اس علاقے میں بھی سارا سال دنیا بھر کے سیان آتے جاتے رہتے ہیں کیونکہ یہاں سارا سال موسم انتہائی سرد رہتا ہے اور یہاں کے بر قابلی نظارے اس قدر دیدہ زیب ہوتے ہیں کہ لوگوں کا والپس جانے کو دل ہی نہیں کرتا۔ لائیبریریا کے شمال میں ایز فورس کا اڈا بھی ہے اور فوجی چھاؤنی بھی ہے۔ اس فوجی چھاؤنی کے لاست گیٹ کے قریب سے اس لیبارٹری جسے ماڈن لیبارٹری کہا جاتا ہے کا راستہ جاتا ہے جو آگے جا کر ایک پہاڑی وادی میں ختم ہو جاتا ہے۔ وہاں لیبارٹری کی سیکورٹی موجود رہتی ہے۔ لیبارٹری زیر زمین ہے۔ ہم بھی سیکورٹی زون سے آگے کمی نہیں گئے اور نہ ہی کوئی جا سکتا ہے سوائے سائنس دانوں کے۔ یہ ہے اس ماڈن لیبارٹری کا محل وقوع“..... گروز نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”اور دوسری لیبارٹری جو تم کہہ رہے ہو کہ بند پڑی ہے وہ کہاں

ہے“..... نائیگر نے کہا۔

”وہ بھی اسی علاقے میں ہے لیکن اس کا راستہ بھی اس سیکورٹی زون سے تبدیل ہو کر مشرق کی طرف چلا جاتا ہے۔ آگے اس لیبارٹری کا سیکورٹی زون ہے لیکن وہ سیکورٹی زون بھی ختم کر دیا گیا ہے۔ اس لیبارٹری کی مشینزی ناکارہ ہو کر ضائع ہو چکی ہے۔“..... گروز نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کیا تم یہ کفرم کر سکتے ہو کہ پاکیشانی ڈاکٹر کمال حسین واقعی اس لیبارٹری میں ہے۔ معاوضہ بے شک مزید لے لیما“..... نائیگر نے کہا۔

”اس لیبارٹری میں ایک سائنس دان ڈاکٹر جیرالڈ کام کرتا ہے۔ اس کا ایک میل فون نمبر ہے جو کہ خفیہ ہے اور میرے پاس ہے۔ میں تمہیں نمبر بتا دیتا ہوں اور اسے کہہ دیتا ہوں کہ وہ تم سے بات کر لے۔ ایک لاکھ ڈالرز مزید پہنچ دینا جو میں ڈاکٹر جیرالڈ کو دے دوں گا۔ اس طرح وہ خوش ہو کر تم سے بات کر لے گا۔“..... گروز نے کہا۔

”نمیک ہے بتاؤ نمبر“..... نائیگر نے کہا۔

”ہولڈ گرو۔ میں ڈاکٹر لے لوں“..... دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر لائن پر خاموشی طاری ہو گئی۔

”ہیلو۔ کیا تم لائن پر ہو؟“..... کچھ دیر بعد گروز کی آواز سنائی دی۔

نے اسے تمہارے بارے میں بھی بتا دیا ہے اور یہ بھی بتا دیا ہے کہ ایک لاکھ ڈالر زمین کے نام کے میرے پاس موجود ہیں وہ جب چاہے مجھ سے لے سکتا ہے۔ وہ خوش ہو گیا ہے۔ تم اس سے بات کر لیئنا..... گروز نے کہا۔

”اوکے“..... نائیگر نے کہا اور کریٹل دبا کر اس نے ٹون آنے پر ایک بار پھر وہ نمبر پر لیں کرنے شروع کر دیے جو گروز نے بتائے تھے۔

”ہیلو۔ کون بول رہا ہے“..... رابطہ ہوتے ہی ایک اپنی مردانہ آواز سنائی دی۔

”میرا نام نائیگر ہے۔ گروز نے میرے بارے میں آپ سے بات کی ہو گئی“..... نائیگر نے کہا۔

”ہا۔ آپ کیا معلوم کرنا چاہتے ہیں“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”میں نے گروز کو آپ کے لئے ایک لاکھ ڈالر زدیے یہیں لیکن اگر آپ میری بات براہ راست ڈاکٹر کمال سے کر دیں تو میں آپ کے اکاؤنٹ میں ایک لاکھ ڈالر زمیز جمع کر دوں گا۔“
نائیگر نے کہا۔

”گروز نے تو مجھے دس ہزار ڈالر بتائے ہیں“..... ڈاکٹر جیزالد نے تقریباً روتے ہوئے لفجے میں کہا۔

”اس کی فکر مت کریں۔ میں وہ رقم بھی دے دوں گا جو اس

”ہاں بولو“..... نائیگر نے کہا تو دوسری طرف سے گروز نے اسے نمبر لکھوانا شروع کر دیا۔

”اب میں اسے کتنی دیر بعد فون کروں“..... نائیگر نے پوچھا۔

”جب ایک لاکھ ڈالر زمیرے اکاؤنٹ میں مخفی جائیں۔“
دوسری طرف سے کہا گیا۔

”اوکے“..... نائیگر نے کہا اور کریٹل دبا دیا۔

”وقتی دولت کے معاملے میں یہ یہودی ہے“..... عمران نے بتتے ہوئے کہا تو نائیگر نے بھی اثاثت میں سر ہلا دیا۔ پھر نائیگر نے اپنے پینک سے رابطہ کر کے آن لائن پر ایک لاکھ ڈالر زمیرے اکاؤنٹ میں ٹرانسفر کرنے کی ہدایات دیں اور جب اسے نغمہ کرایا گیا کہ ایک لاکھ ڈالر زمیرے گروز کے اکاؤنٹ میں ٹرانسفر ہو گئے ہیں تو اس نے گروز کو فون کیا۔

”لیں۔ گروز بول رہا ہوں“..... رابطہ ہوتے ہی گروز کی آواز سنائی دی۔

”نائیگر بول رہا ہوں۔ ایک لاکھ ڈالر زمیل گئے ہیں تمہیں۔“
نائیگر نے کہا۔

”ہاں حصیکس۔ میری ڈاکٹر جیزالد سے ابھی بات ہوئی ہے۔ اس نے بتایا ہے کہ ڈاکٹر قلب کی سرکردگی میں سائنس دانوں کی ایک پوری ٹیم ماڈن لیبارٹی میں شفت ہوئی ہے۔ اس ٹیم میں ایک ایشیائی نژاد سائنس دان بھی ہے جس کا نام ڈاکٹر کمال ہے۔ میں

”آج کل نظر نہیں آ رہی۔ کہاں ہے وہ“..... عمران نے کہا۔
”اپنے کلب کو دوبارہ تعمیر کر کارس کی آرائش وزیارتی میں
بھی ہوئی ہے۔ بھی کبھار فون آ جاتا ہے“..... نائیگر نے جواب
لیتے ہوئے کہا۔
”وہ تو بھی کبھار فون کرتی ہو گی تم تو روزانہ بلکہ صبح شام حال
حوال پوچھنے کے بہانے فون کرتے ہو گے“..... عمران نے کہا۔

”نہیں باس۔ میں نے تو اسے اب تک ایک بار بھی فون نہیں
کیا۔ وہ زیج کر دیتی ہے۔ اگر وہ خاتون نہ ہوتی تو اب تک یقیناً
بھروسے ہاتھوں ماری جا سکتی ہوتی“..... نائیگر نے پڑے سمجھیدہ لمحے
میں کہا۔

”ارے۔ ارے۔ اتنی سمجھیدگی کا مطلب ہے کہ کچھ نہ کچھ
بھروسے ہے تھا رے اندر بھی“..... عمران نے کہا تو نائیگر نے بے
ھتھیار ایک طویل سانس لیا۔

”تو نوبت اب بھٹکی سانسیں بھرنے تک پہنچی چکی ہے۔
موکے۔ اب کچھ کرنا پڑے گا“..... عمران نے کہا لیکن نائیگر نے
کوئی جواب دینے کی بجائے فون کا رسیور اخليا اور تیزی سے نمبر
پوسٹ کرنے شروع کر دیئے۔

”لیں۔ ڈاکٹر جیز الرالڈ بول رہا ہوں“..... رابطہ ہوتے ہی دوسرا
طرف سے ڈاکٹر جیز الرالڈ کی آواز سنائی دی۔

”کافرستان سے ڈاکٹر اشوک بول رہا ہوں۔ کیا میری بات

نے رکھ لی ہے۔ مطلب ہے کہ آپ کے اکاؤنٹ میں دو لاکھ
ڈاکٹر جمع کر دینا ہوں۔ شرط یہ ہے کہ آپ میری بات ڈاکٹر کمال
حسین سے کر دیں“..... نائیگر نے کہا۔
”لیکن شرط یہ ہے کہ اس کا کسی کو علم نہ ہو“..... ڈاکٹر جیز الرالڈ
نے کہا۔

”نہیں ہو گا۔ آپ مکرمت کریں“..... نائیگر نے کہا۔
”آپ مجھے دس منٹ بعد دوبارہ فون کریں۔ مجھے ڈاکٹر کمال
کے کمرے میں جانا ہو گا لیکن میں انہیں کیا کہوں کہ کون بات کرنا
چاہتا ہے اور کیا بات کرنا چاہتا ہے“..... ڈاکٹر جیز الرالڈ نے کہا۔

”آپ انہیں کہیں کہ کافرستان کے ڈاکٹر اشوک بات کرنا
چاہتے ہیں۔ وہ ڈاکٹر اشوک جو ریز کے ماہر ہیں“..... نائیگر نے کہا
تو عمران نے اس انداز میں سر ہلا دیا جیسے نائیگر کی اس بات کی
تعجبیں کر رہا ہو۔

”اوکے۔ دس منٹ بعد فون کریں“..... ڈاکٹر جیز الرالڈ نے کہا اور
اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو نائیگر نے بھی رسیور رکھ دیا۔

”اب تم میں واقعی پنچھلی آئی ہے۔ اب روزی راسکل کو گرین
گلبل دینا پڑے گا“..... عمران نے سکراتے ہوئے کہا تو نائیگر بے
اختیار ہنس پڑا۔

”باس۔ اس کا نام نہ لیں۔ اس کا نام لیتے ہی وہ خود آ جاتی
ہے“..... نائیگر نے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

ڈاکٹر کمال حسین صاحب سے ہو سکتی ہے..... نائیگر نے کہا۔
”لیں۔ کریں بات“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”ہیلو۔ میں ڈاکٹر کمال حسین بول رہا ہوں۔ آپ کون ہیں اور
کہاں سے بات کر رہے ہیں“..... دوسری طرف سے ایک مردانہ
آواز سنائی دی۔ لجھے ایشیائی ہی تھا۔

”میں کافرستان سے ڈاکٹر اشوک مہتا بول رہا ہوں۔ ہم کلوئے
ریز پر بیان کام کر رہے ہیں۔ اس میں ایک ایسا مرحلہ آ گیا ہے
کہ ہم آگے نہیں بڑھ پا رہے۔ ہمیں معلوم ہوا ہے کہ آپ یہ مسئلے
 حل کر سکتے ہیں اس لئے میں نے آپ سے رابطہ کی کوشش کر دے
ہے۔ اگر آپ ہماری مدد کریں تو ملاقات کا وقت دے دیں۔“

نائیگر نے کہا۔

”سوری ڈاکٹر اشوک مہتا۔ کلوئیر ریز میرا فیلڈ نہیں ہے۔ کسی
نے آپ کو غلط بتایا ہے۔ البتہ پاکیشیا میں ڈاکٹر الطاف الرحمن اس
سچیکیت پر کام کر رہے ہیں۔ آپ ان سے مل لیں۔ آئی اب
سوری“..... ڈاکٹر کمال حسین نے کہا۔

”اوکے۔ اس پر کا بھی شکریہ۔ تھیکس سر۔ گذ بائی“..... نائیگر
نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔
”باس۔ اب تو یہ معاملہ کفہم ہو گیا ہے“..... نائیگر نے سرت
بھرے لجھے میں کہا۔

”صرف یہ کفہم ہوا ہے کہ ڈاکٹر کمال سے بات ہو گئی ہے لیکن

اب دیکھنا یہ ہے کہ کیا واقعی ڈاکٹر کمال حسین اس لیبارٹری میں ہے
جس کے بارے میں گروز نے بتایا ہے اور کیا گروز کا بتایا ہوا محل
وقوع درست ہے یا نہیں..... عمران نے کہا۔

”یہ توہاں جا کر کفہم ہو گا“..... نائیگر نے کہا۔
”نہیں۔ بیہاں بھی ہو سکتا ہے۔ میں آرہا ہوں“..... عمران نے

کہا اور انھوں کرنٹ روم سے باہر آ گیا اور پھر پیش روم سے اس
نے ایک الماری میں سے دنیا کا خصوصی طور پر بنایا گیا نقشہ اور چند
غیرید کاغذ اٹھائے اور الماری بند کر کے وہ واپس سنگ روم میں آ
گیا۔ نائیگر اخڑا انہوں کھڑا ہوا۔

”بیٹھو“..... عمران نے کہا اور پھر کاغذ اور نقشہ میز پر رکھ کر اس
نے جیب سے بال پو اونٹ بکالا اور ایک کاغذ اٹھا کر سامنے رکھ لیا۔

”ہاں۔ اب بتاؤ ڈاکٹر جیز الدا کا نمبر کیا ہے“..... عمران نے کہا۔
”لیکن پاس۔ یہ تو کسی پیش سیلاٹ کا نمبر ہے کیونکہ اس کے
آغاز میں دو زیر ڈاکل کرنے پڑتے ہیں“..... نائیگر نے کہا۔

”مجھے معلوم ہے کہ یہ یورپ کا ایک بڑی مواصلاتی پیش
سیلاٹ ہے۔ اس کا نمبر تاپ سیکٹ کے لئے استعمال ہوتا ہے۔
تم نمبر بتاؤ“..... عمران نے کہا تو نائیگر نے نمبر بتا دیا ہے عمران
نے کاغذ پر لکھ لیا اور پھر اس نے نقشہ کھول کر میز پر رکھ لیا اور نقشے
کی سائینڈوں پر لکھے ہوئے خصوصی نمبرز اس نے کاغذ پر لکھے اور
اس کے بعد اس نے انہیں آپس میں ضرب، تقسیم کرنا شروع کر

دیا۔ کافی دیر بعد اس نے ایک نمبر کو نقشے پر چیک کیا اور پھر اس جگہ دائرہ لگا دیا۔ اس طرح نقشے کے چاروں طرف نشانات لگا کر اس نے ان نشانات کو آپس میں ملاتا شروع کر دیا۔ آخری لائن ڈالنے پر مکار دیا اور پھر اس نے نقشے پر ایک جگہ دائرہ لگا دیا۔ ”یہاں کامل موصول کی گئی ہے“..... عمران نے اس دائرے نے طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا تو نائیگر نقشے پر جھک گیا۔ ”ماڈنٹ پلیسٹر۔ یہ واقعہ ہے جو گروز ہے بتایا تھا“۔ نائیگر نے سرت پھرے لجھے میں کہا۔

”باں۔ وہی ہے۔ مجھے پہلے خطرہ تھا کہ تم سے ہونے والی بات چیت چیک ہو جائے گی اور وہ لوگ لیبارڈی بدل بھی سکتے ہیں لیکن تم نے کافرستان کا ڈاکٹر اشوك مہدی بن کر جن ریز کی بات کی ہے اس پر ان کو کوئی شک نہ ہو گا اس لئے اب طے ہو گیا کہ ڈاکٹر کمال حسین اس ماڈنٹ لیبارڈی میں موجود ہیں“..... عمران نے نقشے کو پہنچتے ہوئے کہا۔

”باس۔ اس مشن میں آپ مجھے بھی ضرور شامل کر لیں“۔ نائیگر نے کہا۔ ”یہ کام چیف کا ہے کیونکہ یہ سرکاری مشن ہے۔ تمہاری کارکردگی کی رپورٹ چیف کو پہنچ جائے گی۔ اس کے بعد فیصلہ کرنے والی کام ہے۔ فی الحال تم جا سکتے ہو“..... عمران نے کہا۔

”لیں باں“..... نائیگر نے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر سلام کر کے

ہمرا اور کمرے سے باہر چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد بیرونی دروازہ فتح اور پھر بند ہونے کی آواز سنائی دی تو اس نے رسیور اٹھایا اور پریس کرنے شروع کر دیئے۔

”اے کھٹو..... رابطہ ہوتے ہی مخصوص آواز سنائی دی۔“

”علی عمران ایم ایمسی۔ ذی ایمسی (آسکن) بول رہا ہوں لب زیر“..... عمران نے اپنے مخصوص لجھ میں کہا۔

”بیویں جتاب بولیں۔ آپ کو بولنے سے کون روک سکتا ہے“..... اس پار دوسرا طرف سے بلک زیر نے اپنی اصل آواز پہنچتے ہوئے کہا۔

”اے۔ بولنے کو غنیمت سمجھو۔ بزرگ کہتے ہیں کہ جب زبان ہے تو ہاتھ حرکت میں آ جاتے ہیں۔ اسی لئے تو کہتے ہیں کہ ملک میں دوسرے ممالک کی طرح انقلاب نہیں آ سکتا بلکہ مہیڈیا دن رات بولنے میں صروف ہے۔ کوئی کام کی بات بیانہ ہو وہ دن رات بولے چلا جا رہا ہے اور پوری قوم دن رات میں فوز پر بول رہی ہے اور تم بولنے سے روکنے کی بات کر رہے ہے۔“..... عمران کی زبان جب روایا ہو گئی تو اسے کون روک سکتا ہے کہا۔

”ای لئے تو کہہ رہا ہوں کہ بیویں“..... بلک زیر نے ہٹتے ہوئے کہا۔

”مگمل کی رپورٹ آئی ہے مزید“..... عمران نے پوچھا۔

”نہیں۔ اس نے دو تین روز کا وقت لیا ہے۔۔۔ بیک ۔۔۔
نے کہا۔

”ناٹیگر نے میرے فلیٹ پر بیٹھ کر نہ صرف اس لیبارٹری کا
وقوع معلوم کر لیا ہے بلکہ وہاں موجود ڈائٹریکٹر کمال حسین سے اس
فون پر بات بھی ہوئی ہے۔۔۔ عمران نے مکراتے ہوئے جو
دیا۔

”کیا واقعی۔۔۔ نہیں۔ آپ مذاق کر رہے ہیں۔۔۔ بیک زیر ۔۔۔
انہائی حرمت بھرے لبجھ میں کہا۔

”یہ سب کچھ میرے سامنے ہوا ہے اور پھر میں نے اسے
پر چیک کر کے کفرم بھی کر لیا ہے۔۔۔ عمران نے کہا۔

”کیسے ہوا یہ سب۔۔۔ حرمت ہے۔۔۔ اس کا تو مطلب ہے کہ
کاشاگرد آپ سے آگے جارہا ہے۔۔۔ بیک زیر نے کہا۔

”ارے۔۔۔ ارے۔۔۔ خیال رکھنا۔۔۔ یہ نہ ہو کہ بے چارہ عمران ۔۔۔
فلیٹ میں بیٹھا اس چھوٹے سے چیک کے انتظار میں سوچتے
جائے اور ناٹیگر صاحب وہ چھوٹا سا چیک وصول کر کے جا
ہوں۔۔۔ عمران نے رو دینے والے لبجھ میں کہا تو دوسرا طریقہ

بیک زیر بے اختیار نہیں پڑا۔

”آپ کا شاگرد آپ کا بہت احترام کرتا ہے اس لئے اُن
چیک لے بھی گیا تو احترام ادا ہے چیک آپ کی ہی خدمت میں چش
دے گا۔۔۔ بیک زیر نے ہستے ہوئے کہا تو عمران بھی بے اچ

،۔۔ پا اور پھر اس نے ناٹیگر کے فلیٹ میں آنے سے لے کر اس
وہاپس جانے تک کی تمام تفصیل بتا دی۔

”تو پھر آپ سے کمیل کی روپورٹ کا آپ کیوں انتظار کر رہے
ہیں۔۔۔ بیک زیر نے کہا۔

”ویسے ہی پوچھ رہا تھا تاکہ اگر اس کی روپورٹ بھی میلی کر لی
ہے تو اچھا تھا۔۔۔ بہر حال اب ہمیں روانہ ہوتا ہے۔۔۔ میں جولیا کو تیار
بھی اور شمیں کو بھی تیار کرنے کے احکامات دے دیتا ہوں۔۔۔ تم ہماری
تیاری کی تیاریاں کرو دو۔۔۔ عمران نے کہا۔

”وہ تو ہو جائیں گی لیکن عمران صاحب۔۔۔ ناٹیگر نے اس لوزین
آدمیوں کے بارے میں بتایا ہے کہ وہ ایک روپورٹ پر اور بندرگاہ
آپ کی چیکنگ کر رہے ہیں۔۔۔ ان کا کیا ہو گا۔۔۔ کیا آپ میک اپ
جا سکیں گے۔۔۔ یہ تو مجھے بتاویں تاکہ اس میک اپ کے مطابق
کے کاغذات تیار کرائے جائیں۔۔۔ بیک زیر نے کہا۔

”میک اپ کی ضرورت تو بہر حال پڑے گی کیونکہ ہم اصل
میں میں کرائیں نہیں جاسکتے۔۔۔ جو لوگ یہاں گمراہی کرا رہے ہیں
میں وہاں بھی زیادہ سختی سے گمراہی کر رہے ہوں گے۔۔۔ میک اپ
بھری کے کاغذات قارن شم کے لئے تیار کرو لیں۔۔۔ صالح بھی
خو جائے گی۔۔۔ اس کے کاغذات بھی تیار کرو لینا۔۔۔ عمران نے
بھر ہاتھ بڑھا کر کریٹل دیا اور پھر ہاتھ ہٹا کر نون آنے پر
نے ایک بار پھر تیزی سے نمبر پر لیں کرنے شروع کر دیئے۔

”جو لیا بول رہی ہوں“..... رابطہ ہوتے ہی دوسری طرف سے

جو لیا کی آواز سنائی دی۔

”اے کشو“..... عمران نے مخصوص انداز اور آواز میں کہا۔

”لیں باس“..... جو لیا کا لپچہ مود بانہ ہو گیا تھا۔

”عمران کی سربراہی میں نیم ڈاکٹر کمال صین کو کرانس لیبارٹری سے واپس لانے کے لئے بھجوانے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ تم صندوق تویر، کیشن ٹکلیں اور صاحبو کو تیار رہنے کا کہہ دو اور خود بھی تیار رہتا۔ تم سیست سب میک اپ نمبر تھری میں یہاں سے چائیں گے یعنی ایئر پورٹ پر باقاعدہ ٹگرانی کی جا رہی ہے۔ عمران ٹھہریں خود رہتے کرے گا“..... عمران نے کہا اور پھر بغیر کوئی جواب سے اس رسیور رکھ دیا۔

جو لین اپنے سیشن آفس میں بیٹھی بار بار عمران اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں فائل دکھی رہی تھی۔ اس نے اتنی بار یہ فائل پڑھی تھی کہ شاید پوری فائل کا ایک ایک لفظ اسے حفظ ہو گیا تھا لیکن اس کے باوجود وہ اسے بار بار اس طرح پڑھ رہی تھی جیسے کہیں بار پڑھ رہی ہو۔ اس کی نظریں فائل میں موجود عمران کی تصویر پر جمی ہوئی تھیں۔ یہ ایک نوجوان کی تصویر تھی جو کسی بھول کے دروازے سے باہر آ رہا تھا۔ جو لین کو یقین نہ آ رہا تھا کہ جس عمران کے بارے میں وہ مارشل کورس میں بطور مثال پڑھتی رہی ہے وہ یہی ہو سکتا ہے۔ احتفاظ صوصومیت اس کے چہرے پر نمایاں طور پر جھلک رہی تھی جبکہ چیف گریگ سیست سارے اس کے گن ہگتے تھے اور اسے دنیا کا سب سے بڑا اور خطرناک ایجنت کہتے تھے جبکہ کورس کے دوران اس کے استاد بھی عمران کی تھریفوں میں

زمیں و آسمان کے قلابے ملا دیتے تھے۔
”یہ ایشیائی پروپیگنڈہ بھی ہو سکتا ہے کہ جب وہ یورپی مکونوں نے طرح ترقی نہ کر سکے تو ترقی کا پروپیگنڈہ شروع کر دیا اور ہم بھی کیسے مقصود لوگ ہیں کہ ان کے اس پروپیگنڈے پر یقین کر لیجئے ہیں۔ ہونہے۔ جولین نے بڑھاتے ہوئے کہا اور فائل بند کر کے ایک طرف رکھ دی۔ اسی لمحے فون کی گھنٹی نجٹی تو اس نے رسید۔ اخالیا۔

”میں۔۔۔ جولین نے حیر لجھ میں کہا۔
”میدم۔ چیف کی کال ہے بات کریں۔۔۔ دوسری طرف سے اس کی فون سیکرٹری کی آواز سنائی دی۔

”ہیلو۔۔۔ چند لمحوں بعد چیف گریگ کی آواز سنائی دی۔
”میں چیف۔ میں جولین بول رہی ہوں۔۔۔ جولین نے کہا۔
”کیا ہوا۔ عمران اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں کوئی اطلاع۔۔۔ چیف نے کہا۔

”وہاں پاکیشا میں ایک گروپ ایئر پورٹ اور بندرگاہ پر نگرانی کر رہا ہے۔ ابھی تک عمران پاکیشا دار الحکومت میں ہی ہے۔ نجات دہ کیوں ادھر نہیں آ رہا۔ وہ شاید خوفزدہ ہے کہ انس کی ایجنٹیوں سے۔۔۔ جولین نے کہا تو دوسری طرف گریگ بے اختیار ہنس پڑا۔

”وہ اس وقت تک وہاں سے نہیں نکلے گا جب تک وہ اپنے

”گھٹ فکس نہ کر لے گا۔۔۔ گریگ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
”ایسا تو ممکن ہی نہیں ہے کہ اسے معلوم ہو سکے کہ ان کا سائنس دان کہاں ہے۔ آپ نے بھی اپنے ذرا نئے سے معلومات اعلیٰ کی ہیں۔ اب وہ تو ایسا نہیں کر سکتا۔۔۔ جولین نے جواب دیا۔
”اس نے نہ صرف معلومات حاصل کر لی ہیں بلکہ لیبارٹری میں موجود پاکیشا نی سائنس دان ڈاکٹر کمال سے فون پر بات بھی کر لی ہے اسی لئے تو میں نے تمہیں فون کیا ہے کہ اب وہ لازماً یہاں آئے گا۔۔۔ چیف نے کہا۔

”یہ کیسے ممکن ہے چیف۔ کیا اس کے پاس با فوق الفطرت اُنمیں ہیں۔۔۔ جولین کے لمحے میں انجمنی جرت تھی۔

”نہیں۔ وہ اپنا ذہن اور اپنے تعلقات استعمال کرتا ہے۔ میں نے سیکرٹری سائنس کو بتا دیا تھا کہ میں نے لیبارٹری کا پتہ چلا لیا ہے اور میرے آدمی وہاں حفاظت کے لئے پہنچ گئے ہیں تو انہوں نے ناراض ہونے کی بجائے مجھے شاپاہ دی کہ میں نے داتی کام لیا ہے۔ مجھے چونکہ خدا شناخت کے عرصان کوئی نہ کوئی چکر چلائے گا لہ لئے میں نے لیبارٹری اچارج ڈاکٹر قلب کے ذریعے لیبارٹری میں ایسا خیہی نظام نصب کر دیا کہ لیبارٹری میں داخل ہونے والا لہنگی اجنبی فوراً نریں کیا جائے اور اگر کوئی کال آئے تو وہ بھی ہو کی جائے۔ ابھی تھوڑی دیر پہلے مجھے اطلاع ملی ہے کہ ڈاکٹر یونڈ نے ایک اجنبی سے ڈاکٹر کمال کی بات کرائی ہے۔ کال

کرنے والا بتا رہا تھا کہ وہ کافرستان سے بول رہا ہے اور اس کا نام اشوك مہدی ہے اور وہ کلوبنیرز کا سائنس دان ہے اور اسے اس کام میں ڈاکٹر کمال کی مدد کی ضرورت ہے تو ڈاکٹر کمال نے ائمہ کر دیا۔ اس سے پہلے اس آدمی نے ڈاکٹر جیز الدوکا کال کیا۔ اسے میں اس نے اور باتیں کیں۔ بہرحال کال کرنے والے کی جب چیک کی گئی تو پہ کال کافرستان سے نہیں بلکہ پاکیشیائی دارالحکومت سے کی جا رہی تھی اور پھر جب چینگ کی گئی تو جس نمبر سے کہ کی جا رہی تھی یہ نمبر عمران کے فلیٹ کا نمبر تھا۔..... چیف نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا تو جولین کے چہرے پر ایسے تاثرات نہ آنے لگے جیسے اسے چیف کی بات کا یقین نہ آ رہا۔

”حریت ہے۔ لیکن یہ رابطہ کیسے ہوا۔ اسے معلوم کیسے ہوا۔ ڈاکٹر کمال حسین فلاں لیبارٹری میں ہے۔ پھر اسے وہاں کا نمبر یعنی ملا۔..... جولین نے انتہائی حریت بھرے لجھے میں کہا۔

”اس بارے میں بھی انکوارٹری کی گئی ہے اور ان کے نہ سوالوں کے جواب بھی سامنے آ گئے ہیں۔ ماسٹر ٹرینر ایک فہرست کر کر کرانس کی تمام لیبارٹریوں کو مشینری اور سائنسی سامان پہنچانے کرتی ہے۔ اس کا ایک آدمی ہے گرو۔ یہ شخص بے حد لاچی ہے اسے پاکیشیا سے ایک آدمی نائیگر جو کہ اندر ولڈ میں کام کرتا ہے اور عمران کا شاگرد ہے، نے فون کر کے بھاری معاونتے کا لائی اور اس کے بینک اکاؤنٹ میں بھاری رقم جمع کر دی تو اس نے

اے بتایا کہ لاہوریا میں ایک ہی لیبارٹری کام کر رہی ہے۔ لاہوریا میں لیبارٹری کا اس نائیگر کو پہلے سے علم تھا۔ بہرحال اس کا محل قوع گروز نے نائیگر کو بتا دیا اور پھر نائیگر نے کتف میش کے لئے مزید بھاری رقم ادا کر دی تو گروز نے اس کی بات ڈاکٹر جیز الدو کے لئے کر دی اور ڈاکٹر جیز الدو نے اس کی بات ڈاکٹر کمال سے کر دی۔ چیف نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”چیف۔ میں اب تک یہی سمجھ رہی تھی کہ عمران اور اس کے ساتھی پروڈیگینڈہ کرتے ہیں لیکن اب تو مجھے یقین آتا جا رہا ہے کہ یہ لوگ واقعی کام کرتے ہیں۔ بہرحال آپ بے فکر ہیں۔ ایک بار انہیں کرانس آنے دیں پھر آپ دیکھیں گے کہ جولین کیا کرتی ہے۔..... جولین نے کہا۔

”ایک بات اور بتا دوں۔ عمران کی عادت ہے کہ وہ پہلے کسی ہمسایہ ٹک میں رک جاتا ہے۔ پھر وہاں سے تمام معلومات حاصل کر کے ٹارگٹ کی طرف روانہ ہوتا ہے اور اب چونکہ اس کا ٹارگٹ لاہوریا ہے اس لئے وہ بیان آنے کی بجائے لاہوریا جانے کی فوری کوشش کرے گا۔ تم اپنا نیٹ ورک لاہوریا میں رکھو۔..... چیف نے کہا۔

”لیں چیف۔ آپ کے حکم کی تعییں ہو گی۔..... جولین نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ ”کوئی خاص بات ہو تو مجھے ضرور ساتھ ساتھ اطلاع دیتی رہنا۔“

چیف نے کہا۔

"لیں چیف"۔ جولین نے کہا تو دوسری طرف سے رابطہ ختم ہو گیا اور جولین نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔ اسی لمحے فون کی گھنٹی تجھے اٹھی تو ان نے ہاتھ بڑھا کر ایک بار پھر رسیور اٹھایا۔

"لیں"۔ جولین نے رسیور انداخ کر کان سے لگاتے ہوئے کہا۔

"پاکیشی سے میدم لوزین کی کال ہے"۔ دوسری طرف سے اس کی فون سکریٹری کی آواز سنائی دی۔

"اوہ۔ کراوب بات جندی"۔ جولین نے اچھتے ہوئے کہا۔

"بیلو۔ لوزین بول رہی ہوں پاکیشی سے"۔ چند لمحوں بعد ایک نسوانی آواز سنائی دی۔ لمحے سے ہی اندازہ ہوتا تھا کہ وہ ادھیر عمر عورت ہے۔

"لیں لوزین۔ کیا روپورٹ ہے"۔ جولین نے تیز لمحے میں کہا۔

"عمران اپنے پانچ ساتھیوں کے ساتھ جن میں تین مرد اور دو عورتیں شامل ہیں تھوڑی در پہلے اطلاع کے لئے روانہ ہوا ہے"۔

لوزین نے روپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

"کیا عمران اپنے اصل چہرے میں ہے"۔ جولین نے پوچھا۔

"نہیں۔ وہ یورپی میک اپ میں ہے۔ یہ تو اتفاق ہے کہ میں نے اپنے خاص آدمی سمجھ کی ذیوقی ایمپر پورٹ پر لگائی تھی اور سمجھ،

عمران کو ایک بار پہلے اس مخصوص یورپی میک اپ میں اس کے شاگرد نائیگر کے ساتھ دیکھ کر تھا اس لئے وہ اسے پہچان گیا اور اس کے ساتھی بھی چونکہ یورپی تھے اس لئے اس نے اس پورے گروپ کو چیک کر لیا اور پھر یہ لوگ کرانس جانے والی پرواز کی بجائے اطلاعی جانے والی پرواز میں سوار ہوئے تھے۔ لوزین نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"ویری گڈ لوزین۔ تم نے واقعی کام کیا ہے۔ میں بھیش جھیں کامہ دیتی رہوں گی۔ اس فلاٹ کی تفصیل بتاؤ اور یہ بھی بتاؤ کہ یہ لوگ کون ناموں سے سفر کر رہے ہیں"۔ جولین نے خوش ہوتے ہوئے کہا تو لوزین نے اسے تفصیل بتا دی۔

"اب عمران کے میک اپ کی تفصیل بتا دتا کہ اسے چیک کیا جائے"۔ جولین نے کہا تو لوزین نے تفصیل بھی بتا دی۔

"اوکے۔ بے حد شکریہ گڈ بائی"۔ جولین نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کریڈول کو دوبارہ دبادیا۔

"لیں میدم"۔ دوسری طرف سے فون سکریٹری کی آواز سنائی دی۔

"راج رہ جاں بھی ہو۔ میں سے میری بات کراؤ۔ فوراً"۔ جولین نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"اب میں دیکھوں گی کہ یہ امت عمران مجھ سے نج کر کیسے آگے جاتا ہے۔ میں اپنے ہاتھوں سے اس کے جسم کی تمام ہڈیاں

توڑوں گی۔ میں اسے آسانی سے مرنے بھی نہیں دوس گی۔” جولین نے خود کاہی کے انداز میں کہا۔ تھوڑی دیر بعد فون کی گھنٹی بج اجھی تو اس نے ہاتھ پر ہٹا کر رسیور اخالیا۔

”لیں..... جولین نے کہا۔

”راجر سے بات کریں میڈم“ دوسری طرف سے فون سیکرٹری کی آواز سنائی دی۔

”بیلو میڈم۔ میں راجر بول رہا ہوں“ ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

”راجر۔ فروزا آفس پہنچو۔ فروزا کام سانے آ گیا ہے اور ہم نے بھر پور انداز میں کام کرنا ہے“ جولین نے تیز لمحے میں کہا۔

”لیں میڈم۔ میں بیٹھ رہا ہوں“ دوسری طرف سے کہا گیا تو جولین نے رسیور رکھ دیا۔ تقریباً پندرہ منٹ بعد دروازہ کھلا اور ایک دررشی جسم کا نوجوان اندر داخل ہوا۔ اس نے جولین کو سلام کیا۔

”تیکھو راجر“ جولین نے کہا تو راجر میر کی دوسری طرف موجود کرسیوں میں سے ایک کرتی پر بیٹھ گیا۔

”لیں میڈم۔ کیا ہوا ہے۔ کوئی خاص بات“ راجر نے کری پر بیٹھتے ہوئے کہا تو جولین نے اسے لوزین سے ہونے والی بات چیت کی تفصیل بتا دی۔

”کس وقت روادہ ہوئی ہے وہاں سے پرواز“ راجر نے کہا۔

”یہ تو میں نے نہیں پوچھا لیکن ظاہر ہے پاکیشی سے اطالتی تک

پرواز کے پہنچنے میں پندرہ نیمیں گھنٹے تو لگتے ہوں گے۔ راستے میں دو یعنی ملکوں میں پرواز لیندہ بھی کرتی ہوگی۔ ویسے نمبر تو میں نے یعنی بیس ہاتا دیا ہے۔ تم ایئر پورٹ سے معلوم کر لوا۔ جولین نے کہا۔

”یہ تو اطالی پرواز ہے۔ اس کے بارے میں اطالی ایئر پورٹ ہوں کو علم ہو گا لیکن بیباں پارس ایئر پورٹ پر میرا ایک آدمی ہے۔ وہ معلوم کر کے تفصیل بتا دے گا۔ فون مجھے دیں“ راجر نے اٹھتے ہوئے کہا تو جولین نے فون سیٹ ہکلیں کر اس کی طرف آگردیا۔ راجر نے رسیور اخالیا۔ فون سیٹ کے نیچے لگا ہوا ہٹن پر لیں گر کے اس بنے اسے ڈائریکٹ کیا اور پھر تیزی سے نمبر پر لیں کرنے شروع کر دیئے۔ آخر میں اس نے لاڈنگ کا ہٹن بھی پر لیں کر دیا۔

”پارس ایئر پورٹ انگواری“ رابط ہوتے ہی ایک نسوی آواز سنائی دی۔

”پال میک سے بات کرو۔ میں راجر بول رہا ہوں“ راجر نے کہا۔

”بہولڈ کریں“ دوسری طرف سے کہا گیا۔

”بیلو راجر۔ میں پال میک بول رہا ہوں۔ کوئی خاص مسئلہ۔“

چند لمحوں بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔ لجھے دوستانے تھا۔

”نیمرے مہماں پاکیشی سے اطالی۔ ایک جیٹ پرواز سے آ رہے ہیں۔ میں معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ یہ پرواز کب اطالی ایئر پورٹ

پہنچ گی اور راستے میں کہاں کہاں رکے گی۔ راجر نے کہا۔

”کیا نمبر ہے پرواز کا اور کب روانہ ہوئی ہے پاکیشیا سے۔“

میک نے پوچھا۔

”نمبر تو بتا ہوں لیکن روائی کے وقت کا پتہ نہیں۔ ویسے

ابھی راستے میں ہی ہو گی۔“ راجر نے کہا اور ساتھ ہی نمبر بتا دی۔

”وہ منت بعد دوبارہ فون کرنا۔“ میک نے کہا اور اس سے

ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو راجر نے رسیور رکھ دیا۔

”آپ اب کیا چاہتی ہیں۔ کیا اس طیارے کو فضا میں ہی تھا۔

کر دیا جائے یا جہاں یہ نمبر سے وہاں ان کا خاتمه کر دیا جائے۔ کیونکہ یہ کرانی نہیں آ رہے بلکہ اطالی جا رہے ہیں۔“ راجر نے کہا۔

”اس انداز میں مت سوچا کرو۔ طیارے کی تباہی بہت یہ

مسئلہ بلکہ ورلد مسلکہ بن جائے گا اور ہماری پوری تنظیم تباہ ہو کر ہو۔

جائے گی۔ ہاتھی دوسرے مکون کے اتنے افراد کو ہلاک کرنا بھی بہت

ہڑا مسئلہ بن سکتا ہے اس لئے ایسی باتیں مت سوچا کرو۔“ جو لین

نے قدرے غصیلے لبھ ہیں کہا۔

”لیکن میدم۔ آپ درست کہہ رہی ہیں۔“ راجر نے فر

سر ٹنڈر کرتے ہوئے کہا اور پھر رسیور اٹھا کر اس نے نمبر پر نیز

کرنے شروع کر دیے۔ آخر میں اس نے لاڈر کا مبنی بھی پر لیز

کر دیا۔ دوسری طرف گھنٹی بجھنگی کی آواز سنائی دی۔

”پارس ایئر پورٹ انکوارٹی۔“ رابطہ ہوتے ہی ایک نواز

آواز سنائی دی۔

”پال میک سے بات کرواؤ میں راجر بول رہا ہوں۔“ راجر نے کہا۔

”ہولڈ آن کریں۔“ دوسری طرف سے کہا گیا۔

”بیلو۔ پال میک بول رہا ہوں۔“ دوسری طرف سے پال میک کی آواز سنائی دی۔

”راجر بول رہا ہوں۔ کیا معلومات ملی ہیں۔“ راجر نے کہا۔

”پرواز ابھی راستے میں ہے اور راستے میں دو سنائیں گزار چکی ہے۔ اب آخری ناٹپ گوبالی رہ گیا ہے۔ اس کے بعد وہ اطالی پہنچ جائے گی اور نامم فرمیم کے مطابق یہ پرواز اب سے چھ گھنٹوں بعد اطالی ایئر پورٹ پہنچ جائے گی۔“ پال میک نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوکے۔ حینک یو۔ گڈ بائی۔“ راجر نے کہا اور اس کے

ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔

”تو ہمارے پاس چھ گھنٹے ہیں۔“ جو لین نے کہا۔

”آپ کیا اقدام کرنا چاہتی ہیں۔“ راجر نے کہا۔

انہوں نے لازماً اطالی سے بیہاں کر انہیں آتا ہے اور وہ بھی انہیں یا میں اس لئے میں چاہتی ہوں کہ ہم وہاں اطالی میں ان کی گھر ان کیسی اور پھر جب وہ بیہاں کر انہیں آئیں تو ان کا خاتمه کر دیا۔ دوسری طرف گھنٹی بجھنگی کی آواز سنائی دی۔

کہنے کہا۔

"تم ایک پورٹ پہنچو۔ اپنے ساتھیوں کو بھی ساتھ لے جاؤ۔" "جولین نے کہا تو راجر نے کہا۔" "تم ایک پورٹ پر میں تمہیں تھارے میں فون پر فائل ہدایات لے گئی۔" جولین نے کہا تو راجر سر بلاتا ہوا الحا اور مژکر بیرونی ہے کی طرف بڑھ گیا۔ اس کے جانے کے بعد جولین نے اٹھایا اور فون ڈائریکٹ کر کے نمبر پر میں کرنے شروع کر دی۔

"میں" دوسری طرف سے چیف کی فون سیکرٹری کی آواز دی۔

"جولین بول رہی ہوں چیف سے بات کرو۔" - جولین نے کہا۔

"ہو لڈ کریں" دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر لائن پر ہوشی طاری ہو گئی۔

"بیلو۔ گریگ بول رہا ہوں" چند لمحوں بعد چیف کی آواز دی۔

"جولین بول رہی ہوں چیف۔ آپ کو ایک روپورٹ دینی ہے مشورہ لیتا ہے" جولین نے کہا۔

"مل کر بات کرو" چیف نے چونک کر کہا تو جولین نے یعنی سے ملنے والی روپورٹ کی تفصیل بتا دی۔ اس کے بعد راجر جو معلومات حاصل کیں ان کی تفصیل بھی بتا دی۔

"مگذشو۔ تم نے تو آدمی جنگ جیت لی ہے لیکن عمران اور اس

دوسری طرح اطالی نہیں پہنچا جا سکتا" جولین نے کہا۔ "پھر تو آپ خود نہیں جائیں گی۔ میں چلا جاتا ہوں فلاں چارڑڑ کرا کرا" راجر نے کہا۔

"اکیلے مت جاؤ۔ وہ چھ افراد ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ وہ ٹیکھہ علیحدہ گروپیں میں تبدیل ہو کر کام کریں اس لئے تمہارے ساتھ چار مرید ساتھی بھی ہونے چاہتیں اور یہ بھی بتا دوں کہ مگر انیں اس انداز میں کرنی ہے کہ انہیں اس کا قطعی علم نہ ہو سکے۔ اگر انہیں مدد ہو گیا تو پھر تم سب ان کے ہاتھوں مارے بھی جا سکتے ہو۔" جولین نے کہا۔

"میڈم۔ ہم آپ کے سیکشن کے لوگ ہیں۔ ہم کسی سے نہیں ڈرتے۔ آپ حکم دیں تو میں انہیں اطالی ایک پورٹ پر ہو گیہ کر دوں۔ پولیس بھی ہمیں نہ پکڑ سکے گی۔ آپ کی صرف اجازت کی ضرورت ہے" راجر نے کہا۔

"کیا تم اتفاق ایسا کر سکتے ہو۔" - جولین نے چوتھے ہوئے کہا۔

"لیں میڈم۔ آپ جانتی تو ہیں کہ ہم سب نے مل کر کیا کی کام نہیں کیا ہوا۔ یہ تو ہذا عمولی سا کام ہے" راجر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"مجھے چیف سے بات کرنی چاہئے" جولین نے فون کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔

"دیر ہو سکتی ہے میڈم۔ پھر چارڑڑ فلاں بھی نہ پہنچ سکے گی۔"

کے ساتھی یہاں کرانس میں تو ہوشیار ہوں گے لیکن انہیں یہ تو تھے ہو گی کہ اطالبی میں بھی ان پر ایک ہو سکتا ہے لیکن یہ حملہ ان اچانک تو ہو سکتا ہے اس انداز میں کہ وہ منجل نہ سکیں۔ اُمراء ہوشیار ہو گئے تو پھر حملہ آور بھی ختم ہو سکتے ہیں۔ راجر ختم ہے۔ اے کہہ دو کہ وہ اچانک اور فائل انداز میں ایک کرنے از کم اس عمران کا خاتمه دیں کر دے۔ باقی افراد اگر ہلاک نہ ہو سکیں تب بھی ان کی اتنی اہمیت نہیں ہے۔ چیف نے بڑی دیتے ہوئے کہا۔

”اوکے چیف۔ ایسا ہی ہو گا جیسے آپ نے کہا ہے۔“
باہی۔ جولین نے کہا اور پھر ہاتھ سے کریل دبا کر اس۔ رابط ختم کر دیا اور پھر ٹون آنے پر اس نے فون سیٹ کے ڈی موجود ہٹن پر لیں کر کے فون ڈائریکٹ کیا اور پھر راجر کا سیل ٹیک نمبر پر لیں کرنا شروع کر دیا۔ رابط ہوتے ہی اس نے چیز ہدایات دو ہرادیں۔

”آپ بے فکر رہیں میدم۔ آپ کو اچھی خبریں ہی ملیں گے۔ راجر نے بڑے پا اعتماد لیجے میں کہا۔

”اوکے۔ وش یو گذ لک“ جولین نے کہا اور رسیور رکھ لیا۔

حصہ اول ختم شد

ن برادرز گارڈن ٹاؤن ملٹان

حصہ دوم

عمران سیریز ہارڈ اچنسی

مظہر گلیم ایم اے

کے ساتھی یہاں کرانس میں تو ہوشیار ہوں گے لیکن انہیں یہ تو تھے
ہو گی کہ اطالبی میں بھی ان پر ایک ہو سکتا ہے لیکن یہ حملہ ان
اچانک تو ہو سکتا ہے اس انداز میں کہ وہ منجل نہ سکیں۔ اُمراء
ہوشیار ہو گئے تو پھر حملہ آور بھی ختم ہو سکتے ہیں۔ راجر ختم
ہے۔ اے کہہ دو کہ وہ اچانک اور فائل انداز میں ایک کرنے
از کم اس عمران کا خاتمه دیں کر دے۔ باقی افراد اگر ہلاک نہ
ہو سکیں تب بھی ان کی اتنی اہمیت نہیں ہے۔ چیف نے بڑی
دیتے ہوئے کہا۔

”اوکے چیف۔ ایسا ہی ہو گا جیسے آپ نے کہا ہے۔“
باہی۔ جولین نے کہا اور پھر ہاتھ سے کریل دبا کر اس۔
رابط ختم کر دیا اور پھر ٹون آنے پر اس نے فون سیٹ کے
 موجود ہٹن پر لیں کر کے فون ڈائریکٹ کیا اور پھر راجر کا سیل ٹن
نمبر پر لیں کرنا شروع کر دیا۔ رابط ہوتے ہی اس نے چیز
ہدایات دو ہرا دیں۔

”آپ بے فکر رہیں میدم۔ آپ کو اچھی خبریں ہی ملیں گی
راجر نے بڑے پا اعتماد لیجے میں کہا۔

”اوکے۔ وش یو گذ لک“ جولین نے کہا اور رسیور رکھ لیا۔

حصہ اول ختم شد

ن برادرز گارڈن ٹاؤن ملٹان

حصہ دوم

عمران سیریز

ہارڈ ایجنٹسی

مصطفیٰ گلیم ایم اے

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں

اس ناول کے تمام نام مقام کردار و اقتاتہ
پیش کردہ پھوپھڑی غرضی ہیں۔ کسی قسم کی جزو
کلی مطابقت محض اتفاق ہوگی۔ جس کے لئے پڑھ
مصنف پر پڑھی ذمہ دار نہیں ہوں گے۔

عمران اپنے ساتھیوں سمیت طیارے میں سوار تھا۔ وہ سب
یورپی میک اپ میں تھے حتیٰ کہ جو لیا نے بھی یورپی میک اپ کیا
ہوا تھا کیونکہ بعض ایجنسیاں اس بات سے واقع تھیں کہ عمران کی
ساتھی عورت سوس نزاد ہے اور ہو سکتا ہے کہ ہارڈ ایجنسی کو بھی اس
کا علم ہواں لئے جو لیا کا بھی یورپی میک اپ کر دیا گیا تھا اور اس
وقت وہ سب آپس میں یورپی زبان میں گفتگو کر رہے تھے حتیٰ کہ
ان کا لبچ بھی یورپی تھا کیونکہ الجوں کی ان سب نے باقاعدہ مشقیں
کی ہوئی تھیں۔ عمران کے ساتھ صدر بیٹھا ہوا تھا جبکہ درمیانی خلاء
کے بعد سائیڈ سیٹ پر جو لیا اور صالیح اکٹھی بیٹھی ہوئی تھیں۔ عمران
کی سیٹ کے عقب میں کیٹپنگ لکھلیں اور تنور بینچے ہوئے تھے۔ طیارہ
آخری شاپ گوہانی سے اڑ کر اب اطاں کے دار الحکومت مالان ایئر
پورٹ کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا۔

ناشر	منظہر ہیم ایم اے
اهتمام	محمد اسلام قریشی
ترتیب	محمد علی قریشی
طابع	سلامت اقبال پرنٹنگ پریس ملتان

کتب مسکوائی کاپٹ

۶۵۱۰۶۵۷۳ ۴۳۶۴۴۴۰ ۴۳۶۴۴۴۱ ۴۰۱۸۶۶	ارسلان پبلی کیشنر اوقاف بلنڈنگ پاک گیٹ ملتان
--	---

Address
arsalan.publications@gmail.com

ایمِر ہوش نے ان کے قریب رک کر کپا تو عمران نے آنکھیں کھول دیں۔ صدر اور باقی ساتھی بھی چونکہ پڑے تھے۔

”یہ علی عمران ہیں“..... عمران کے مذکولے سے پہلے صدر نے عمران کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کپا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ چاہے کیسے ہی حالات کیوں نہ ہوں عمران نے تفصیلی تعارف کرنے سے باز بھیش آتا۔

”آپ کا فون ہے“..... ایمِر ہوش نے کاروباری انداز میں سکراتے ہوئے کپا اور آگے بڑھ گئی۔

”یہ فون کس نے کر دیا۔ حیرت ہے“..... عمران نے اختنے ہوئے حیرت بھرے لہجے میں کپا۔

”بچیف کا ہو گا“..... صدر نے جواب دیا لیکن عمران انٹھ کر تیز تیر قدم اخalta ہوا پائٹ کیپین کی طرف بڑھ گیا۔ سائیڈ میں ایک بڑا کیپین تھا جس میں فون رکھا ہوا تھا۔ باہر ایک اسٹیورڈ کھڑا تھا۔

”آپ کا فون ہے۔ جائیں“..... اسٹیورڈ نے کپا تو عمران اندر داخل ہوا تو اسٹیورڈ نے خود ہی کیپین کا دروازہ بند کر دیا۔

”یہ۔ علی عمران ایم ایم ایس ہی۔ ذی ایس ہی (اکسن) بربان خود لیکن پہنچتیں ہزار فٹ کی بلندی سے بول رہا ہوں“..... رسپور کان سے لگاتے ہی عمران کی زبان روای ہو گئی تھی۔

”مالان ایمِر پورٹ سے فریبہ بول رہا ہوں۔ چیف نے مجھے آپ کے بارے میں ہدایات دی تھیں۔ میں نے گوہانی فون کیا تو

”عمران صاحب۔ بقول آپ کے ٹارگٹ کرانس میں ہے اور چیف کے خاص نمائندے اور آپ کے شاگرد نائیگر نے نائیگر فکس بھی کر دیا۔ پھر آپ اطالی جا کر کیوں وقت شائع کر رہے ہیں“..... صدر نے عمران سے مخاطب ہو کر کپا جبکہ عمران سیٹ سے سر نکالے آنکھیں بند کئے اپنی عادت کے مطابق بظاہر سو رہا تھا لیکن صدر کو معلوم تھا کہ یہ سب ڈرامہ ہے۔ عمران اس طرز خاموش رہ کر سوچنے اور آنکھ کی جامع حمت عملی بنانے میں مصروف رہتا تھا۔

”کرانس خاصا بڑا ملک ہے اور اگر تم نے چھٹی جماعت میں جغرافیہ پڑھا ہو تو تمہیں یاد بوجا گا کہ کرانس کا دوسرا بڑا شہر لاہور ہے۔ اطالی کی سرحد سے قریب ہے“..... عمران نے اسی طرح آنکھیں بند کئے ہوئے جواب دیتے ہوئے کپا۔

”پھر بھی آپ کو ایمِر پورٹ تو جانا ہی ہو گا چاہے پارس ایم پورٹ پر یا لاہور یا ایمِر پورٹ پر“..... صدر نے کہا۔

”مجھے جہاز میں سفر کرتے ہوئے بڑا ذرگا ہے۔ نالی اماں کہ کرتی تھیں کہ اڑن کھولے کا کیا ہے۔ کبھی بھی اڑن چھوڑ کر دھڑن کھولا بن جائے اس لئے بہتر یہ ہے کہ ہم زمینی راستے سے لاہور پہنچ جائیں عمران نے اسی طرح آنکھیں بند کئے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”آپ میں سے علی عمران صاحب کون ہیں“..... اچاک ایک

ہنسے کی کوشش کرو۔..... عمران نے کہا۔

سر۔ اسی لئے تو میں نے فون کیا ہے۔ یہاں صرف ایک اور مستہ ہے۔ وی آئی پی ڈے۔ میں نے اس کے گارڈ سے بات کر ابھے اور بھاری معاویت پر اس نے آپ کو باہر نکالنے کی حادی فنا ہے۔ آپ اپنے سامان سمیت وی آئی پی گیٹ کی طرف لپڑیں۔ آپ کو کوئی نہیں روکے گا کیونکہ وی آئی پی گیٹ کی رف جانے والوں کو پہلے روکا نہیں جاتا۔ گیٹ پر موجود گارڈ چک کر کے گیٹ کھولتے ہیں۔ وہاں میں موجود ہوں گا اور آپ وہ موٹی سے نکال لے جاؤں گا۔ فریڈ نے کہا۔

”اوکے۔ تھیک ہے۔..... عمران نے کہا اور رسیور رکھ کر وہ ہرے سے باہر آ گیا۔ اس کے چہرے پر سمجھی کے تاثرات ہو آئے تھے کیونکہ فریڈ نے جس انداز میں بات کی تھی اس سے افزایادہ ہوشیار آؤ دی نہ لگ رہا تھا جبکہ ان کے مقابل ہارڈ اینجنی

خ تربیت یافتہ افراد تھے۔ ”کس کا فون تھا عمران صاحب۔..... عمران کے سیٹ پر بیٹھنے صورت نے اشتیاق بھرے لجھے میں کہا جبکہ عقیل سیٹ پر بیٹھ کر پیش ہوئے جو لیا اور تنویر بھی آگے کی طرف جگ ک آئے تھے۔ ادھر سائیڈ میں

”چیف کے اطالتی میں فارن ایجنت فریڈ کا فون تھا۔ وہ بتا رہا تھا ہارڈ اینجنی کے اینٹس مالان ایئر پورٹ پر ہمارے استقبال

آپ کی فلاٹ وہاں سے روانہ ہو چکی تھی۔..... دوسری طرف سے کہا گیا۔ ”کوئی خاص بات سامنے آگئی ہے مالان میں۔..... عمران نے کہا۔

”لیں سر۔ یہاں کرانس کی ہارڈ اینجنی کے پانچ افراد آپ کا شدت سے انتظار کر رہے ہیں۔..... دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران بے اختیار چوک چڑا۔ ”تم انہیں پہچانتے ہو۔..... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”میں دس سال تک کرانس میں رہا ہوں۔ ان میں سے ایک آدمی سمجھو کر میں اچھی طرح پہچانتا ہوں۔ وہ ہارڈ اینجنی کے جو لین سکیشن کا خاص آدمی ہے۔ باقی چار افراد اس کے ساتھی ہیں۔ انہوں نے یہاں آ کر باقاعدہ آپ کی فلاٹ کے ساتھ ساتھ خصوصی طور پر آپ کے پارے میں اطلاعات حاصل کی ہیں کہ کیا آپ راستے میں تو ڈر اپ نہیں ہو گئے اور ان کا موڈ بے حد جارحانہ وکھانی دے رہا ہے اس لئے میں نے دوران پر واڑ پیش فون کیا ہے۔..... فریڈ نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

”کیا تم یہاں اکیلے ہو۔..... عمران نے کہا۔ ”جی ہاں۔..... فریڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ ”تو پھر ایسا کرو کہ ہمیں کسی خفیہ راستے سے باہر نکال کر لے

کے لئے موجود ہیں۔..... عمران نے آہستہ سے کہا تاکہ دوسرے لوگ ڈسٹرپ نہ ہو سکیں۔

”استقبال کا مطلب ہے کہ ہمارے خلاف کارروائی کے لئے۔ صدر نے چونکہ کہا۔

”تو اور تمہارا خیال ہے کہ وہ پچھولوں کے ہار لئے کھڑے ہے؟ گے۔..... عمران نے مکراتے ہوئے جواب دیا اور اس کے ساتھ خدا اس نے کری کی پشت سے سرناک کر ایک بار پھر آنکھیں بند کر لیں۔

”تو آپ نے کیا سوچا ہے۔..... صدر نے تیز لمحے میں کہا۔ ”سوچنا کیا ہے۔ بزرگ کہتے ہیں کہ سوچنے سے تکرات بڑھ ہیں۔ وہاں ایک اور گیٹ ہے جس کو وہی آئی پی گیٹ کہا جاتا ہے ہم ادھر سے نکل جائیں گے۔..... عمران نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہلکے ہلکے سے خانے لینے شروع کر دیے تو سخت کا ستا ہوا چہرہ بے اختیار حل اٹھا۔ اس نے مڑکر عقب میں موڑ کیپن کھلی اور تنوری کو تفصیل بتا دی۔

”عمران صاحب۔ ہم میک اپ میں ہیں۔ اس کے باوجود جتنا تک ہمارے بارے میں اطلاع پہنچ گئی۔ اس کا کیا مطلب ہوتا۔ چند لمحوں کی خاموشی کے بعد صدر نے کہا۔

”مطلوب واضح ہے کہ ہمارا یہ میک اپ پہلے بھی کسی نے دیکھا ہوا ہو گا۔ اب اسے تبدیل کرنا ہو گا۔..... عمران نے آنکھیں کھولتے ہوئے جواب دیا تو صدر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

سمجھ اپنے چار ساتھیوں سمیت مالان ایئر پورٹ پر موجود تھا۔ یہ میں سے دو پیک لاؤنچ میں سمجھ کے ساتھ موجود تھے جبکہ باقی دوسری طرف پر تھے۔ وہ تینوں ایک دوسرے سے بہت کر مخصوص لمحت پر کھڑے تھے تاکہ عمران اور اس کے ساتھیوں پر حملہ اس لہاز میں کیا جائے کہ ان میں سے کوئی بھی اور خاص طور پر عمران نہ ہے۔ عمران کا حلیہ سمجھ اور اس کے ساتھیوں سمیت سب کو طوم تھا اور انہیں یقین تھا کہ جیسے ہی یہ لوگ پیک لاؤنچ میں اٹھ لیوں گے تو ان پر ہونے والا حملہ اس قدر کامیاب ہو گا کہ یہ میں سے کوئی بھی بچا نہ رکھے گا۔ سمجھ پیک لاؤنچ کے گیٹ کے زیب بڑے چوکے انداز میں کھڑا تھا۔ اس کی نظریں گیٹ پر بھی دلی تھیں کیونکہ عمران اور اس کے ساتھیوں نے یہیں سے لاؤنچ میں آتا تھا۔ اس کا ایک ہاتھ اس کے کوٹ کی جیب میں موجود

سمھنے چوک کہا۔

”میں نے یہ بات ایئر پورٹ سیکورٹی فورس کے گارڈ سے پوچھی تو اس نے جواب دیا کہ ان کے پاس وی آئی پی کارڈز ہیں۔“ سارکرنے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ تو یہ پلانگ پلے سے تھی۔ ٹھیک ہے۔ تم باہر آ جاؤ۔“ سمھنے کہا اور رابطہ ختم کر کے اس نے تیزی سے سل فون کے کی بورڈ پر انگلیاں چالنی شروع کر دیں اور پھر رابطے کا بٹن پر لیں کر دیا۔ دوسرا طرف بختے والی گھنٹی کی آواز سنائی دینے لگی۔

”لیں۔ سموئیل بول رہا ہوں باس۔“..... چند لمحوں بعد دوسرا طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

”تم وی آئی پی گیٹ پر موجود ہو یا نہیں۔“..... سمھنے کہا۔

”موجود ہوں باس۔ آپ نے خود ہی تو یہاں میری ڈیوٹی لگائی تھی۔“..... سموئیل نے قدرے جیت بھرے لبجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ مجھے خدشہ تھا کہ یہ لوگ وی آئی پی گیٹ سے نہ نکل جائیں اس لئے اختیاطاً میں نے تمہاری ڈیوٹی وہاں لگائی تھی اور اب میرا خدشہ درست ثابت ہوا ہے۔ سارکرنے میں نے رپورٹ دینے کے لئے ایئر پورٹ کے اندر بھجوایا تھا اس نے رپورٹ وی ہے کہ ہمارے مطلوبہ لوگ چار مرد اور دو عورتیں وی آئی پی گیٹ کی طرف جا رہے ہیں۔ ان میں عمران بھی شامل ہے جس کا حیہہ تمہیں

مشین پسل پر جما ہوا تھا کہ اچانک اس کے کوٹ کی دوسری جیب میں موجود سلیل فون کی گھنٹی کی آواز سنائی دی تو اس نے بھل کی تیزی سے دوسرے ہاتھ جیب میں ڈالا اور سل فون نکال کر ایک نغمہ اس کی سکرین پر ڈالی تو وہ بے اختیار چوک پڑا کیونکہ سکرین پر آئے کے چوتھے ساتھی کا نام ڈالے ہو رہا تھا۔ اس نے رابطے کا بٹن بیٹھا اور سل فون کان سے لگایا۔

”لیں۔“..... سوچ بول رہا ہوں۔“..... سمھنے آہستہ سے کہا۔ ”اس کی نظریں بدستور گیٹ پر ہی جھی ہوئی تھیں۔ البتہ لا شورن مخ پر وہ دونوں قیچیے ہٹ گیا تھا۔

”سارکر بول رہا ہوں باس۔ چار مرد اور دو عورتیں جو ایسا ہے آئے والی قلاں سے اترے ہیں وہ وی آئی پی گیٹ کی طرف رہے ہیں۔ ان میں وہ آدمی بھی شامل ہے جس کا حیہہ آپ نے بتایا تھا۔“..... دوسرا طرف سے کہا گیا تو سمھنے بے اختیار چھوپا۔

”اوہ۔ اوہ۔ اب وہ کہاں ہیں۔“..... سمھنے نے ہونٹ کو ہٹھے کہا۔

”باس۔ وہ وی آئی پی گیٹ کے قریب پہنچ چکے ہیں۔ میں وہ کچھے جانا چاہتا تھا لیکن مجھے روک دیا گیا ہے۔“..... سارکر ما جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تمہیں روک لیا گیا ہے تو انہیں کیوں جانے دیا جا رہا ہے۔“

تباہی گیا تھا۔..... سمحت نے کہا۔

”تواب میرے لئے کیا حکم ہے۔ میں ان پر فائز کھول دوں۔“
سموئیل نے کہا۔

”مرے نہیں۔ وہ تمہارے اکیلے کے بس کے نہیں ہیں اور نہیں
نے اتنا جھیں گھیر کر تم سے ہمارے بارے میں معلومات حاصل کر لیں
ہیں۔ تمہارے پاس زیر دکرانا چکر تو موجود ہوگا۔“..... سمحت نے کہا۔

”یہیں پاس۔ موجود ہے۔ یہ میرے پاس ہر وقت موجود رہتا
ہے۔“..... سموئیل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اس کے ذریعے دور سے ان کی گمراہی کرو اور پھر وہ جس
ہوئی یا رہائش گاہ پر جائیں مجھے تمی اطلاع دینا یہ سن لو کہ تم نے
مشینی گمراہی کرنی ہے اور کسی صورت ان کے قریب نہیں جانا۔“
سمحت نے تیز لمحے میں کہا۔

”یہیں پاس۔ حکم کی قیمتیں ہوں گی۔“..... دوسرا طرف سے موذبانہ
لہجے میں کہا گیا۔

”جہاں یہ پہنچیں مجھے روپرت دینا۔ پھر میں اپنے ساتھیوں کے
ساتھ حرکت میں آؤں گا۔“..... سمحت نے کہا۔

”یہیں پاس۔“..... دوسرا طرف سے کہا گیا تو سمحت نے رابطہ
کر کے ایک طویل سانس لیا اور پھر سیل فون کو جیب میں ڈال لیا۔

وی آئی پی گیٹ یہاں سے اتنے فاصلے پر تھا کہ اگر سمحت ہے اپنے
ساتھیوں کو ساتھ لے کر وہاں جاتا تو اسے یقین تھا کہ ان کے

ہل پہنچے سے پہلے ہی عمران اور اس کے ساتھی وہاں سے نکل چکے
ہتے اور ایک بارہ وہ ان کے پاٹھ سے نکل جاتے تو پھر اس گنجان
پو شہر میں انہیں علاش کرنا تقریباً ناممکن ہو جاتا لیکن اب وہ
لہنچ تھا کہ عمران اور اس کے ساتھیوں کو پڑہ بھی نہ چلے گا اور
لوگوں ان کی مشینی گمراہی بخوبی کرتا رہے گا۔ اب چونکہ یہاں ان
کے آدم کا انتظار ختم ہو چکا تھا اس لئے اس نے لاوٹھ میں بکھرے
ہے اپنے دونوں ساتھیوں کو مخصوص انداز میں اشارہ کیا اور پھر
کہ طرف بنے ہوئے ریسٹورنٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس کے
دو ساتھی جو مختلف کوئوں میں موجود تھے اس کے پیچھے ریسٹورنٹ
کی پہنچ گئے۔ ان دونوں کے چہروں پر حیرت کے تاثرات نمایاں
تھے کیونکہ انہیوں نے صرف اسے میل فون پر باتیں کرتے دیکھا تھا
کہ ان میں اصل حالات کا انہیں علم نہ تھا۔

”کیا ہوا ہے پاس۔ کوئی خاص بات۔“..... ایک ساتھی نے سمحت
ہے مخاطب ہو کر کہا۔

”ہا۔ صورت حال تبدیل ہو چکی ہے۔“..... سمحت نے جواب
اور پھر دیتھ کو بیلا کر کافی لانے کا آرڈر دے کر اس نے اپنے
ساتھیوں کو سار کر کی کال آنے سے لے کر سموئیل سے ہونے والی
ہ بات چیت بتا دی۔ تھوڑی دیر بعد ہی سار کر بھی وہاں آ گیا۔

”اب ہمیں کب تک یہاں بیٹھ کر انتظار کرنا پڑے گا۔“..... سمحت
ہ ایک ساتھی نے کہا۔

"جب تک سوئیل کی طرف سے کوئی رپورٹ نہیں آ جاتا
سمجھنے نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
"باس۔ دیسے آپ چاہتے تو ہم انہیں کو رکھ سکتے تھے۔"
نے کہا۔

"حق مت ہے۔ اگر اتنا وقت ہوتا تو پھر میں سوئیل کو ایک
کام پر کیوں لگاتا۔"..... سمجھنے نے جواب دیا اور اسی لمحے اس
میں فون کی گھنٹی بیٹھی تو اس نے جیب سے میل فون لکالا۔
کی سکرین پر دیکھا تو باب سوئیل کا نام ڈپلے ہو رہا تھا۔
"سوئیل کی کال ہے۔"..... سمجھنے نے کہا اور ساتھ ہی رابطے
بٹن پر لس کر دیا۔

"یہ۔"..... سمجھ بول رہا ہوں"..... سمجھ نے کہا۔
"سوئیل بول رہا ہوں باب۔ کوئیں کالوںی سے۔"..... وہم
طرف سے سوئیل کی آواز سنائی دی۔
"کوئین کالوںی۔ تو کیا یہ لوگ وہاں بھرے ہیں۔"..... سمجھ
چوک کر پوچھا۔

"یہ باب۔ وہ آئی پی گیٹ پر جب یہ لوگ پہنچ تو باب م
کا ایک مقامی آدمی پہلے سے موجود تھا۔ گارڈ نے گیٹ کھول دی
اور یہ چار مرد اور دو عورتیں باہر آ گئیں۔ پھر وہی مقامی آدمی یہ
اشیش و میمن میں انہیں بخا کر لے گیا۔ میں نے مشینی گلگانی شہزادی
کر دی۔ وہ مقامی آدمی انہیں کالوںی کی کوئی نمبر ستائیں تھے۔"

لے گیا۔ وہاں ایک چوکیدار موجود تھا۔ اب یہ لوگ اس کوئی میں
موجود ہیں۔ وہ مقامی آدمی انہیں یہاں چھوڑ کر واپس چلا گیا ہے۔
اس کے جانے کے بعد میں کالوںی میں داخل ہوا ہوں اور اس وقت
اس کوئی سے کچھ فاصلے پر پیک پارکنگ میں موجود ہوں۔" سوئیل
نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

"تم خیال رکھنا کہ ہمارے پہنچنے سے پہلے یہ لوگ وہاں سے
نکل نہ جائیں۔ اگر ایسا ہو تو تم نے انہیں نظروں میں رکھنا ہے۔"
سمجھ نے کہا۔

"باس۔ میرے پاس ہے ہوش کر دینے والی یہیں کا پہل
موجود ہے۔ اگر آپ کہیں تو آپ کے آنے سے پہلے میں اس کوئی
میں گیس فائر کر دوں تاکہ یہ مکمل طور پر بے بس ہو جائیں ورنہ ہو
سکتا ہے کہ یہ تربیت یافتہ لوگ میک اپ تبدیل کر کے نکل جائیں
اور پھر ان کا ہاتھ لگانا مشکل ہو جائے۔"..... سوئیل نے کہا۔

"گذشت۔ یہ واقعی ہمارے لئے فائدہ مندرجہ ہے گا۔ ایسا کرو لیں
انہیں احتیاط سے۔"..... سمجھ نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی اس
نے رابطہ کا مٹن آف کر کے میل فون واپس جیب میں ڈال دیا۔
"کیا ہوا باب۔"..... سارکر نے پوچھا تو سمجھ نے غصہ طور پر
انہیں سوئیل کی رپورٹ کے بارے میں بتا دیا اور پھر ویٹر کو بلا کر
سمجھ نے مل ادا کیا اور پھر تھوڑی دیر بعد ان کی کاریں کوئین کالوںی
کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھیں۔

"بیلو۔ سمجھ بول رہا ہوں"..... چند لمحوں کی خاموشی کے بعد
سمجھ کی آواز سنائی دی۔

"لیں۔ جولین بول رہی ہوں۔ کیا روپورٹ ہے"..... جولین
نے پڑے اشتیاق آئر لجھ میں کہا۔

"میدم۔ عمران اور اس کے ساتھی میرے سامنے ہے ہوش
پڑے ہوئے ہیں"..... سمجھ نے کہا تو جولین نے اختیار اچھل
پڑی۔ اس کے چہرے پر شدید حیرت کے تاثرات ابھرائے تھے۔
"بے ہوش پڑے ہیں۔ کہاں۔ ملان ایئر پورٹ پر۔ کیا مطلب"۔
جولین نے طلق کے بل پیچھے ہوئے کہا۔

"ملان کی کوئیں کالونی کی ایک کوٹھی میں، دادا"..... دوسرا
طرف سے سمجھ نے جواب دیا۔

"کیا کہہ رہے ہو۔ کھل کر بات کرو۔ پہلیاں کیوں بھجوڑا رہے
ہوئاں؟"..... جولین نے اس بارہ بڑیانی انداز میں پیچھے ہوئے کہا
تو سمجھ نے ایئر پورٹ اور دوسرے راستے والی آئی پی پر اپنے آدمی
تعینات کرنے اور ایک آدمی کو ایئر پورٹ کے اندر بھجوانے کے
سیٹ اپ کی تفصیل بتائے کے ساتھ ساتھ اس نے ایئر پورٹ کے
اندر موجود اپنے ساتھی سارکر کی کال سے لے کر والی آئی پی گیٹ
پر موجود سموئیں کی آنے والی کال اور اس کو کی جانے والی کال کی
تفصیل بھی بتا دی۔

"سموئیں نے کوٹھی کے اندر بے ہوش کر دینے والی گیس فائر کر

جولین اپنے سیکشن آفس میں بیٹھی فون پر کسی سے بات کر رہی
تھی کہ پاس پڑے ہوئے انٹرکام کی گھنٹی نجاح اٹھی تو اس نے دوسرا
باتحک بڑھا کر انٹرکام کا بٹن پر لیں کر دیا۔

"لیں"..... جولین نے انٹرکام کے ترتیب ہوتے ہوئے کہا۔
"اطالی سے سمجھ کی کال ہے۔ فوری آپ سے بات کرنا چاہتا
ہے"..... دوسرا طرف سے اس کی فون سیکریٹری کی آواز سنائی دی۔

"اوکے۔ کراؤ بات"..... جولین نے کہا اور پھر کریئل دبا کر
اس نے جاری کال کا رابطہ قائم کر دیا۔ اسی لمحے گھنٹی کی آواز سنائی
دی تو جولین نے کریئل سے ہاتھ اخراجی۔ اس کا چہرہ چمک اٹھا ت
کیونکہ اسے یقین تھا کہ سمجھ اسے خوبخبری سنائے گا کہ عمران اور
اس کے ساتھیوں کو ہلاک کر دیا گیا ہے اور یہ اس کی کارکردگی کا
سب سے بڑا اعزاز ہو گا۔

دی جس سے کوئی کے اندر موجود سب افراد بے ہوش ہو گئے۔ پھر ہم ایک پورٹ سے کوئی پہنچ گئے۔ ایک آدمی کو عقبی طرف سے اندر پہنچوایا گیا اور اس نے چھانک کھول دیا اور ہم سب اندر داخل ہو گئے۔ سمحہ نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”تو اب کیا ہے۔ وہ زندہ کیوں نہ ہے ہیں۔ انہیں ہلاک کر دو۔ جولین نے چیختہ ہوئے کہا۔

”میڈم۔ ہم تو انہیں ہلاک کر کے نکل جائیں گے لیکن ان کی لاشیں اطالی پولیس کے ہاتھ لگ جائیں گی اور پھر یا تو انہیں اسی حالت میں فن کر دیا جائے گا یا میک اپ چینک بھی ہو گئے تب بھی کوئی اس بات کو تعلیم نہیں کرے گا کہ انہیں ہارہ ابھنی نے ہلاک کیا ہے۔ یہ کریڈت آپ کو اور ہمیں کسی صورت نہ مل سکے گا اور ہو سکتا ہے کہ چیف اور دوسرے اعلیٰ حکام بھی اسے تعلیم کرنے سے انکار کر دیں اس لئے میں چاہتا ہوں کہ انہیں کسی طرح کرانس لایا جائے اور وہاں ان کے میک اپ واش کر کے انہیں چیف کے سامنے پیش کیا جائے اور پھر انہیں ہلاک کر دیا جائے لیکن یہ کام میں یہاں نہیں کر سکتا اس کے لئے آپ کو چیف سے کہنا پڑے گا۔ وہ یہاں کے سفارت خانے کو احکامات دیں تو انہیں یہاں ظاہر کر کے چارڑہ طیارے پر کرانس لایا جاسکتا ہے۔ سمحہ نے اس بار پوری تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

”یہ طویل کام ہے اور ان کے بارے میں تو حکم ہے کہ فوراً

فہلاک کر دیا جائے لیکن تمہاری بات بھی درست ہے مگر اس لئے ہمیں ایک کام اور کرنا ہو گا۔ جس کوئی میں تم موجود ہو یہ کی عمران اور اس کے ساتھیوں نے بک کرائی ہے یا ان کے لئے کترنے والے کسی مقابی آدمی نے کرائی ہو گی اس لئے اسے چھوڑ دو اور اس ایسا یا میں کوئی دوسری خالی کوئی جو کرائے پر دی ہے حصہ ہو اس میں خاموشی سے شفت ہو جاؤ۔ میں کوشش کرتی کر چیف کو ساتھ لے کر وہاں پہنچ جاؤں۔ پھر ہم عمران کی کرانس شفت کر دیں گے جبکہ اس کے ساتھیوں کو دو ہیں اطاں ہی چھوڑ دیں گے۔ یہاں سے اپنے ساتھ میں جدید ترین میک واشر بھی لے آؤں گی۔ جولین نے کہا۔

”میک ہے۔ پھر میں شفت ہو کر آپ کو دوبارہ فون کرنا۔ دیسے میک واشر تو یہاں بھی مل جائے گا۔ سمحہ نے ب دیتے ہوئے کہا۔

”اوکے۔ پھر تم فوری شفہنگ کا کام کرو۔ فوراً۔ پھر مجھے کال نہ۔ جولین نے تیز لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کو ریڈل دبا کر رابطہ ثابت کر دیا اور رسیور رکھ کر اس نے اتنا کام کا در انتظا اور یکے بعد دیگرے تین نمبر پولیس کر دیے۔ ”میں میڈم۔ دوسری طرف سے فون سیکریٹری کی مواد بائس آواز فی دی۔

”چیف سے بات کرو۔ جولین نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

خدا کا ترین ابجھ کہلاتا ہے۔ یہ ایسی ڈھنی مشتیں کرنے کا عادی ہے کہ اسے جس ناچ کی بھی ٹیک سے بے ہوش کیا جائے یہ وقت سے پہلے خود بخود ہوش میں آ جاتا ہے اس لئے اس بھروسے پر نہ بنتا کہ اب اسے چھ سات گھنٹوں تک ہوش نہیں آئے گا۔ چیف نے قدرے غصیلے لبجے میں کہا۔

”ایسی صورت میں تو اسے میں طویل بے ہوشی کا انگلش لگوا بھیتی ہوں تاکہ اس کی بے ہوشی کا دورانیہ پندرہ سو لمحنٹوں تک طویل ہو جائے۔“ جولین نے کہا۔

”ہاں۔ یہ تھیک رہے گا۔ پھر خطرہ ختم ہو جائے گا لیکن پھر بھی جس قدر جلد ہو سکے اسے بلاک کر دو۔ اس کی زندگی کا ہر لمحہ چاہے وہ بے ہوشی کے عالم میں ہی کیوں نہ گزرے ہمارے لئے خدا کا ہے۔“ چیف نے کہا۔

”تھیک ہے ہاں۔ آپ ساتھ چلیں۔“ جولین نے کہا۔

”تم اس کا میک اپ واش کرو اور پھر اسے بلاک کر دو۔ اس کے ساتھیوں کو بلاک کر کے ان کی لاشیں وہیں چھوڑ دو جبکہ عمران کی لاش ساتھ لے آتا۔ میں اطاالی میں کرانس کے سفارت خانے کو احکامات دے دیتا ہوں۔ تم جب ان سے رابطہ کرو گی تو اپنا نام اور ہارڈ اینجنسی کا نام بتا دینا۔ وہ تم سے نہ صرف مکمل تعاون کریں گے بلکہ تمہارے احکامات کی قیمت بھی کریں گے۔ لاش یہاں آنے کے بعد میں اسے خود اعلیٰ حکام کے سامنے پیش کر کے تمہارے لئے

کچھ دیر بعد فون کی ٹھنڈی نیچے اٹھی تو اس نے باٹھ بڑھا کر رسی۔ لیا۔

”لیں۔“ جولین نے اپنے مخصوص انداز میں کہا۔

”چیف سے بات کچھ میدم۔“ دوسرا طرف سے کہا یا اس کے ساتھ ہی چیف کی آواز سنائی دی۔ وہ سیلو کہہ رہے تھے

”چیف۔ میں جولین بول رہی ہوں۔“ جولین نے مونتا لبجے میں کہا۔

”لیں۔ کوئی خاص بات۔“ دوسرا طرف سے چیف۔ تو جولین نے عمران اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں نہیں تفصیل بتا دی بلکہ جو کچھ اس نے خود احکامات دیئے تھے وہ بھی دیے۔

”گلڈ نیوز۔ تم نے بہت بڑا کارنامہ سرانجام دیا ہے جولین۔“ شو۔ لیکن اس عمران کی فوری بلاکت ضروری ہے۔ اگر یہ ہوش تیر گیا تو پھر چوپیشن تبدیل بھی ہو سکتی ہے۔ چیف گریگ۔ تو جولین بے اختیار ہنس پڑی۔

”چیف۔ آپ کیوں پریشان ہو رہے ہیں۔ عمران اور اس ساتھی بہر حال انسان ہیں اور انسانوں کو یہ گیس آٹھ گھنٹے بے بنا رکھتی ہے۔ ہاں اگر اس سے پہلے اس کا ایسی ان لوگوں کو سمجھ جائے تو دوسرا بات ہے۔“ جولین نے کہا۔

”تم اس شیطان عمران کو نہیں جانتی جو لین۔ یہ دیے ہی دین۔“

کرانس کا سب سے بڑا بہادری کا اعزاز دینے کی سفارش کروں؟
کیونکہ واقعی یہ تمہارا سب سے بڑا کارنامہ ہو گا۔..... چیف -
برے تعریف لجے میں کہا۔

"حیکم یو چیف۔ یہ صرف آپ کی بہترین اور مفید رہنمائی نے
وجہ سے مکن ہوا ہے۔ آپ سفارت خانے کو کہہ دیں تاکہ نیز
وقت پر کوئی مسئلہ نہ کھرا ہو جائے۔..... جولین نے کہا۔

"کوئی مسئلہ نہیں ہو گا۔ میں انہیں احکامات دے کر تمہیں کہ
کر کے بتا دیتا ہوں"..... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس سے
ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو جولین نے رسیور رکھ دیا۔ اب اسے سخت
کی کال کا انتظار تھا لیکن ایسے معلوم تھا کہ کوئی تلاش کرنے
عمران اور اس کے بے ہوش ساتھیوں کو وہاں شافت ہونے تک
بہرحال وقت لگ جائے گا اور پھر تقریباً دو گھنٹوں بعد فون کی تینجی
نچ اٹھی تو جولین نے تیزی سے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا۔
"لیں"..... جولین نے کہا۔

"ملان سے سختہ کی کال ہے میڈم"..... دوسری طرف سے فون
سیکریٹری کی مودوبانہ آواز سنائی دی۔

"کراؤ بات۔ جلدی"..... جولین نے کہا۔

"بیلو میڈم۔ میں سختہ بول رہا ہوں کوئین کالوں سے۔" سختہ
کی مودوبانہ آواز سنائی دی۔

"رپورٹ دو۔ کیا ہوا ہے۔ تفصیل سے بتاؤ"..... جولین نے

کہا۔

"میڈم۔ میں نے اپنے ایک ساتھی سارکر کو باہر بھیجا۔ اس نے
اس بڑی اور نو تغیر کالوں میں چار ایسی کوشیاں تلاش کر لیں جو
کرائے کے لئے خالی تھیں۔ ان میں سے جو ہمارے خیال کے
مطابق محفوظ تھی اور پہلی کوئی سے خاصے فاصلے پر تھی منتخب کر لی گئی
اور پھر ہم دو کاروں میں ان لوگوں کو بے ہوش کے عالم میں لاد کر
تھی کوئی میں شفت کر لیا اور وہاں موجود ملازم کا بے ہوش کے عالم
میں ہی خاتمه کر دیا۔ اب ہم اس نئی کوئی میں ہیں جس کا نمبر ایک
سو انھارہ پا ہے۔ یہاں فون بھی موجود ہے اور اس کا نمبر بھی بتا
دیتا ہوں"..... سختہ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے فون نمبر
بھی بتا دیا۔

"اوکے۔ اب میری بات سنو۔ غور سے سنو۔ تم نے اس پر
حرف بھر فٹل کرنا ہے۔ سب سے پہلے عمران اور اس کے
ساتھیوں کو طویل بے ہوش کے انگشن لگا دو۔..... جولین نے کہا۔

"وہ کیوں میڈم۔ وہ تو بے ہوش پڑے ہیں اور ابھی کتنی گھنٹوں
تک بے ہوش رہیں گے۔" سختہ نے جھرت بھرے لجے میں کہا۔
"اس نے کہ یہ چیف کا حکم ہے۔ چیف کو معلوم ہے کہ عمران
کچھ ایسی ذہنی مشقیں کرتا رہتا ہے کہ جس سے اسے وقت سے
پہلے ہوش آ جاتا ہے اس نے اسے اور اس کے ساتھیوں کو طویل
بے ہوش کے انگشن لگا دوتاکر ہر قسم کا وہم دور ہو جائے۔ اس کے

ساتھ ہی مارکیٹ سے پیش میک اپ واشر مگوا کر عمران اور اس کے ساتھیوں کے میک اپ واش کرا دو اور آخری بات یہ کہ میر چارڑہ طیارے سے احتالی تباہ رہی ہوں۔ ہم اس عمران اور اس کے ساتھیوں کو بے ہوشی کے دوران ہی ہلاک کر دیں گے اور پھر اطاف میں کرانس کے سفارت خانے کے ذریعے عمران کی لاش کو کرانس منتقل کر دیا جائے گا جبکہ عمران کے ساتھیوں کی لاشیں وہیں ملان میں ہی چھوڑ دی جائیں گی۔ جولین نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

”میدم۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں ابھی ان سب کو گولیاں مار کر ہلاک کر دیتا ہوں۔ خطرہ کیوں مول لیا جائے“..... سمجھنے کہا۔

”یہ سب کچھ چیف کو مطمئن کرنے کے لئے کیا جا رہا ہے۔ ابھی انہیں ہلاک کر دیا جائے یا چند گھنٹوں بعد اس سے کیا فرق پڑے ہے۔ مرتا تو ہر حال انہوں نے ہے ہی۔ البتہ اس عمران کو میں اپنے ہاتھوں سے ہلاک کرنا چاہتی ہوں اس لئے جیسے میں نے کہا ہے ویسے ہی کیا جائے“..... جولین نے تیز لمحے میں کہا۔

”میں میدم۔ آپ کے احکامات کی حرفاً بحر قمیل کی جائے گی۔“..... دوسرا طرف سے کہا گیا۔

”میں بیہاں سے روانہ ہوتے ہی تمہیں فون کر کے اطلاع کر دوں گی۔ تم کسی ساتھی کو کار میں ایئر پورٹ بھجو دینا۔“..... جولین

نے کہا۔

”لیں میدم۔“..... دوسرا طرف سے کہا گیا تو جولین نے رسیور مکھی تھا کہ فون کی تھنیت اُنھی اور اس نے ایک بار پھر رسیور اٹھا لیا۔

”لیں۔“..... جولین نے اپنے مخصوص انداز میں کہا۔

”چیف کا فون ہے میدم۔“..... دوسرا طرف سے اس کی فون سیکرٹری کی موبائل آواز سنائی دی۔

”کراڈ بات۔“..... جولین نے کہا۔

”ہیلو چیف بول رہا ہوں۔“..... چند لمحوں بعد چیف کی آواز سنائی دی۔

”جولین بول رہی ہوں چیف۔ میں نے سمجھ کو تمام ہدایات دے دی ہیں۔ اس نے ابھی مجھے فون کر کے تباہی ہے کہ اس نے عمران اور اس کے ساتھیوں کو بے ہوشی کے عالم میں ایک دوسرا کوئی میں شفعت کر لیا ہے۔“..... جولین نے کہا۔

”کیا ہدایات دی ہیں۔“..... چیف نے کہا تو جولین نے اپنی دی ہوئی ہدایات کو تفصیل سے دوہرا دیا۔

”مگذشو۔ اب سنو۔ سفارت خانے سے بات ہو گئی ہے۔ وہاں کے فرست سیکرٹری مسٹر جوہن کو تمہارا نام اور ایجنسی کا نام بطور کوڈ بتا دیا گیا ہے اور یہاں سے تمہارے لئے ملان کے لئے طیارہ بھی چارڑہ ہو چکا ہے۔ تم ایئر پورٹ پر مسٹر فراںک سے ملوگی۔ بس یہ یہ

خیال رکھنا کہ عمران یا اس کے کسی ساتھی کو ہوش نہ آئے اور بے ہوشی کے دوران ہی انہیں ہلاک ہونا چاہئے لیکن پہلے ان کے میک اپ واش کر لینا کیونکہ یہ لوگ حد درجہ چکر باز واقع ہوئے ہیں۔ یہ اپنے میک اپ میں غیر متعاقب افراد کو بھی مجبوسا کرتے ہیں لیکن ان بار چونکہ وہ اپنے اصل چیزوں کی بجائے میک اپ میں آئے تیر اس لئے ایسا نہیں ہو سکتا کہ ان کی جگہ اور لوگ ہوں۔ لیکن پھر بھی اختیاط پہلے ان کے میک اپ واش کر لینا۔..... چیف نے کہا۔ ”لیں چیف۔ آپ کے احکامات کی قابل ہوگی۔..... جولین نے کہا۔

عمران کے تاریک ذہن پر روشنی نمودار ہوئی اور پھر یہ روشنی تیزی سے چھپتی چل گئی اور پھر جیسے ہی عمران کا شعور جاگا اس نے لاٹھوری طور پر اٹھنے کی کوشش کی لیکن دوسرا لمحے اس کے ذہن کو ایک زور دار جھوٹا لگا کیونکہ اس کے جسم نے تکسر حرکت سے انکار کر دیا تھا۔ جسم میں معنوی سی حرکت بھی نہ ہوئی تھی۔ اس کا مطلب تھا کہ اسے پاندھا نہیں میا تھا بلکہ اس کا جسم کسی دوا سے یا کسی بھی دوسرے طریقے سے بے حس کر دیا گیا ہے اور یہ عمران کے نزدیک بندھ ہونے سے زیادہ خطرناک تھا۔ عمران کی آنکھیں کھلیں تو پہلے چند لمحوں تک تو اس کی آنکھوں میں دھنڈ سی چھائی رہی لیکن پھر یہ دھنڈ آہستہ آہستہ غائب ہو گئی اور عمران کا شعور جاگ اٹھا۔ اسے بے ہوش ہونے سے پہلے کے واقعات بادا گئے تھے۔ عمران کو یاد آ گیا تھا کہ مقامی ایجنت فریڈ انہیں مالان ایئر

پورٹ کے وی آئی پی گیٹ سے نکال کر کوئین کالونی کی کوئی میں ایک ملازم کے ساتھ چھوڑ گیا تھا اور عمران اپنے ساتھیوں سیت ایک کمرے میں بیٹھا تھا کہ ناماؤس سی بواس کے ناک سے ٹکرانی اور پھر جیسے کمرے کا شرپ بند ہوا تھا ہے اس طرح اس کا ذہن بھی تاریک پڑ گیا تھا اور اب اسے ہوش آیا تو اس کا جسم قطعی ہے حس و حرکت محosoں ہو رہا تھا اور عمران گردن کو بھی حرکت نہ دے سکتا تھا۔ البتہ اس نے دیکھ لیا تھا کہ وہ کسی کمرے کے فرش پر پشت کے بل لینا ہوا تھا اور اسے کمرے کی چھت نظر آ رہی تھی۔ انہی دو سوچ ہی رہا تھا کہ آخر اس کا جسم اس قدر بے حس و حرکت کیوں ہو رہا ہے کہ اسے دروازہ کھلنے کی آواز سنائی دی۔

”انہیں طویل بے ہوشی کے انجشن لگادیئے گئے ہیں نا ہارڈی۔“

ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

”لیں باس۔ سب کو لگادیئے ہیں۔ لیکن باس یہ تو پہلے ہی گیس سے بے ہوش تھے پھر انہیں بے ہوشی کے انجشن کیوں لگائے گئے ہیں۔“ ایک دوسری مردانہ آواز نے جواب دیا جسے ہارڈی کہا گی تھا۔

”میدم کا حکم تھا اور تمہیں معلوم ہے کہ میدم کا حکم ہمیں ہر صورت میں تسلیم کرنا پڑتا ہے۔ دوسری بات یہ کہ یہ لوگ انتہائی خطرناک ہیں۔ اگر یہ ہوش میں آ گئے تو سائل پیدا ہو سکتے ہیں اس لئے اب انجشن لگنے کے بعد ہر قسم کا خدشہ دور ہو گیا ہے۔“

ہاس نے جواب دیا۔

”لیں باس۔ لیکن اب ان کے میک اپ واش کرنے ہیں اس کے لئے انہیں کرسیوں پر ڈالنا پڑے گا۔ یہاں فرش پر پڑے پڑے قویہ کام نہیں ہو سکتا۔“ ہارڈی نے کہا۔

”باں۔ ساتھیوں سے کہو کہ ان کے لئے بھی کریاں لے آئیں۔“

ہور میدم بھی آ رہی ہیں ان کے لئے اور میرے لئے بھی دو کریاں لے آئیں۔“ باس کی آواز سنائی دی۔

”لیں باس۔“ ہارڈی نے جواب دیا اور پھر کسی کے قدموں کی آواز دور جاتی ہوئی سنائی دی تو عمران ان دونوں کی باقی سن کر سمجھ گیا کہ اس کے ساتھ کیا ہوا ہے اور اسے معلوم تھا کہ جو کچھ اس کے ساتھ ہوا ہے وہی اس کے ساتھیوں کے ساتھ ہوا ہو گا۔

اسے معلوم تھا کہ جب بے ہوشی کی تیز گیس کے اثرات ابھی قائم ہوں اور اس آدمی کو طویل بے ہوشی کا انجشن لگا دیا جائے تو دونوں کے اثرات ایک دوسرے پر منت اثرات ڈالنا شروع کر دیتے ہیں اور پھر جلد ہی بے ہوشی ہوش میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ عمران چونکہ مخصوص وہی مشقیں کرنے کا عادی تھا اس لئے اسے اپنے ساتھیوں سے پہلے ہی ہوش آ گیا تھا۔ البتہ ایک بات فخر کی تھی کہ عمران کا جسم کمل طور پر بے حس و حرکت ہو چکا تھا۔ اس کی وجہ اس کی تجویز میں نہ آ رہی تھی۔ وہ اس بارے میں سوچ ہی رہا تھا کہ دروازہ کھلنے کی آواز سنائی دی اور پھر تین چار افراد کے چلنے کی آوازیں

”..... ہارڈی نے جواب دیا۔

”اوہ۔ اس کی ضرورت تو نہیں تھی۔ بے ہوش کر دینے والی ہمیں اور پھر طویل بے ہوٹی کا الجشن دونوں ہی کافی تھے اور تم نے انہیں صرف میزم کے آنے تک زندہ رکھنا ہے۔ اس کے بعد نہیں“..... باس نے کہا۔

”اب تو میں نے لگا دیا ہے باس“..... ہارڈی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”چلو ٹھیک ہے۔ سب کو کرسیوں پر ڈال کر ان کے میک اپ واٹش کرو“..... باس نے کہا۔ عمران کو اس دوران کری پر ڈال دیا گیا تھا اور عمران کری پر اس طرح ڈھلتے ہوئے انداز میں پڑا تھا جیسے اس کا جسم پانی سے بنا ہوا ہو۔ اب عمران سامنے کی طرف دیکھ رکھا تھا۔ اس نے آہستہ سے آکھیں کھولیں لیکن پوری نیمیں ایک جھری سی آنکھوں میں ڈال کر وہ دیکھنے لگا۔ سامنے کری پر ایک درزی تو جوان اکٹھے ہوئے انداز میں بیٹھا تھا جبکہ چار درزی جسموں کے ماںک افراد عمران کے ساتھیوں کو اٹھا کر کرسیوں پر ڈال رہے تھے۔ عمران چونکہ گردن بھی نہ موڑ سکتا تھا اس لئے وہ دیکھنے سکتا تھا کہ اس کے ساتھی کس حالت میں ہیں اور پھر اس کے سر اور چہرے پر کنٹوپ چڑھا دیا گیا اور چند لمحوں بعد عمران کو یوں گھوسی ہوا جیسے اس کے چہرے کو بیدرتی ہوئی آگ میں ڈال دیا گیا ہو۔ پھر عمران سمجھ گیا کہ اس کا میک اپ واٹش ہو رہا ہے۔

منائی دینے لگتیں۔

” یہ چھ افراد ہیں۔ چار کریساں مزید لے آؤ۔ آٹھ کریساں چائیں“..... باس کی آواز منائی دی۔

” یہ چار کریساں ہیں اور دوسرے پھیرے میں چار اور آتے ہیں باس“..... ایک اور مردانہ آواز منائی دی۔ اس کے بعد کریساں فرش پر رکھے جانے کی آوازیں منائی دیں اور پھر قدموں کی آوازیں واپس دروازے کی طرف جاتی منائی دیں۔ عمران پشت کے بل فرش پر پڑا مسلسل یہی سوچے چلا جا رہا تھا کہ اسے ہوش تو آگیا ہے لیکن اس کا جسم ہے حس کیوں ہے۔ اس قدر بے حس۔ وہ اپنی گردن تک نہیں موز سکتا۔ اس کی صرف پلکیں جھپک رہن تھیں۔ باقی پڑا جسم بے حس و حرکت ہو چکا تھا۔ تھوڑی دیر بعد قدموں کی آوازیں ایک بار پھر منائی دیں اور پھر کریساں فرش پر رکھ گئیں۔

”اب پہلے اس عمران کو اٹھا کر کری پر ڈالو“..... باس نے کہا۔

”لیں باس“..... ایک اور مردانہ آواز منائی دی اور پھر عمران وہ اس طرح اٹھایا گیا جیسے کسی بوری کو اٹھایا جاتا ہے۔

” یہ اس قدر بے حس کیوں نظر آ رہا ہے ہارڈی“..... باس نے جیرت بھرے لمحے میں کہا۔

”آپ کہہ رہے تھے کہ یہ انجائی خطرناک آدمی ہے اس لئے میں نے اسے بے حس کرنے والا خاصی طاقت کا حال اجخش لگو۔

اسے شدید تکلیف محسوس ہونے لگ گئی۔ اسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے اس کے چہرے کو باقاعدہ خوفناک آگ میں ڈال کر جلا دیا جائے جو بولنکر اس کے ساتھ ہی اسے ایک اور احساس بھی ہوا کہ جیسے جیسے چہرے پر گرنی اور حدت برحقی جا رہی ہے اس کے بے حس و حرکت جسم میں تو انہی کی لہریں دوڑنے لگ گئی تھیں۔ شاید اس ناک اور منہ سے جو ہوا اندر سانس کی صورت میں جا رہی تھی جو ہر گرم تھی اس لئے خون کا دورانیہ اس گرمی اور حدت کی وجہ سے بڑھ گیا تھا جس کے نتیجے میں اس کے اعصاب حرکت میں آتے ہو رہے تھے اور پھر تھوڑی دیر بعد جب اس کے چہرے اور سر پر سے آنسوپ بٹایا گیا تو اس کا جسم مکمل طور پر حرکت میں آچکا تھا کیونکہ اس عمران دیے ہی ڈھلنے ہوئے انداز میں کری پر پڑا ہوا تھا کیونکہ اس کے بالکل سامنے ہی کری پر باس بیٹھا ہوا تھا۔

”یہ تو میک اپ میں نہیں ہے باس“..... عمران کے قریب موجود ہارڈی کی آواز سنائی دی۔

”کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ کیا مطلب۔ یہ تو پاکیشائی ہیں اور انہوں نے یورپی میک اپ کر رکھا ہے۔“..... باس نے ایک جھکٹے سے کری سے انھ کر آگے بڑھتے ہوئے کہا۔

”نہیں باس۔ یہ میک اپ میں نہیں ہے ورنہ اس جدید ترین میک اپ واشر کے بعد اس کے چہرے پر اگر میک اپ ہوتا تو لازم واش ہو چکا ہوتا۔“..... ہارڈی نے جواب دیا۔

”اوہ۔ اس کا مطلب ہے کہ معاملات گڑ بڑ ہیں۔ نجیک ہے۔ میڈم پہنچنے والی ہیں۔ ان کے سامنے ایک بار پھر چیک کر لیں گے۔ اس کے بعد جیسے وہ کہیں گی دیے ہی کریں گے۔“..... باس نہ کہا۔

”تو باقی لوگوں کے میک اپ چیک نہ کئے جائیں۔“..... ہارڈی نے کہا۔

”ابھی رک جاؤ۔ میڈم وہاں سے روانہ ہو چکی ہیں۔ چارڑی لیوارہ ابھی تھوڑی دیر بعد مالان پہنچ جائے گا۔ میں نے بھی اینٹر ہٹ جانا ہے۔ تم بہاں کا خیال رکھو میں میڈم کو لے کر آ رہا ہوں۔ پھر باقی کارروائی ہو گئی۔“..... باس نے کہا۔

”یہ تو بے ضر کیچھوے بن چکے ہیں باس۔ انہوں نے کیا کرنا ہے۔“..... ہارڈی نے جواب دیا اور پھر وہ دونوں مڑے اور کمرے سے باہر چلے گئے تو عمران نے اٹھنے کی کوشش کی لیکن دوسرے لمحے کا ذہن یہ محسوس کر کے بھک سے اڑ گیا کہ اس کا جسم دوبارہ بے حس ہو گیا تھا۔ شاید حرکت اس وقت تک ہی تھی جب تک اس کا میک اپ چیک کرنے کے لئے اس کے چہرے پر گرم ترین ہوا پہنچ گی جاتی رہی تھی اور جیسے ہی گرم ہوا بند ہوئی اس کا جسم بھی مختندا و کر دوبارہ بے حس ہوتا چلا گیا اور بے حسی اس قدر تھی کہ اب مرد اس کی آنکھیں مکمل بند ہو کتی تھیں ورنہ وہ بول سکتا تھا ورنہ ہی حرکت کر سکتا تھا۔ حتیٰ کہ گردن اور سر بھی نہ گھما سکتا تھا

کھڑی ہو گئی۔
”بُوش میں۔ گر کیے۔ طویل بے بُوش کا انگلش نہیں لگایا تھا
انہیں..... میدم نے غصیلے لہجے میں کہا۔
”انہیں بھی لگایا تھا میدم“..... ہارڈی نے جواب دیا۔
”پھر یہ بُوش میں کیوں آ رہی ہیں۔ ری لے آؤ اور انہیں
کر سیوں سے باندھ دو۔ اب یہ تائیں گی کہ یہ دراصل کون ہیں“۔
میدم نے کہا۔

”میرے پاس ری کا بندل ہے میدم“..... ہارڈی نے کہا اور
پھر اس نے اپنی بیٹک کے ساتھ ری کا لپٹا ہوا بندل کھول لیا۔ سمجھ
بھی آگے بڑھا اور ان دونوں نے لاڑکیوں کو ان کر سیوں کے ساتھ
باندھ دیا۔

”کون ہوتا۔ کیا تم برا تعقل پا کیشا سیکرت سروس سے ہے؟“.....
میدم نے لاڑکیوں کو بُوش میں دیکھتے ہوئے کہا۔
”سیکرت سروس۔ کون سیکرت سروس۔ ہم کہاں ہیں اور تم کون
ہو۔ یہ تم نے مجھے کیوں باندھ رکھا ہے۔ یہ سب ہمارے سامنے کیا
ہوا انہیں“..... عمران کے کانوں میں جولیا کی جیڑت پھری آواز
چڑی۔ وہ یورپی لہجے اور یورپی زبان میں بول رہی تھی۔

”سن۔ کیا تم عمران کی ساتھی ہو۔ اگر ہو تو اب بھی وقت ہے
 بتا دو۔ ہم تمہیں گولی نہیں ماریں گے ورنہ گولیوں سے ازا دیں
 گے۔ بولو۔ کیا تم عمران کی ساتھی ہو؟“..... میدم نے ہڑے دوستانہ

اور پھر نجاتے کتنا وقت اسی حالت میں پڑے ہوئے گزار تھا۔
کمرے کا دروازہ ایک پار پھر کھلا اور ایک نوجوان لڑکی اندر داش
ہوئی۔ اس نے سیاہ لیدر جیکٹ اور جینز پہنی ہوئی تھی۔ آنکھوں پر
سرخ شیشوں والی نینک تھی۔ اس کے ہمراوں بال اس کے کانوں
پر پڑے ہوئے تھے اور وہ اپنے انداز سے کسی ایکشن فلم کی بیٹی اور
دھکائی دے رہی تھی۔ اس کے پیچھے وہ باس تھا اور باس کے پیچے
بارڈی تھا۔

”ان میں عمران کون ہے سمعتھ“..... لڑکی نے کری کے قریب آ
کر رکتے ہوئے کہا۔

”یہ جو سامنے کری پر ڈھلکا چڑا ہے۔ اسے ہارڈی نے طوبی
بے بُوش کے ساتھ ساتھ ہے جسی کا انگلش بھی لگا دیا ہے۔ اب یہ
نہ صرف بے بُوش ہے بلکہ سانس لیتی ہوئی لاش میں تبدیل ہو چکا
ہے۔“..... اس باس نے کہا جس کا نام سمجھ لیا جا رہا تھا۔

”ہاں۔ حلیہ تو اس کا بتایا گیا تھا لیکن تم کہہ رہے ہو کہ یہ سمجھ
اپ میں نہیں ہے؟“..... میدم نے کری پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

”لیں میدم۔ اگر آپ چاہیں تو آپ کے سامنے دوبارہ چھپ
کر لیا جائے۔“..... سمجھ نے جواب دیا۔

”ہاں۔ میرے سامنے چیک کرو۔“..... میدم نے کہا۔
”یہ دونوں لڑکیاں بُوش میں آ رہی ہیں۔“..... اسی لمحے ہارڈی
نے چیختے ہوئے ایک طرف اشارہ کیا تو میدم بے اختیار اچھل۔

لیج میں کہا۔

” عمران۔ کون عمران۔ ہمارا گروپ لیڈر تو ماںکل بے

ماںکل“..... جو لیا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

” گروپ لیڈر۔ تو تم بہرحال اینجنسی کے افراد ہو۔“..... میڈم

نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

” ہم سیاح ہیں۔ ہم نے مل کر اپنے گروپ کا لیڈر ماںکل کو بنو

ہوا ہے۔“..... جو لیا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

” اس عمران کا میک اپ واش کرو میرے سامنے۔ اگر یہ واقع

عمران نہیں ہے تو پھر یہ لوگ ہمارے کسی کام کے نہیں ہیں۔ انہیں

موت کے گھاث اتار کر ہمیں فوری واپس جانا ہو گا۔“..... میڈم نے

دوبارہ کری پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

” یہی میڈم۔ ہارڈی، میڈم کے حکم کی قابل کرو۔“..... سمجھنے

کہا اور پھر تھوڑی دیر بعد عمران کے سر اور چہرے پر ایک بار پھر

کنٹوپ پڑھا دیا گیا۔ عمران کو معلوم تھا کہ جو میک اپ اس نے

کیا ہوا ہے وہ سوائے ایک خاص کیمکل کے اور کسی بھی طرف واش

نہیں ہو سکتا اس لئے وہ مطمئن تھا۔ البتہ اس نے فیصلہ کیا تھا کہ

اس بار جیسے ہی اس کا جسم حرکت میں آئے گا تو وہ ان لوگوں کے

خلاف جسمانی طور پر حرکت میں آجائے گا تاکہ جسمانی حرکت زد

وجہ سے بے حص کر دیجئے والے انگلش کے اثرات ختم ہو سکیں۔

” تم نے پہلے گرم ہوا سے چیک کیا تھا یا سرد ہوا سے۔“..... میڈم

نے پوچھا۔

” گرم ہوا سے میڈم۔“..... ہارڈی کی آواز سنائی دی۔

” تو اب سرد ہوا سے چیک کرو۔“..... میڈم نے کہا اور دوسرے لمحے عمران کے چہرے سے انتہائی سرد ہوا گئی اور عمران کا دل بیٹھتا چلا گیا اس لئے نہیں کہ اس کا میک اپ چیک ہو جائے گا بلکہ اس لئے کہ اب اس کا جسم حرکت میں نہ آ سکے گا۔ شدید ترین سرد ہوا کچھ دری میک اس کے چہرے سے نکراتی رہی پھر بند ہو گئی اور اس کے ساتھ ہی اس کے سر اور چہرے سے کنٹوپ ہٹا لیا گیا اور اس کے ساتھ ہی عمران نے محضوں کیا کہ اب اس کا سر اور گردن حرکت میں آ گئے ہیں۔

” یہ۔ یہ ہوش میں آ گیا ہے۔ یہ گردن موڑ رہا ہے۔“..... میڈم نے یکختن چیختنے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ ایک جھکٹ سے کری سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

” لیکن اس کا جسم تو یہی ڈھیلا ہے میڈم۔“..... ہارڈی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

” بہرحال یہ ہمارے مظلوم لوگ نہیں ہیں اس لئے انہیں بلاک کر دو اور نکل چلو یہاں سے۔“..... میڈم نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے تیزی سے جیب سے میشن پولٹ نکالا اور اس کا رخ عمران کی طرف کیا ہی تھا کہ یکختن جو لیا کی چیخ کرے میں گونہ انہی۔ چیخ ایسی تھی جیسے کوئی انتہائی خوفزدگی کے عالم میں چیخ پڑا ہو

لیکن آواز جولیا کی ہی تھی اور اس چیز کے ساتھ ہی وہاں موجود ہتھ اور ہارڈی کے ساتھ ساتھ میدم بھی جولیا کی طرف مڑی تو تھی کہ ایک پار پھر کرہا ایک آواز سے گونج اٹھا لیکن یہ آواز کسی چیز کی نہیں تھی بلکہ اسکی غائب تھی جیسے کوئی چیز اپنے شکار پر جھپٹ رہا ہو۔ اس پار عمران کی گردان بھی اس طرف کو خود بخود من گئی اور اسی لمحے اس نے جولیا کو ہوا میں کسی پرندے کی طرح اڑتے ہوئے دیکھا اور پلک جھپٹنے سے بھی کم عرصے میں وہ میدم کے ساتھ نکلا کر اسے ساتھ لئے پہلے اس کرنی پر گری جس پر میدم بیٹھی ہوئی تھی اور پھر کرہ میدم کے ساتھ سے نکلنے والی چیز سے گونج اٹھا۔

جولیا نے نیچے گرتے ہی الٹی قلابازی کھائی اور اس کے ساتھ نہ جیرت سے بتا کرہا سمجھ چلتا ہوا اچھل کر اس سے کچھ فاسٹے پر کھڑے ہارڈی سے نکلایا اور وہ دونوں چیختے ہوئے نیچے گرے ہی تھے کہ جولیا جو واقعی بیلی میں ہوئی تھی تیزی سے گھوٹی اور گھوٹنے ہوئے اس نے تیزی سے اٹھتی ہوئی میدم کا بازو پکڑا اور دوسرا لمحے میدم بھی اس کے ساتھ ہی گھومتی ہوئی ہوا میں اڑ کر سامانہ دیوار سے ایک خوفناک دھماکے سے نکلائی جبکہ جولیا یکخت گھومتی ہوئی نیچے جگھی اور اس کے ساتھ ہی یکخت اچھل کر سائینڈ پر جو کھڑی ہوئی۔ اگر ایک لمحے بھی اسے دیر ہو جاتی تو ہارڈی اسے اپنے ساتھ لئے فرش پر جا گرتا لیکن جولیا ایک لمحے پہلے اچھل کر سائینڈ پر

جا کھڑی ہوئی تھی اور اب مشین پسل اس کے ہاتھ میں تھا۔ ہارڈی ایک دھماکے سے اس جگہ گرا تھا جہاں ایک لمحے پہلے جولیا گھومتی ہوئی جگل تھی جبکہ سمجھ بھی اب اٹھ کر کھڑا ہو چکا تھا۔ البتہ میدم دیوار سے نکلنے کے بعد دیوار کی بڑی مدد کے مل ساکت پڑی ہوئی تھی اور پھر کرہ ریٹ کی آوازوں کے ساتھ ہی انسانی چیزوں سے گونج اٹھا۔ ریٹ کی آوازوں جولیا کے ہاتھ میں پکڑے ہوئے مشین پسل سے جبکہ چیزوں سمجھ اور ہارڈی دونوں کے ساتھ سے نکلی تھیں اور وہ دونوں بے فرش پر ذبح ہوئی ہوئی کریوں کی طرح پھر کرہ رہے تھے اور پھر انہیں زیادہ پھر کئے کا موقع نسل سکا اور جولیا تیزی سے دوڑتی ہوئی تیزی سے سیدھی ہوئی اور اپنے ساتھ واپی کری پر موجود صالٹ کی طرف بڑھ گئی۔

”جلدی انہوں اور چلو۔ ہمنے اس پوری کوئی کو چیک کرنا ہے۔“ جولیا نے ری کی گاندھ کھولتے ہوئے کہا جس سے صالح کر کے ساتھ بندھی ہوئی تھی۔ دوسرے لمحے صاندھ انہی اور پھر وہ دونوں دوڑتی ہوئیں یہ ورنی دروازے کی طرف بڑھنے لگیں۔ جولیا کے ہاتھ میں مشین پسل تھا جبکہ صالح خالی ہاتھ تھی۔

”ان دونوں کی تلاشی لو۔ ان کے پاس لازماً اسلحہ ہو گا۔ انہیں موقعہ ہی نہیں مل سکتا تھا اسلحہ نکالنے کا۔..... اچاک جو جولیا نے رکتے ہوئے کہا تو صالٹ تیزی سے مڑی اور پھر دوڑتی ہوئی اس طرف گئی

گھوٹ ہوا جیسے پانی پیچے اس کے جم میں حرکت کا آغاز ہو گیا
و جبکہ جولیا پانی کی دوسرا بوتل اخٹھے ساتھ ہی دوسری کری پر
موجود صدر کی طرف بڑھنی۔ جب جولیا نے صدر کے منہ سے
مال بوتل ہٹائی تو عمران کے جم میں اس قدر تو اتنا عود کر آئی تھی
کہ وہ نہ صرف اٹھ کر بیٹھ گیا بلکہ اس کے منہ میں ساکت ہوئی
زبان بھی حرکت میں آگئی تھی۔

”گڈ شو جولیا۔ آج تو جرت اگنیز پھر تی اور مبارت کا مظاہرہ
کیا ہے“..... عمران نے ایک جھٹکے سے سیدھے ہو کر بیٹھتے ہوئے
کہا۔

”اللہ کا شکر ہے کہ انہوں نے تم سب کے ساتھ ساتھ ہم
لوگوں کو بے حس کرنے والے انگلشن نہیں لگائے۔ شاید انہوں نے
وہ سمجھا ہو کہ خطرہ صرف مردوں سے ہی ہو سکتا ہے“..... جولیا نے
گھرتے ہوئے جواب دیا۔

”صدر اور اس کے ساتھیوں کو بھی بے حس کرنے والے انگلشن
گھٹے گئے تھے جبکہ وہ ہارڈی تو صرف میرے بارے میں بتا رہا
تھا“..... عمران نے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

”ہم تینوں کو بھی ہوش تو کافی پہلے آ گیا تھا لیکن ہم کمل طور پر
بے حس و حرکت تھے“..... صدر نے بھی اٹھتے ہوئے کہا۔ پھر تھوڑی
ہی بعد توبیر اور کیپن مکلیں بھی پانی کی ایک ایک بوتل پر کر حرکت
میں آ گئے۔ جولیا نے انہیں بتایا کہ باہر ان کے تین ساتھی موجود

جبکہ کر ان دونوں کی تلاشی لی تو واقعی ان کی جیبوں سے مشین
پتل نکل آئے جن میں میگزین بھی موجود تھے۔
”آؤ اپ“..... جولیا نے کہا اور پھر وہ دونوں کمرے سے ہے:
کل گئیں تو عمران نے بے اختیار ایک طویل سافس لیا۔ اس ہے:

جولیا نے واقعی جرت اگنیز تیزی، پھر تو اور مبارت کا مظاہرہ یہ
تھا۔ ایسا مظاہرہ جو شاید عمران کی توقع سے کہیں بڑھ کر تھا لیکن
عمران اس بات پر چیران تھا کہ صدر، توبیر اور کیپن مکلیں تینوں کو یہ
ہوا تھا۔ اگر جولیا اور صاحب ہوش میں آ سکتی ہیں تو انہیں بھی اب
تک ہوش میں آ جانا چاہئے تھا۔ اپنے بارے میں تو اسے معلوم تو
کہ اسے ایک شر انجشن لگا دیا گیا ہے بے حس کرنے کا لیکن یہ
تینوں کیوں ہوش میں نہیں آ رہے لیکن وہ پونکہ بول بھی نہ سکتا تو
اس لئے خاموش پڑا سوچتا رہا۔ تھوڑی دیر بعد جولیا اکیلی اندر داخل
ہوئی۔ اس کے باہم میں ایک میڈیکل بیک تھا۔ اس نے میڈیکل
بیک کو عمران کی کری کے قریب رکھا اور پھر اسے کھول کر اس میں
سے پانی سے بھری ہوئی بوتل نکالی اور اس کا ڈھلن پٹا کر اس نے
بوتل کا دہانہ عمران کے منہ کی طرف بڑھا دیا۔ عمران کا منہ خود بخوبی
کھل گیا اور بوتل کا پانی اس کے حلقوں سے نیچے اترتا چلا گیا۔ بوتل
خالی ہونے پر جولیا نے خالی بوتل کو ایک طرف پھینکا اور پھر
میڈیکل بیک میں سے دوسری بوتل نکالی ہی تھی کہ عمران کو یوں

تھے جو ایک کرے میں بینچے شراب پینے میں مصروف تھے۔ انہیں سنبھلنے کا موقع دیئے بغیر جولیا اور صالحے کو لیاں مار کر ہلاک کر دیا۔ اس کے علاوہ اس کوئی میں اور کوئی فرد موجود نہیں ہے تو عمران نے فرش پر بے ہوش پڑی میڈم کو اخاڑ کر کری پر ڈالا اور پنج خود ہی اس نے اسے ری سے اس انداز میں باندھ دیا کہ کسی طرف ہمیں وہ اسے کھول نہ سکے۔ گو صدر اور دوسرا ساتھیوں نے عمران کی جگہ یہ کام سرانجام دینے کے لئے کہا لیکن عمران نے انہیں یہ کہہ کر روک دیا کہ وہ اسے افریقی طرز کی خصوصی گائٹھ ڈال۔ بازہ حصہ چاہتا ہے کیونکہ یہ تربیت یافتہ ہے اور یقیناً اسے گائٹھ کھولنے کی بھی تربیت دی گئی ہوگی۔

”اسے گولی مار کر ختم کر دو۔ کیا پوچھو گے اس سے۔ جب فرمی تمہیں پہلے ہی تاپکا ہے کہ ان لوگوں کا تعلق ہارڈ ایجنٹس سے ہے۔۔۔ جولیا نے کہا۔“

”ابھی تو ابتداء ہوئی ہے مشن کی۔ اس سے اچھی معلومات اُن سکتی ہیں اور آئندہ کسی محاٹلے میں ان معلومات سے مدد بھجن حاصل کی جا سکتی ہے۔۔۔ عمران نے کہا تو جولیا نے اثبات میں ہلا دیا۔ صدر، یقین ٹھیک اور تعمیر ٹیکوں باہر چلے گئے تھے تاکہ ہے گمراہی کر سکیں۔ کرے میں اس وقت عمران، جولیا اور صالحہ رہ گئے۔

”اس کا سر بڑی شدت سے دیوار سے کٹریا ہے اور یہ بے ہوش

ہو گئی ہے اب اس کا منہ اور ناک بند کر دو تاکہ یہ ہوش میں آ جائے۔۔۔ عمران نے پچھے رکھی ہوئی کری پر بینچتے ہوئے کہا تو جولیا نے آگے بڑھ کر کری پر بندھی بینچی میدم کے منہ اور ناک پر دوفوں باٹھ رکھ دیئے۔ چند لمحوں بعد میدم کے جسم میں حرکت کے آثار نمودار ہونے شروع ہو گئے تو جولیا نے باٹھ ہٹائے اور پچھے ہٹ کر کری پر بینچی گئی۔ صالح پہلے ہی کری پر بینچی تھی۔

”یہ تربیت یافتہ عورت ہے۔ یہ آسانی سے معلومات مہیا نہیں کرے گی۔۔۔ صالح نے کہا۔

”میں اس کی پڑیاں توڑ دوں گی۔۔۔ جولیا نے جواب دیا تو صالح نے عمران کی طرف دیکھا تو عمران بے اختیار مکسرہ دیا۔ اسی لمحے میدم نے کرابتے ہوئے آنکھیں کھول دیں اور اس کے ساتھ ہی اس نے لاشعوری طور پر انھیں کی کوشش کی لیکن بندھی ہونے کی وجہ سے وہ اپنی اس کوشش میں ناکام ہو گئی تو اس کے ذہن کو جملکا سارا گا اور اس کے ساتھ ہی اس کا شعور پوری طرح جاگ اخفا۔

”یہ۔۔۔ یہ سب کیسے ہو گیا۔ تم تو بے ہوش تھے طویل وقت تک کے لئے۔ پھر یہ سب کیسے ہو گیا۔۔۔ میدم نے ہوش میں آتے ہی اجتنائی جیرت بھرے لیجے میں کہا۔

”پہلے تم اپنا نام بتاؤ تاکہ ٹنگلوں میں آسانی رہے۔۔۔ عمران نے کہا۔

”میرا نام جولین ہے لیکن تم کون ہو۔ تمہارا میک اپ تو واش

شہیں ہو سکا۔ اس کا مطلب ہے کہ تم وہ نہیں ہو جو ہم سمجھ رہے تھے لیکن اس کے باوجود تمباری ساختی عورت نے حیرت انگیز روحل کا اظہار کیا ہے..... جولین نے کہا۔ ”تو ایک ہی چھت کے نیچے دو جولین اکٹھی ہو گئی ہیں۔“ عمران نے سکراتے ہوئے کہا۔

”میرا نام جو لیتا ہے۔ جولین نہیں۔“ جولیا نے قدرے غصیلے لبجے میں کہا تو جولین چونک پڑی۔

”تم سوکیں نژاد ہو کیونکہ یہ نام وہاں کا پسندیدہ نام ہے۔“ جولین نے حیرت بھرے لبجے میں کہا۔

”سنو جولین۔“ ہمیں معلوم ہے کہ تمہارا تعقیل ہارڈ ایجنٹی سے ہے اور یہ بھی بتا دوں کہ میرا نام علی عمران ایک الیکس سی۔ ذی المیں کی (آکسن) ہے اور یہ سب میرے ساختی ہیں۔ جہاں تک میک اپ واش نہ ہونے کا تعلق ہے تو میک اپ کافیں اب اتنا آگے

بڑھ چکا ہے کہ یہ میک اپ واشر بے کار ہو چکے ہیں۔ اب یہ بھر سن لو کہ ہارڈ ایجنٹی نے از خود غلط کام کرتے ہوئے پاکیشیاً

ایک اہم سائنس دان کو انغو کیا۔ ہمیں معلوم ہے کہ وہ سائنسدان اس وقت کہاں ہے اور ظاہر ہے کہ ہم اسے واپس لے جانے کے لئے بیہاں پہنچے ہیں۔ یہ تو تم نے ایڈوانس کام کیا کہ ہمیں کرانش

میں داخل ہونے سے پہلے ہی کو کرنے کی کوشش کی لیکن اب تمہارے ساتھ جو کچھ ہوا وہ دیکھ رہی ہو۔ اس کے بعد جھمیں سمجھ

بانا چاہئے کہ تمہاری زندگی کسی بھی لمحے ختم ہو سکتی ہے لیکن ہم تمہیں یہک خلاصہ آفر کرتے ہیں کہ تم اپنے چیف گریگ سے بات کرو ہو اسے اس بات پر آزادہ کر لو کہ وہ ہمارے سائنس دان کو واپس پاکیشیاً سمجھو دے تو اس کے بدله ہم تمہیں، تمہارے چیف اور تمہاری ہارڈ ایجنٹی کے دوسرا یکشونوں کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کریں گے۔“..... عمران نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

”تمہارے سائنس دان کا ہارڈ ایجنٹی سے کوئی تعلق نہیں ہے۔“ نہ مجھے چھوڑ دو۔ میں چیف سے کہہ کر تمہارے خلاف کوئی کارروائی ہونے دوں گی ورنہ ہارڈ ایجنٹی تمہارے قصور سے بھی زیادہ فعال بھی ہے۔ تم زندہ واپس نہ جاسکو گے۔“..... جولین نے منہ بناتے وئے کہا۔

”تم فون پر ہمارے سامنے چیف سے بات کرو۔ اس کے بعد م تمہیں آزاد کر کے خود بیہاں سے چلے جائیں گے۔“..... عمران لئے کہا۔

”کیا کہوں چیف سے۔ اسے تو سارے معاملات کا علم ہے۔“ جھمیں نے کہا۔

”جو مرضی آئے کہہ دینا۔ اس سے کیا فرق پڑتا ہے۔“..... عمران نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ کراؤ بات۔“..... چند لمحوں تک سوچنے کے انداز میں خاموش رہنے کے بعد جولین نے کہا تو عمران نے انھ کر ایک

کے اچھل کر جمل کرنے کے دفاع میں غوطہ لگا کر اپنے آپ کو بجا بیتھی اور کمرہ جولین کے طبق سے نکلنے والی چیخ سے گونج اٹھ کیونکہ کرسی اس سے اس قدر زور سے نکرانی تھی کہ جولین پھیجنی ہوئی فرش پر دور تک گھستنی چلی گئی لیکن پھر جیسے ہی اس کا گھستنا ختم ہوا تو اس کا باٹھ تیزی سے گھوما اور اس کے جسم کے سامنے موجود کرسی ہوئی ہوئی واپس عمران کی طرف بڑھی لیکن چونکہ اس کے کرسی واپس اچھائی میں وہ قوت موجود نہیں تھی جو ہوئی چاہئے تھی اس لئے کرسی درمیان میں ہتھی دھاکے سے فرش پر جا گری۔

ای لمحے انھ کر کھڑی جو لیا نے یکخت جب لگایا اور پھر اس سے پہلے کہ جولین کری چھٹنے کے بعد انھ کر کھڑی ہونے کی کوشش میں کامیاب ہوئی کہ جو لیا وہاں پہنچ گئی اور دوسرے لمحے انھی ہوئی جولین چھٹنی ہوئی کسی بلکہ دون کے پرندے کی طرح اٹھی ہوئی سیدھی وہاں جا گری بہباں صالو فرش سے انھ کر خاموش کھڑی تھی۔ یعنی گرتے ہی جولین نے ایک بار پھر اٹھنے کی کوشش کی لیکن اس بار وہ انھ نہ سکی اور چھٹنی ہوئی واپس زمین پر گئی اور ساکت ہو گئی۔ اس کے گر کر اٹھنے ہی صالو نے پوری قوت سے بوٹ کی باریک نوک اس کی چٹنی پر جما دی تھی اور یہ ضرب اس قدر رخت تھی کہ واپس یعنی گر کروہ دوبارہ اٹھنے میں کامیاب نہ ہو سکی اور اس کا جسم ساکت ہو گیا۔

”میرا خیال تھا کہ اس سے مزید پوچھ چکھ کی جا سکتی ہے اس

کونے میں پڑی ہوئی تپائی پر رکھے ہوئے فون کا رسیور اٹھا لیا۔ ”ہاں۔ نمبر بتاؤ۔..... عمران نے کہا تو جولین نے نمبر بتا دی تو عمران نے انکو اڑی کا نمبر پر پیس کر دیا اور پھر انکو اڑی سے اس نے رابطہ نمبر معلوم کر کے پہلے انہیں پرنس کیا اور پھر آخر میں اس نے لاڈوڈر کا میں پرنس کر دیا اور پھر فون سیٹ اٹھا کر وہ جولین کی بیٹی کے قریب آیا ہی تھا کہ جس طرح بیکل چلتی ہے اس طرح کرسی پر بیٹھی ہوئی جولین تپی اور عمران جو فون سیٹ باتھ میں اٹھے ہوئے دوسرے باٹھ میں رسیور پکڑے ہوئے تھا یکخت اچھل۔ پشت کے بل زمین پر گرا جکہ جولین جس نے اچانک اس پر حسد نی تھا اسے گرانے کے بعد قلا بازی کھا کر ایک لمحے کے لئے کھنڈ ہوئی گر دوسرے لمحے اس کا جسم کسی پرندے کی طرح اٹھتا ہے کرسیوں سے انھ کر کھڑی ہوئی جو لیا اور صالو دونوں پر جا گرا۔ وہ ان دونوں کو بھی یعنی گرا کر قلا بازی کھا کر سیدھی کھڑی ہوئی تو اسی لمحے عمران جو اس دوران انھ کر کھڑا ہو چکا تھا یکخت اچھل تو ایک لمحے کے لئے ایسے محosoں ہوا جیسے وہ ہوا میں اڑتا ہوا سیدھے جولین سے آٹکرائے گا اور اسی لمحے جولین نے جوابی دفاع ن خاطر دائیں طرف چھلانگ لکائی لیکن عمران نے صرف اچھلے کا پہ بنا یا تھا جبکہ اس کا اچھلنے کے لئے پھیلنا ہوا ایک بازو تیزی سے سڑ اور اس کے ساتھ ہی قریب پڑی ہوئی کرسی ہوا میں اڑتی ہوئی تھی اس وقت پوری قوت سے جولین سے نکرانی جب جولین نے عمران

بھیں فوری یہاں سے لکھا ہے کیونکہ اچانک حملے سے فون سیٹ اور رسیور دونوں علیحدہ علیحدہ بچے گرے ہیں۔ گویہ گرنے سے نوٹ مگھے ہیں لیکن پھر بھی ہو سکتا ہے کہ ہماری چند آوازیں اس تک بخیج گئی ہوں۔..... عمران نے کہا تو جولیا اور صالح دوفوں نے ہی تائید میں سر ہلا دیئے۔

لئے میں اسے قع نکلنے کا موقع دے رہا تھا اور جولیا نے بھی سمجھ داری سے کام لیا کہ اسے گولیاں نہیں ماریں لیکن تم نے اسے ہلاک کر دیا صالتو۔..... عمران نے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔
”اس میں صالح کا صاحبو نہیں ہے۔ اس لڑکے نے عمل ہی اپنا کیا ہے کہ اس کا روڈل انتہائی سخت ہونا چاہئے۔ میں تو اس روڈل پر کنٹروں کر گئی لیکن صالح نہیں کر سکی۔ ویسے یہ واقعی انتہائی تربیت یافت تھی کہ تمہاری خصوصی طرز کی گاٹھے بھی اس نے کھول لی تھی۔“ جولیا نے ایک لمبی سانس لیتے ہوئے کہا۔

”یہ مرگی ہے۔ جرت ہے۔ میں تو اسے اس لئے گولیاں نہیں ماری تھیں کہ اسے زندہ رکھنے کی کوشش کی جا رہی تھی۔ میں نے تو اسے بے ہوش کرنے کے لئے ضرب لگائی تھی۔..... صالح نے جرت بھرے لبجے میں کہا اور پھر آگے بڑھ کر وہ فرش پر پڑی جولیاں پر جھک گئی۔

”اوہ۔ یہ تو واقعی مر پچی ہے۔ آئی ایم سوری۔“..... صالح نے مذہرات بھرے لبجے میں کہا۔

”نہیں۔ پریشانی کی کوئی بات نہیں کیوںکہ ہم اب اسے بہر حال زندہ نہیں چھوڑ سکتے تھے۔..... عمران نے تسلی آمیز لبجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”لیکن اس سے پوچھ چکھ تو ہوئی تھی ابھی۔“..... جولیا نے کہا۔
”مجھے اس کے چیف کا نمبر چاہئے تھا وہ مل گیا ہے لیکن اب

وے دی تھی اس لئے اب گرگیک کو جولین کی کال کا انتفار تھا
کیونکہ اس کے مطابق جولین کو وہاں پہنچے ہوئے دو اڑھائی گھنٹے ہو
چکے تھے اور چونکہ وہاں کسی قسم کا کوئی خطرہ موجود نہ تھا اس لئے
جولین یا اس کے ساتھیوں کو کسی قسم کا کوئی خطرہ دریش نہ تھا اور کام
صرف اتنا تھا کہ میک اپ واش کر کے اور انہیں ہلاک کر کے
سفارت خانے سے رابطہ کرنا تھا اور انہوں نے اس دوران ضروری
ملاحظات کر لئے گئے ہوں گے اس لئے اب تک جولین کی
مپورٹ اسے مل جانی چاہئے تھی لیکن فون پر خاموشی طاری تھی۔

میک دو بار تو اسے خیال آیا کہ وہ خود جولین کو فون کر کے اس سے
مپورٹ حاصل کرے لیکن پھر وہ اس لئے اس خیال پر عمل کرنے
سے باز رہا کہ اس طرح جولین یہ سمجھے گی کہ اس پر اعتماد نہیں کیا
گیا۔ پھر نجایے کرتا وقت گزر گیا کہ فون کی محنتی بع اٹھی تو چیف
تمعزی سے مڑا اور کری پر بیٹھ کر اس نے رسیور اخالیا۔

”لیں“..... چیف نے اپنے مخصوص لمحے میں کہا۔

”چیف۔ مالان سے فون تھا لیکن جب میں نے رسیور اخالیا تو
اس کے ساتھ ہی وہاکہ سنائی دیا جس کے ساتھ ہی انسانی آوازیں
سنائی دیں لیکن دھماکے کی وجہ سے وہ آوازیں پھیلانی نہیں جائیں۔
اب فون کرنے پر وہاں کال ہی شیئں جا رہی تھیں لکھن ویے ہی
لکھد ہے۔ اب آپ کہیں تو میں لکھن آف کر دوں یا جیسے آپ
کہیں“..... دوسری طرف سے اس کی فون سیکرٹری کی آواز سنائی

ہارڈ بھنگی کا چیف گرگیک اپنے آفس میں کری پر بیٹھنے تو
بجائے کری کے عقب میں بڑی بے چینی کے عالم میں ہٹل ربانی
کیونکہ کسی بھی لمحے جولین کا فون آ سکتا تھا عمران اور اس کے
ساتھیوں کے بارے میں۔ اسے یقین تھا کہ جولین کے حکم پر اس
کے ساتھیوں نے یقیناً عمران اور اس کے ساتھیوں کو طویل بے ہوش
کے انگشن لگا دیئے ہوں گے اور ان کا میک اپ بھی واش ہو چکا
ہو گا۔ گرگیک اور جولین کے درمیان یہی طے ہوا تھا کہ میک اپ
واش ہوتے ہی جولین بے ہوش عمران کو ہلاک کر کے اطاعتی میں
موجود کرانس کے سفارت خانے کے ذریعے کرانس بھجوادے جبکہ
اس کے باقی ساتھی مرد اور عورتوں کو گولیاں مار کر ہلاک کر دینے
کے بعد ان کی لاشیں وہیں چھوڑ دیں۔

جولین نے ایک پورٹ سے روانہ ہوتے ہوئے اسے اطلاع

فون کر کے کہو کہ وہ مجھے فوراً فون کرے۔۔۔ چیف نے تیز لہجے میں کہا۔

”لیں چیف“۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا تو چیف نے رسیور رکھ دیا۔ اب اس کے چہرے پر موجود تمازوں میں کافی کمی ہو گئی تھی۔ تھوڑی دیر بعد فون کی گھنٹی نج اٹھی تو اس نے تیزی سے رسیور اٹھا لیا۔

”لیں“۔۔۔ چیف نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

”چیف۔۔۔ میں فون پر کال جا رہی ہے لیکن کوئی انٹنی نہیں کر رہا۔۔۔ میں تین بارٹائی کر چکی ہوں“۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

”یہ کیا ہو رہا ہے۔۔۔ ویری بیڈ۔۔۔ ملاں میں فارن ایجنت جوزف سے بات کراؤ۔۔۔ فوراً۔۔۔ جلدی“۔۔۔ اس بار چیف نے حلکے بل پیچتے ہوئے کہا اور رسیور اس طرح کریل پر ٹھیٹھی دیا جیسے سارا قصور اس رسیور کا ہی ہو۔ تھوڑی دیر بعد فون کی گھنٹی نج اٹھی تو چیف نے رسیور اٹھا لیا۔

”لیں“۔۔۔ چیف نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”جوزف لاں پر ہے چیف“۔۔۔ دوسری طرف سے فون بیکرڑی کی آواز سنائی دی۔

”بیلڈ“۔۔۔ چیف نے تدرے پیچتے ہوئے کہا۔

”لیں چیف۔۔۔ میں جوزف بول رہا ہوں“۔۔۔ دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔ لہجہ مودبانہ تھا۔

دی تو چیف بے اختیار اچل پڑا۔

”اوہ۔۔۔ اوہ۔۔۔ کوئی خاص بات ہو گئی ہو گی۔۔۔ تم فوراً کنکشن آف کر دو تاکہ جو لین ہاہر کسی فون سے کال کر سکے۔۔۔ تم نے کنکشن آف نہ کیا تو پھر کال کیسے آئے گی“۔۔۔ چیف نے پیختہ ہوئے لہجے تھے کہا۔

”لیں چیف“۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ قائم ہو گیا تو چیف نے ڈھیلے ہاتھوں سے رسیور رکھ دیا۔۔۔ کے چہرے پر حیرت کے ساتھ ساتھ شدید تشویش کے تاثرات بھی ابھر آئے تھے۔

”یہ کیا ہوا ہے۔۔۔ دھاکہ۔۔۔ آوازیں۔۔۔ یہ سب آخر کیا ہے۔۔۔ فون کیوں نہیں آ رہا“۔۔۔ چیف نے خود کامی کے انداز میں کہا۔۔۔ پھر اس طرح اچل پڑا جیسے اسے اچانک کوئی خاص بات یاد آئی۔۔۔ ہو۔

”اوہ۔۔۔ اوہ۔۔۔ جو لین اور اس کے ساتھیوں کے پاس تو میں فون پیچی ہیں۔۔۔ اوہ۔۔۔ اوہ۔۔۔ چیف نے یکخت اچلتے ہوئے کہا اور نجی تیزی سے اس نے رسیور اٹھا لیا اور یکے بعد دیگرے دو ہٹن پر نہ کر دیئے۔

”لیں چیف“۔۔۔ دوسری طرف سے فون بیکرڑی کی مودبند آواز سنائی دی۔

”تمہارے پاس جو لین کے میں فون کا نمبر موجود ہو گا۔۔۔ اے

"جو لین پا کیشائی اجنبیوں کے خلاف کام کرنے والاں کئی ہوں ہے لیکن اس سے رابطہ نہیں ہو رہا۔ میں تمہیں ایک رہائش کا لونی کا ایڈریلیس بتاتا ہوں۔ وہاں فوراً پہنچو اور وہاں جو بھی صورت حال ہے فوراً مجھے ڈائریکٹ فون کر کے بتا۔"..... چیف نے کہا اور اس ساتھ ہی اس نے اس کوئی کا ایڈریلیس بتا دیا جہاں جولین اور اس کے ساتھی پہلی کوئی سے شفت ہو کر گئے تھے۔

"میں چیف"..... دوسری طرف سے کہا گیا تو چیف نے رسید۔ رکھ دیا۔

"کوئی گڑا بڑا ہو گئی ہے وہاں۔ لیکن کیا۔ یہ سب تو یہ ہوش تھے اور انہوں نے ابھی کئی گھنٹے بے ہوش رہنا تھا۔ پھر کیا ہو سکتے ہے..... چیف نے ایک بار پھر خود کامی کے انداز میں بڑھاتے ہوئے کہا لیکن ظاہر ہے اسے اس وقت تک اپنے سوال کا جواب نہ مل سکتا تھا جب تک جوزف کوئی رپورٹ نہ دیتا اور پھر تقریباً نصف گھنٹے بعد فون کی گھنٹی نجع اٹھی تو اس نے تیزی سے رسیدور اخالا پر فون سیٹ پر سرخ رنگ کا چھوٹا سا بلب بل رہا تھا جس کا مطلب تھا کہ کال اب ڈائریکٹ ہے۔ فون سیکرٹری کو سائینڈ پر کر دیا گیا ہے۔

"لیں۔ چیف بول رہا ہوں"..... چیف نے تیز لمحے میں کہا۔

"جوزف بول رہا ہوں چیف۔ انتہائی افسوس تاک خر ہے۔"..... یہاں کوئی میں میڈم جولین اور ان کے چار ساتھیوں کی لاشیں پڑا۔

ملی ہیں۔ ان کے علاوہ یہاں اور کوئی نہیں ہے"..... جوزف نے کہا تو چیف کو ایسے محسوس ہوا جیسے جوزف نے بات نہ کی ہو بلکہ اس کے ذہن کے اندر کوئی طاقتور بم بلاست کر دیا گیا ہو۔ "کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ کیا تم ہوش میں ہو نہیں۔ تم پاگل تو نہیں ہو گئے۔ نہیں"..... چیف نے بذریعی انداز میں چیختے ہوئے کہا۔

"م۔ م۔ میں درست کہہ رہا ہوں چیف۔ لاشیں میرے سامنے پڑی ہیں چیف"..... دوسری طرف سے جوزف نے بوکھلائے ہوئے لجھ میں کہا۔ وہ شاید چیف کے اس طرح بذریعی انداز میں چیختے پر بوکھلا گیا تھا۔

"تم جھوٹ بول رہے ہو۔ کواس کر رہے ہو۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ بے ہوش پڑے افراد جولین اور اس کے چاروں تربیت یافت افراد کو ہلاک کر دیں۔ آخر یہ کیسے ممکن ہے نہیں اور پھر کہہ رہے ہو کہ میں درست کہہ رہا ہوں۔ نہیں"..... چیف نے ایک بار پھر حلق کے بل چیختے ہوئے کہا لیکن اس بار دوسری طرف سے کوئی جواب نہ دیا گیا اور لائن پر خاموشی طاری رہی۔

"کیوں نہیں بول رہے ہو نہیں"..... چند لمحوں بعد چیف نے ایک بار پھر چیختے ہوئے کہا۔

"چیف۔ اب میں کیا کہہ سکتا ہوں۔ لاشیں میرے سامنے پڑی ہیں۔ ایک کمرے میں میڈم جولین اور ساتھیوں کے ساتھیوں کی لاشیں پڑا۔"

ہیں جبکہ ایک اور کمرے میں ایک نوٹی ہوئی کری پڑی ہے۔ ایک کری کے ساتھ ری اس طرح اوہری کھلی ہوئی پڑی ہے جیسے وہاں کسی کو رسی سے باندھا گیا ہو لیکن اس نے رسی کھول لی ہو۔ میدم جولین کی لاش ایک طرف پڑی ہے۔ ان کی کپٹی پر سیاہ داغ ہے جس کا مطلب ہے کہ ان کی کپٹی پر کوئی انتہائی پر قوت ضرب لگائی گئی ہو جس کی وجہ سے وہ ہلاک ہو گئیں۔ ویسے میدم جولین نے زخمی بھی ہیں۔ ان کے چہرے پر ایسے زخم ہیں جیسے کوئی سخت چیز ان کے چہرے پر ماری گئی ہو۔ ان کو ہر حال گوئی نہیں ماری گئی جبکہ دوسرا کمرے میں موجود میدم جولین کے ساتھیوں کی لاشیں پڑی ہیں۔ انہیں گولیاں مار کر ہلاک کیا گیا ہے۔ یہ سب شاید یہاں کمرے میں مشتبہ شراب پی رہے تھے کہ مارے گئے۔ جوزف نے پوری منظر کشی کرتے ہوئے کہا تو چیف لیکھت کری پر ڈھنک سا گیا۔ اس کے چہرے پر شدید ترین مالپی نمایاں دلخاتی دے رہی تھی۔

”لاشیں کرانس پہنچاؤ لیکن اس طرح کہ کسی کو علم نہ ہو سکے۔“
ہارڈ اجنبی کے افراد کی یہ حالت کی گئی ہے۔ چیف نے اس پاہ ڈوبتے ہوئے لجھ میں کہا اور رسیور کریڈل پر فتح کر اس نے دونوں ہاتھوں سے اپنا سر پکڑ لیا۔ جولین کی ہلاکت نے اسے واقعہ ہلاکر رکھ دیا تھا کیونکہ جولین کی ہلاکت یا اس کے لئے بے شمار نمایاں کام کئے تھے اور وہ انتہائی تربیت یافتہ بھی تھی لیکن جوزف

نے جو کچھ بتایا تھا اس سے اب انکار بھی نہیں کیا جا سکتا تھا۔ پھر اچاک اسے ایک خیال آیا تو وہ بے اختیار چوک کر سیدھا ہو گیا۔ ”میں اتنی بڑی اجنبی کا چیف ہوں۔ میرے پاس ہے شمار اجنبی ہیں۔ مجھے بہت نہیں ہماری چاہئے۔ اب مجھے جولین کی بلاکت کا انتقام بھی لینا ہے۔“ چیف نے سامنے دیکھتے ہوئے ایسے لمحے میں کہا جیسے خود کو یقین دلا رہا ہو۔ پھر اس نے رسیور اٹھایا اور کیکے بعد دیگر دو موٹیں پر لیں کر دیئے۔ ”میں چیف۔“ دوسری طرف سے فون سکرٹری کی آواز سنائی دی۔

”قلپ سے بات کراؤ۔“ چیف نے کہا۔ قلپ اس کے ہمیزوں کا انتظامی انجام تھا۔ ”بیلو چیف۔ میں قلپ بول رہا ہوں۔“ چند لمحوں بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

”اطالی میں فارن اجنبی جوزف، میدم جولین اور اس کے ساتھیوں کی لاشیں اطالی سے کرانس لا رہا ہے۔ وہاں دشمنوں نے جولین اور اس کے ساتھیوں کو ہلاک کر دیا ہے۔ میں نے ان کی لاشیں یہاں اس لئے منگوائی ہیں کہ اگر اطالی اجنبیوں نے انہیں پہچان لیا تو کرانس کی بے حد بدناہی ہو گئی۔ لاشیں تو جوزف پیش دے سے لے آئے گا اور اطالی والوں کو اس کا علم بھی نہ ہو سکے گا لیکن یہاں تم نے جوزف سے لاشیں وصول کر کے انہیں برقرار بھی

میں ڈال کر راکھ کر دینا ہے تاکہ تم بدناہی سے بچ سکتیں۔۔۔۔۔ چیف
نے قلب کو تفصیل سے مذاہلات دیتے ہوئے کہا۔
”لیں چیف۔ حکم کی تفصیل ہو گی۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیوں
تو چیف نے ہاتھ پڑھا کر کریں اور پھر فون آنے پر اس نے
ایک بار پھر یہکے بعد دیگر دو بنی پر لیں کر دیے۔
”لیں چیف۔۔۔۔۔ ایک بار پھر فون سکرٹری کی آواز سنائی دی۔
”ہنری اور گیری جہاں بھی ہوں ان سے بات کرواؤ۔ فوراً۔۔۔
چیف نے کہا اور اس نے رسیور رکھ دیا۔ اسے معلوم تھا کہ یہ دونوں
پارس میں نہیں ہوں گے بلکہ لائسنس یا میں ہوں گے کیونکہ پاکیشان
سائنس وان ویں ہے لیکن وہ انہیں اب تک محدود رہنے کی
بجائے عمران اور اس کے ساتھیوں کو سوارے کر ان میں پھیل کر
ٹرینیں کرانا چاہتا تھا۔ تھوڑی درپر بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو چیف نے
ہاتھ پڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

”لیں۔۔۔۔۔ چیف نے اپنے مخصوص لیج میں کہا۔ وہ اب نارمل
ہو چکا تھا۔

”ہنری سے بات کریں چیف۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے فون
سکرٹری نے مودبانتے لیج میں کہا۔
”کراواؤ بات۔۔۔۔۔ چیف نے کہا۔

”ہیلو چیف۔ میں ہنری بول رہا ہوں۔ گیری بھی میرے ساتھ
موجود ہے۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے ہنری کی آواز سنائی دی۔ لبج

مودبانتے تھا۔

”ہنری۔ پہلی بڑی خبر یہ سن لو کہ پاکیشانی انجمنوں نے اطالتی
کے دار الحکومت مالان میں جولین اور اس کے چار ساتھیوں کو ہلاک
کر دیا ہے۔۔۔۔۔ چیف نے کہا۔

”یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں چیف۔ جولین تو بے حد تربیت
یافت، انتہائی هوشیار اور فعال اجنبی تھی۔۔۔۔۔ ہنری نے انتہائی جرأت
بھرے لیج میں کہا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے اسے چیف کی بات پر
بیکن نہ آ رہا ہو لیکن وہ یقین کرنے پر مجبور ہو۔

”ہا۔۔۔ اس کے باوجود وہ عمران اور اس کے ساتھیوں کے
انجمنوں ہلاک ہو گئی ہے اور خاص بات یہ کہ جب جولین وہاں گئی تو
عمران اور اس کے ساتھی بے هوشی کے عالم میں تھے۔۔۔۔۔ چیف
نے کہا۔

”بے هوش تھے۔ کیا مطلب۔۔۔۔۔ ہنری نے جیران ہوتے
وئے کہا تو چیف نے اسے عمران اور اس کے ساتھیوں کی آمد کے
بارے میں اطلاع ملتے سے لے کر ان کا وی آئی پی گیٹ سے
یک رہائش کالوںی میں جنپتی اور پھر انہیں گیس سے بے هوش کرنے
ور دوسری کوئی میں شفت کرنے اور پھر طویل بے هوشی کے انجمن
گانے اور جولین کے چارڑہ طیارے نے مالان جانے تک کی تمام
تفصیل بتا دی۔

”ایسی صورت میں یہ سب کیسے ممکن ہو گیا چیف۔۔۔۔۔ ہنری

نے کہا۔
”جس طرح بھی ہوا ہو گیا اور اب ان کا خاتمہ تم نے کرہے۔ جو لین کا انتقام بھی ان سے لینا ہے لیکن تم دونوں وہاں لیبارٹری کی حفاظت کے نام پر جا کر بیٹھ گئے ہو۔ لیبارٹری کو بھول جاؤ۔ وہاں کے خصوصی انتظامات میں خود کرا دوں گا۔ تم اپنے پورے سکشون کو لے کر فلڈ میں نکل اور جہاں بھی عمران اور اس کے ساتھی میں انہیں ایک لمحے کا توقف کئے بغیر گولیوں سے ازا دو۔“

”حکم کی قسمیں ہو گی چیف۔ دیے بھی اب یہ ضروری ہو گیا ہے کہ ان ایکٹوں کا ہر صورت میں خاتمہ کر دیا جائے۔ آپ بے قدر رہیں۔ لا بھیریا اور پارس دونوں جگہوں پر میرے ایسے دوست موجود ہیں جن کے تجربی کے نیت و رک انتہائی وسیع اور فعال ہیں۔“
مطلوبہ افراد کو زمین کی ساتویں تہہ میں سے بھی نکال لاتے ہیں۔
میں گیری کو یہاں چھوڑ دیتا ہوں۔ البتہ میرا اس سے رابطہ رہے گا اور آپ بے قدر رہیں۔ میں اس عمران کی لاش ہر قیمت پر آپ کے ساتے لے کر رکھ دوں گا۔“

”دوسرا طرف سے ہتری نے بڑے باعتماد لمحے میں کہا۔

”اوکے۔ وش پو گلڈ لک“

”چیف نے مسرت بھرے لمحے میں کہا اور رسیور رکھ دیا۔ اب اس کے چہرے پر مسرت کے تاثرات نمایاں تھے کیونکہ وہ جانتا تھا کہ ہتری انتہائی تجربہ کار اور سمجھ دار

لکھت ہے۔ وہ اگر کام کرنے پر اتر آئے تو عمران اس کے ساتے کوئی حیثیت نہیں رکھتا اس لئے وہ مطمئن تھا کہ اب کامیابی ہتری کے حصے میں ہی آئے گی۔

لا جار ہے تھے۔

ناوا ایک چھوٹا سا سرحدی شہر تھا۔ ناوا، کرانس اور اطاطی کی سرحد واقع تھا۔ یہ جیرت اگزیز بات تھی کہ ناوا ایک اطاطی کا علاقہ میدانی تھا لیکن آگے کرانس کا ملاد پیپاری تھا جسے ماونٹ پلیسٹر کہا جاتا تھا میان کی منزل ناوا تھی جہاں سے انہوں نے کرانس کے علاقے ڈنٹ پلیسٹر میں داخل ہونا تھا کیونکہ جس لیبارڑی میں ڈاکٹر کمال کو لامائی تھا وہ لیبارڑی لاہیریا کے شمال میں تھی لیکن ان کے لئے یہ لامائی جانا ضروری تھا اور جس راستے پر وہ چل رہے تھے وہ ناوا جاتا تھا۔ ناوا پہنچ کر سرحد کراس کر کے جب وہ کرانس کے ڈنٹ پلیسٹر کے علاقے میں داخل ہوتے تو وہاں سے قریب ہی لامائی تھا۔ لاہیریا پہنچ کر وہ آسانی سے لیبارڑی تک پہنچ جاتے۔

” عمران صاحب۔ آپ نے سڑک کے راستے کا انتخاب کیا ہے حالانکہ ہم زیادہ آسانی اور زیادہ جلدی سمندری راستے سے ڈنٹ پلیسٹر پہنچ کر کتے تھے عقب میں بیٹھے صدر نے کہا۔

” یہی بات ہاڑا بھجنی کے چیف نے بھی سوچی ہو گی کہ ہم نے آسان اور نزدیکی راستے کا انتخاب کرنا ہے۔ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

” کیا وہ تھیں نہیں جانتا۔ سائینڈ سیٹ پر بیٹھی جولیا نے چوک کر کہا۔

” یہ تو شیطان کی طرح مشہور ہے۔ اسے کون نہیں جانتا ہو

عمران اپنے ساتھیوں سمیت ایک ہری جیپ میں سوار آیے فراغ سڑک پر خاصی تیز مقاری سے آگے بڑھا چلا جا رہا تھا۔ ڈرامینگ سیٹ پر عمران خود تھا جبکہ سائینڈ سیٹ پر جولیا اور صاد آٹھی بیٹھی ہوئی تھیں اور باقی ساتھی عقبی سیشوں پر موجود تھے۔ ہب سب اب تھے میک اپ میں تھے اور ان کے پاس اس میک اپ کے لاماظ سے تمام ضروری کاغذات بھی موجود تھے جو چینگ کے بعد بھی درست ہی ثابت ہوتے۔ عمران نے میک اپ میں سیے کے خاصا غالب عصر شامل کر دیا تھا تاکہ میک اپ چیک کرنے والے کیمرے اسے چیک نہ کر سکیں۔ وہ اس وقت اطاطی کے مشہور شہر یوڈاں کے مضامفات میں تھے۔ اطاطی کے دارالحکومت مالان سے وہ ایک مقامی پرواز کے ذریعے یوڈاں پہنچتے اور یوڈاں سے انہوں نے یہ جیپ خریدی اور اب اس جیپ کے ذریعے وہ یوڈاں سے

بے اس لئے لاہیریا میں بہر حال ہمیں کوئی جگہ تو چاہئے ہو گی۔“
عمران نے جواب دیا۔
”لیکن وہ تو لاہیریا کو گھیر لیں گے۔ پھر ہماری واپسی کیسے ہو
گی۔..... جو لیے کہا۔

”میں تو چاہتا ہوں کہ گھیرے کی نوبت ہی نہ آئے لیکن آگئی تو
پھر بہر حال گھیرا تو تو زنا ہی پڑے گا۔“..... عمران نے جواب دیتے
ہوئے کہا۔

”نوبت کیسے نہ آئے۔ کیا مطلب“..... صدر نے حیران ہو کر
کہا۔

”ویسے ہی ایک آئندیزیے کی بات کر رہا تھا۔“..... عمران نے
لئے کے سے انداز میں کہا۔

”ویسے آئندیا اچھا ہے عمران صاحب۔ اس سے بہت سے
سائل خود بخوبی حل ہو جائیں گے۔“..... خاموش بیٹھے کیپنٹن ٹکلیں نے
کہا تو سب چوک پڑے۔

”کون سا آئندیا۔“..... صدر نے حیران ہو کر کہا۔
”یہی جو عمران صاحب نے ابھی بتایا ہے۔“..... کیپنٹن ٹکلیں نے
جواب دیتے ہوئے کہا۔

”عمران صاحب نے تو کوئی آئندیا نہیں بتایا۔ کیا کہہ رہے
ہو۔“..... صدر نے اور زیادہ حیران ہوتے ہوئے کہا۔

”تمکل آئندیا تو عمران صاحب کے ذہن میں ہے لیکن اشارہ
وہاں لے آتا ہے اور اسے یہاں سے واپس پا کیشیا بھی لے جو۔

”..... عتب میں بیٹھے توبیر نے کہا تو سب بے اختیار نہ
پڑے۔

”میں اگر شیطان ہوں تو تم میرے ساتھی ہو۔“..... عمران نے
جواب دیا۔

”آپ نے کس لئے جانئے کی بات کی تھی میں جو لیا۔“..... ضلع
نے شاید موضوع بدلتے کے لئے کہا۔

کیونکہ جو عمران کو جانتے ہیں انہیں معلوم ہے کہ عمران آستہ
کی بجائے مشکل کا انتخاب کرتا ہے چاہے وہ راستہ ہو یا کوئی دے
اقدام اس لئے اگر ہارڈ اینجنسی کا چیف عمران کو جانتا ہو گا تو تینی
اسے یہ بھی اندازہ ہو گا کہ عمران کس راستے کا انتخاب کرے گا۔
جو لیا نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

”تمہارا مطلب ہے کہ وہ ماڈنٹ پلیسٹر میں ہمارے استبتو۔
کے لئے تیار ہوں گے۔“..... عمران نے کہا۔

”عمران صاحب۔ انہیں بھی معلوم ہو گا کہ آپ چاہے زندگی
راستے سے ادھر داخل ہوں یا سمندری راستے سے آپ نے بہر۔
لاہیریا پہنچتا ہے اس لئے ان کی تمام ترقیات لاہیریا پر ہو گی۔ کیا ایہ
نہیں ہو سکتا کہ ہم لاہیریا میں داخل ہوئے بغیر سیدھے لیبارٹری
پہنچ جائیں۔“..... صدر نے کہا۔

”ہم نے صرف لیبارٹری جاہ نہیں کرنی بلکہ سائنس والوں کو بھی
واپس لے آتا ہے اور اسے یہاں سے واپس پا کیشیا بھی لے جو۔

انہوں نے کر دیا ہے..... کیپشن ٹکلیل نے مسکراتے ہوئے کہا۔
 ”میں نے کیا کہا ہے“..... عمران نے بھی قدرے جیت بھر۔
 لبھ میں کہا۔
 ”آپ نے کہا ہے کہ گھیرے کی نوبت ہی تھے آئے گی۔“ کیپشن
 ٹکلیل نے کہا۔

”نہیں۔ کوئی اشارہ نہیں ملا۔ البتہ ہارڈ اینجنسی کے چیف گریگ
 کو میں اچھی طرح جانتا ہوں۔ وہ اپنی اینجنسی سے اس طرح پیار
 کرتا ہے کہ جیسے ماں اپنی اولاد سے کرتی ہے اور اپنی اینجنسی کے
 سچش اینجنسس سے وہ اس طرح محبت کرتا ہے جیسے بچے اپنے
 مکملوں سے کرتے ہیں۔ اس کی ایک سچش اینجنت جو گلین، صالح
 کے ہاتھوں اودہ سوری۔ صالح کی گک کے ذریعے ہلاک ہو چکی ہے
 ہمار اس کے علاوہ وہ اور سچش اینجنسس ہیں جن میں ایک ہمی ہے
 جو ادیزیر عمر ہے لیکن یہ حد تحریک کار اور تیز فعال اینجنت ہے اور
 دوسرا گیری ہے جو جذباتی نوجوان ہے لیکن یہ حد تیز طرار اینجنس
 ہے۔ میرا خیال ہے کہ اگر جو گلین کی طرح ہمی اور گیری بھی ہلاک
 ہو گئے تو چیف گریگ باقی اینجنس کو بچانے کے لئے ڈاکٹر کمال کو

پوری بات ہی مکمل کر دی۔“..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
 ”یہ احتمان خیال ہے۔ اگر انہوں نے اسے واپس بھیجا ہوتا تو
 وہ ہلاک سے اغوا کر کے کیوں لے آتے۔“..... اس بار تیور نے کہا۔

”بعض اوقات اچھے بھلے سائے لوگ حماقتوں کرنے پر مجبر ہو
 جاتے ہیں یا کر دیے جاتے ہیں۔“..... عمران نے جواب دیتے
 کیا نہیں ہوتا یا اب سامنے آجائے گا۔“..... عمران نے جواب دیتے

”عمران صاحب۔ آئیڈیا تو بہت اچھا ہے لیکن یہ آئیڈیا آپ
 کے ذہن میں آیا کیونے۔ کیا کوئی اشارہ ملا ہے آپ کو۔“..... صدر
 نے کہا۔
 ”ہاں۔ کہا تو ہے.....“..... عمران نے اس بار مسکراتے ہوئے کہا۔
 ”ایسا تب ہی ہو سکتا ہے جبکہ کرانس کے حکام اور سائنسز
 ڈاکٹر کمال کو از خود ہمارے ساتھ واپس بھیج دیں۔ ایسی صورت میں
 گھیرے کی نوبت ہی نہیں آئے گی۔“..... کیپشن ٹکلیل نے کہا۔
 عمران نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

”تیرت ہے کیپشن ٹکلیل۔ وہ آئیڈیا جو ابھی میں نے مکمل طور پر
 سوچا ہی نہیں ہوتا وہ تم مکمل کر دیتے ہو۔“..... عمران نے کہا۔
 ”کیا آپ نے یہی بات سوچی تھی عمران صاحب۔“..... صدر
 نے کہا۔

”ہاں۔ بس دیے ہی ایک خیال آ گیا تھا لیکن کیپشن ٹکلیل نے
 پوری بات ہی مکمل کر دی۔“..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
 ”یہ احتمان خیال ہے۔ اگر انہوں نے اسے واپس بھیجا ہوتا تو
 وہ ہلاک سے اغوا کر کے کیوں لے آتے۔“..... اس بار تیور نے کہا۔
 ”بعض اوقات اچھے بھلے سائے لوگ حماقتوں کرنے پر مجبر ہو
 جاتے ہیں یا کر دیے جاتے ہیں۔“..... عمران نے جواب دیتے

ہوئے کہا۔

”تم نے یہ بات سوچ کر بڑولی کا مظاہرہ کیا ہے۔ یہ صحیح بڑولی ہے کہ وہ ہمیں ہمارا سائنس دان پھولوں کے ہار پہننا تو اپس کر دیں“..... تنویر نے منہ بتاتے ہوئے کہا۔ ”میں نے ساتھ ہنری اور گیری کے خاتمے کی بات کی تھی ویسے نہیں“..... عمران نے جواب دیا۔

”عمران صاحب۔ لاٹکریا میں آپ نے رہائش کے بارے میں کیا سوچا ہے؟“..... صدر نے ایک بار پھر موضوع بدلتے کے شے کہا۔

”میری کوشش کے باوجود وہاں کوئی نہیں مل سکی اس نے اب وہاں جا کر براہ راست کوشش کریں گے۔“..... عمران نے کہا۔

”کہیں رہنے کی کیا ضرورت ہے۔ سید ہے لیبارٹری چو۔“..... تنویر نے کہا۔

”تمہیں لیبارٹری کا راستہ معلوم ہے۔“..... عمران نے مکرات ہوئے کہا۔

”مجھے تو معلوم نہیں ہے لیکن مجھے سو فیصد یقین ہے کہ تمہیں پوری تفصیل کا علم ہو گا کیونکہ بغیر مکمل معلومات حاصل کئے تم آئیں قدم بھی آگے نہیں بڑھاتے۔“..... تنویر نے جواب دیا تو سب ب اختیار پس پڑے۔

”تلویر خیک کہہ رہا ہے۔“..... جولیا نے تنویر کی حمایت کرتے

ہوئے کہا تو تنویر کا چہرہ جولیا کی اس حمایت پر ہی کھل اخھا۔

”میں کب کہہ رہا ہوں کہ تنویر غلط کہہ رہا ہے لیکن چونکہ مجھے معلوم ہے کہ وہاں کیا صورت حال ہے اس لئے میں تنویر کی ہدایت مان کر سیدھا وہاں نہیں جا سکتا ورنہ اسی جیب میں ہماری لاشیں واپس لاٹکریا لائی جائیں گی۔“..... عمران نے کہا۔

”کیا تفصیل ہے۔“..... میں بتاؤ۔“..... جولیا نے چوک کر کہا۔

”کہیں اٹھیمان سے بیٹھ کر بات کریں گے اور تفصیل سے بات ہو گی۔“..... میں باقاعدہ پلانگ بنانا پڑے گی۔ ڈاکٹر کمال تک پہنچنے اور پھر اسے صحیح سلامت اور زندہ واپس پا کیشیا لے جانے کی پلانگ اور یہ بھی بتا دوں کہ اب تک ہارڈ ایجنٹسی کے چیف کو جو لین کی موت کی خبر پہنچنے پہنچ ہو گی اور اب تک اس نے ہم سے انقام لینے کے لئے لاٹکریا سمیت پورے ایریا میں موت کے جال پھیلا دیئے ہوں گے کیونکہ وہ سرکاری ایجنٹسی ہے اور وہ ان کا اپنا علاقہ ہے۔“..... عمران نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

”میں ڈرانے اور خوفزدہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہم گیری اور ہنری اور تمہارے اس گریگ سے خوفزدہ نہیں ہوں گے۔“..... تنویر نے اس بار تفصیل لے جئے میں کہا۔

”تلویر۔“..... عمران صاحب درست کہہ رہے ہیں۔“..... میں انداخ دھنڈ لوئی اندام نہیں کرنا۔ ہم اپنے ایک ساتھی کی بھی موت برداشت نہیں کر سکتے۔“..... صدر نے کہا۔

"میں کب کہہ رہا ہوں کہ وہ ایسا کرے سکن یہ بات اس نے پہلے سوچ رکھی ہوگی۔ بس تمہیں الو بنا رہا ہے"..... تنویر نے من بناتے ہوئے کہا۔
 "بنے بنائے کو میں کیا بنا سکتا ہوں"..... عمران نے جواب دی تو سب لے اختیار پنس پڑے۔
 "میں تمہیں گولی بھی مار سکتا ہوں۔ سمجھے"..... تنویر نے آنکھیں کھلتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب۔ شاید سرحد قریب آ رہی ہے"..... اس سے پہلے کہ عمران، تنویر کی بات کا کوئی جواب دیتا صالح بول پڑی اور سب آگے کی طرف دیکھنے لگے۔ دور سے ایک چھوٹے سے شہرے آثار نظر آنے لگے۔

"یہ سرحدی شہر تادا ہے"..... عمران نے کہا اور پھر تھوڑی دری بعد وہ واقعی ایک چھوٹے سے شہر میں داخل ہو گئے۔ وہاں آبادی خاص تو کم تھی۔ اکاڈمی کاریں نظر آ رہی تھیں۔ البتہ یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ کسی سمنان اور ویران شہر سے گزر رہے ہوں اور پھر شہر کراس کرتے ہی انہیں دور سے سرحدی چیک پوسٹ نظر آنے لگئی۔

پہلے اطاالی چیک پوسٹ تھی۔ وہاں عمران نے اپنے اس ساتھیوں کے کاغذات پیش کئے اور انہیں لکھر کر دیا گیا۔ کچھ دری بعد وہ کرانس میں داخل ہو رہے تھے اور وہاں چیک پوسٹ پر رکھا۔ انہیوں نے یہاں سے بھی کلیرنس حاصل کر لی۔ البتہ تادا سے یہاں

زیادہ وقت لگ گیا تھا لیکن انہیں کوئی پریشانی نہ ہوئی تھی۔ اب وہ کرانس میں داخل ہو چکے تھے۔ یہاں دور دور تک پیازی علاقہ تھا جو غیر آباد تھا۔ البتہ سڑک کافی چوڑی اور اچھے انداز میں بنائی گئی تھی۔ سبی وجہ تھی کہ پیازی علاقہ ہونے کے باوجود جب خاص تیز رفتاری سے آگے بڑھی چلی جا رہی تھی۔ پھر تقریباً ایک چھٹے کی تیز ڈرامنگ کے بعد دور سے انہیں ہرے شہر کے آثار نظر آنا شروع ہو گئے۔ ان سب کو معلوم تھا کہ ہارہ انگریزی نے یہاں لازماً چینگ کا جاں پھیلا رکھا ہو گا۔

"ہماری سب سے بڑی بچاں ہماری تعداد ہے اس لئے جو یا اور تنویر کا ایک گروپ ہو گا۔ صالح اور کیپن ٹکلیں کا دوسرا اور میرا اور صدر کا تیسرا گروپ ہو گا۔ فون پر زید و دن کوڈ پر بات ہو گئی اور ہم جیسے ہی کسی ہوٹل پہنچیں گے وہاں سے علیحدہ علیحدہ ہو جائیں گے"..... عمران نے کہا۔

"پھر ہمارے کاغذات ہمارے حوالے کر دو"..... تنویر نے کہا۔

"لیکن یہ گروپ تم کیسے بنائے ہو۔ ڈپنی چیف میں ہوں اس لئے گروپ میں بناؤں گی"..... جو یا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"مجھے معلوم ہے کہ تم نے صالح کے ساتھ اپنا گروپ بنایا ہے لیکن جیسا میں نے کہا ہے ویسے ہی ہو گا۔ یہ ضروری ہے وضاحت بعد میں۔ البتہ اپنے کاغذات اور یہک لے لو"..... عمران نے سایہ د پڑا ہوا بیگ اٹھا کر عقب میں دیتے ہوئے کہا۔ تھوڑی دری بعد

کی بھی مواصلاتی سہلائیت سے ہو جاتا ہے اور پھر ایک اور بنیں دبا کر آپ ایک یا زیادہ سے زیادہ دو الفاظ اس میں فیڈ کر دیں اور اسے آن کر دیں تو ایک کلو میٹر کی رش میں ہونے والی ہروہ کال شانی دے گی جس میں یہ الفاظ فیڈ کئے گئے ہوں کچ کر لیتا ہے اور گھڑی کے ڈائل پر سرخ رنگ کا بلب جلتا بھجنا شروع کر دیتا ہے اور گھڑی کے ڈائل پر سست اور رخ جہاں سے یہ کال ہو رہی ہو یا ہو چکی ہو کی نشاندہی ہونا شروع ہو جاتی ہے اور جیسے جیسے آپ اس پاٹ کے قریب ہوتے جائیں گے سرخ بلب زیادہ تیزی سے جلنے لکھنے لگ جائے گا اور پھر اپنے پاٹ پر پہنچ کر وہ مسلسل جلنے لگ جائے گا۔ یہ آہے ایک بینن فون کے لئے خصوصی طور پر تیار کیا گیا ہے لیکن پھر اس کی ڈیمیاؤن پر یہ عام مارکیٹ میں بھی آگیا لیکن صرف یورپ کی حد تک۔ ابھی یہ ایشیا مارکیٹ نہیں پہنچا۔ البتہ اس کے بارے میں کئی مضمایں میں نے ضرور پڑھے تھے۔ یہاں جب یہ مجھے نظر آیا تو میں نے اسے خرید لیا۔ اس کا نام ڈیکلو واج رکھا گیا ہے اور مختصر طور پر اسے ڈی واج کہا جاتا ہے۔ عمران نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا تو صدر نے اپنات میں سر ہلا دیا۔ البتہ اس کے چھرے پر اب اطمینان کے نثارات نمایاں تھے۔

ان سب نے اپنے اپنے کاغذات لے لئے۔ صرف عمران اور صدر کے کاغذات اس بیک میں رہ گئے تھے۔ شہر کے مبنیات میں تو عمران نے جیپ روک دی اور اس کے ساتھ ہی سوائے صدر سے باقی سب ساتھی اتر گئے اور پھر جس طرح عمران نے گروپنگ کی تھی اسی طرح علیحدہ گروپس کی صورت میں آگے بڑھتے چے گئے۔

”عمران صاحب اس گروپنگ کا کیا فائدہ۔ اس طرح انہا بد بکھر جائیں گے۔۔۔۔۔ صدر نے کہا۔“
”یہاں واقعی نگرانی کا جال بچتا ہوا ہو گا اور ان کی تمام تر توجہ تعداد پر ہو گی کیونکہ انہیں بھی معلوم ہو گا کہ ہم نے میک اپ تبدیل کرنے ہوں گے۔ میں چاہتا ہوں کہ ہارہ ایجننسی کے پر پبلیک کاٹ دیئے جائیں تاکہ ہمارا عقب محفوظ ہو جائے پھر آگے بڑھیں ورنہ اگر ہمیں عقب سے کوکر لیا گیا تو ہم بری طرح پھنس بھی سکتے ہیں۔۔۔ عمران نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔
”لیکن کیسے آپ اس جال کو تو زیس گے۔ کیسے چیلنج کریں گے۔۔۔۔۔ صدر نے کہا۔“

”میرے پاس ایک خصوصی آہے ہے جو میں نے اطاہی سے روانہ ہونے سے پہلے خصوصی طور پر خریدا ہے۔ یہ کلامی کی گھڑی کی طرح ہتا ہوا ہے۔ اسے کلامی پر پانچھ کر جب اس کا ایک مخصوص بنن پر لیں کریں تو اس کا تعلق اس وقت یہاں کی نضا میں موجود

ٹے پایا کہ یا تو ہنری یا گیری دونوں میں سے ایک لیبارڑی کی سیکورٹی کا کام کرتا رہے جبکہ دوسرا لائبریری پہنچ کر وہاں پا کیشی کی ایجنٹس کو نریں کرنے کی کوشش کرے۔ پہلے تو گیری نے خود جانے کی ضد کی لیکن ہنری نے اس کی بات تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔ اس کا موقف تھا کہ عمران اور پا کیشی سیکرٹ سروس کے سامنے جذبات کام نہیں دے سکتے۔ تجربہ کام دے سکتا ہے اس لئے وہ لائبریریا جائے گا۔ آخر کار طویل بحث کے بعد یہ ٹے پایا کہ گیری وہیں لیبارڑی کی سیکورٹی کے لئے رہے گا جبکہ ہنری لائبریریا پہنچ کر وہاں عمران اور اس کے ساتھیوں کو نریں کر کے انہیں ہلاک کرے گا۔

چنانچہ ہنری سیکشن کے چھ افراد کو ساتھ لے کر لائبریریا شہر میں آ گیا تھا۔ اس نے اپنے ساتھیوں کے دو دو کے گروپ بنایا کہ ان کو ایک پورٹ، سڑک اور سمندری راستے پر لاگا دیا تھا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ پا کیشی ایجنٹس ان راستوں سے ہی لائبریریا میں داخل ہو سکتے ہیں۔ خاص طور پر زمینی راستے جس پر غزر کرنا خاصا مشکل تھا لیکن ہنری کو معلوم تھا کہ عمران کی کامیابی کی اصل وجہ ہی تھی کہ وہ آسان کی بجائے مشکل راستے استعمال کرنے کا عادی تھا اور اطالی سے کرانس پہنچنے کا راستہ چونکہ پیازی اور ویران ملا جانا تھا اس لئے اس سڑک پر تیز رفتاری سے کار چلانا خاصا مشکل تھا اور کسی بھی وقت تیز رفتار کار اپنی پنجی جگہ ہونے کی وجہ سے الٹ

لائبریریا کی ایک رہائش کا لو فنی کی ایک کوئی کے ایک کمرے کے پیش آفس کے انداز میں سجا یا گیا تھا اور یہ آفس ہارڈ ایجنٹس کے پیش ایجنت ہنری کا تھا۔ جولین کی ہلاکت کے بعد وہ اپنے ہاف سیکشن وہ لیبارڑی کی سیکورٹی پر چھوڑ آیا تھا اور ہاف سیکشن کو ساتھ لے کر لائبریریا آ گیا تھا۔ اس کے ساتھ چھ افراد تھے جن میں دو عورتیں تھیں اور چار مرد تھے۔ ہنری اور گیری دونوں ایک ہی سیکشن سے متعلق تھے۔ ادھیڑ عمر ہنری سیکشن پر باس تھا جبکہ نوجوان گیری کو سیکشن والے باس کہہ کر بلاستے تھے۔ گیری چونکہ بے حد جذباتی نوجوان تھا اس نے ہر معاملے میں وہ آگے آگے رہتا تھا جبکہ ہنری جذبات کی بجائے اپنے تجربات سے فائدہ اٹھاتا تھا۔

ہارڈ ایجنٹس کے چیف گریگ نے جب ہنری کو کاں کر کے جولین کی ہلاکت کے بارے میں بتایا تو ان دونوں کے درمیان یہ

سکتی تھی۔ پھر دنوں ملکوں کی سرحدوں پر چوکیاں موجود تھیں جہاں
نہ صرف خخت چینگ کی جاتی تھی بلکہ وہاں مستقل طور پر میک اپ
چیک کرنے کے لئے خصوصی کمرے بھی نصب تھے۔

اس کے علاوہ ہر سیاح کے کامنڈات کو باقاعدہ کپیور کے ذریعے
ان کے جاری کرنے والوں کے کوائف حاصل کر کے چیک کیا جاتا
تھا۔ اس طرح کوئی بھی ملٹل آؤی کسی طرح بھی ایک ملک سے
دوسرے ملک میں داخل نہ ہو سکتا تھا اس لئے ہنری نے وہاں اپنے

سیکشن کے افراد کو تعینات نہ کیا تھا بلکہ لائیبریا کے ایک تجسس گروپ
کے دو افراد کو اس نے اطاعتی سے کرانس میں داخل ہونے والے
افراد کو چیک کرنے کے لئے ہائزر کیا تھا۔ انہیں صرف اتنا بتا دیا گی
تھا کہ اس گروپ جس میں چھ افراد ہوں اور ان میں چار مرد اور دو

عورتیں ہوں انہیں چیک کیا جائے اور اس کی فوری رپورٹ ہنری کو
دی جائے جبکہ اس نے اپنے سیکشن کے افراد کو ایئر پورٹ، پندرگاہ،
اور دو کو شہر کے بڑے ہوٹلوں کے گرد راوٹ کرنے اور چینگ

کرنے کیلئے مامور کیا تھا۔ ان سب کے پاس میک اپ چیک
کرنے والے کیمروں کے علاوہ ایسے جدید آلات بھی تھے جن سے
کسی کی کافی فاصلے سے نگرانی کی جاسکتی تھی۔

ہنری اپنے آفس میں بینجا گروپ سے رپورٹ وصول کرتا رہتا
تھا اور انہیں ہدایات دیتا رہتا تھا۔ آج اسے یہاں آئے ہوئے
دوسرਾ دن تھا اور انہیں تک اسے کوئی ایسی رپورٹ نہیں ملی تھی جس

سے آگے بڑھا جا سکتا ہو۔ اس وقت بھی وہ آفس میں بینجا شراب
پینے میں مصروف تھا کہ فون کی تھنچی نہ اٹھی تو ہنری نے ہاتھ میں
موجود شراب کا گلاس میز پر رکھا اور ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھالیا۔

”لیں۔ ہنری بول رہا ہوں“..... ہنری نے کہا۔

”بارجر بول رہا ہوں بس“..... دوسری طرف سے اس کے
سیکشن کے ایک آؤی کی آواز سنائی دی۔ لیچہ مدد و پابند تھا۔

”کیا ہوا ہے۔ کوئی خاص رپورٹ“..... ہنری نے چوک کر کہا
کیونکہ بارجر اس کے سیکشن کا سینیئر عبد یاد رہا تھا۔

”باس۔ ایک نئی جیپ لائیبریا پہنچی ہے جس پر اطاعتی رجسٹریشن
نمبر ہے“..... دوسری طرف سے بارجر نے ایسے لمحے میں کہا جیسے
یہ کوئی خاص بات ہو۔

”اس میں کیا خاص بات ہے۔ اطاعتی سے گاڑیاں کرانس اور
کرانس سے اطاعتی گاڑیاں آتی جاتی رہتی ہیں۔ تمہارا مطلب ہے
کہ سرحد پر رجسٹریشن نمبر تبدیل کر دیئے جائیں“..... ہنری نے منہ
نہاتے ہوئے کہا۔

”باس۔ روگ نے مجھے فون کر کے بتایا ہے کہ اطاعتی سرحد کی
طرف سے آتی ہوئی ایک جیپ اس نے مارک کی ہے جس میں
چار مرد اور دو عورتیں سوار ہیں لیکن ان کے حلیبے بتائے ہوئے
جلیبوں سے میکر مختلف تھے اس لئے اس نے صرف اپنے آپ کو
چینگ تک محدود رکھا۔ پھر یہ جیپ لائیبریا میں داخل ہوئی تو اس

نے مجھے اطلاع دی۔ میں نے جب اسے چیک کیا تو گاؤں وی ون تھی جس پر اٹالی رجسٹریشن نمبر پلیٹ تھی لیکن اس میں چھ افراد کے مجایے دو آدمی سوار تھے جبکہ روگ نے پہلے چار مردوں اور دو عورتوں کے بتایا تھا۔ میں نے بہر حال ان کی گمراہی جاری رکھی تو یہ جپ گولڈن ہوٹل کی پارکنگ میں رک گئی اور وہ دونوں آدمی جیپ سے اترے۔ ہوٹل میں گئے اور انہوں نے دو کمرے بک کرائے ہیں۔ کافی نہات کی رو سے وہ دونوں اٹالی کی پیر ناپ یونیورسٹی کے ریسرچ سینکلنڈ سے متعلق ہیں اور ان کے پاس سیاحت کے میں الاقوامی کا روز بھج موجود ہیں۔ میں نے اٹالی رجسٹریشن نمبر کو بھی اٹالی آفس فون آر کے اپنے ایک دوست کے ذریعے چیکنگ کرائی ہے۔ نمبر درست ہے لیکن یہ گازی صرف چند روز پہلے اٹالی کے دارالحکومت مالان میں فروخت کی گئی ہے۔ بار جرنے پوری تفصیل سے رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

”لیں پاس۔ میں سمجھ گیا ہوں۔ آپ بے فکر رہیں۔ میں خود ان کی گمراہی کروں گا اور اگر کوئی مشکوک بات سامنے آئی تو آپ کو روپورٹ دوں گا۔“..... بار جرنے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوکے۔ لیکن انتہائی محتاط رہنا۔ اگر یہ واقعی عمران اور اس کے ساتھی ہیں تو یہ سمجھو تم انتہائی زہری لیے سانپوں سے مقابلہ کر رہے ہو۔“..... ہنری نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

”کاش۔ واقعی یہ عمران اور اس کے ساتھی ہوں تاکہ کم از کم آگے بڑھنے کا موقع تو مل جائے۔“..... ہنری نے رسیور رکھ کر ایک

پر بھی ہو سکتا ہے اور ذاتی بھی۔ تم ان کے فون بھی چیک کرو اور انہیں بھی۔..... ہنری نے کہا۔

”ہم دو آدمی ہیں باس۔۔۔ بار جرنے جواب دیتے ہوئے کہا۔۔۔

”تم ان دونوں کی مشینی گرانی کرتے رہو۔۔۔ میں خود وہاں پہنچ رہا ہوں۔۔۔ ہم پہلے ان پر ہاتھ دالیں گے پھر ان کے ساتھیوں کو بھی دیکھ لیں گے۔۔۔“ ہنری نے کہا۔۔۔

”باس۔۔۔ آپ کیوں تکلیف کر رہے ہیں۔۔۔ اگر آپ حکم دیں تو ہم انجانی آسانی سے انہیں ان کے کمرے میں بے ہوش کر کے انہوا کر کے آپ کے پاس لا لکھتے ہیں۔۔۔ بار جرنے جواب دیتے ہوئے کہا۔۔۔

”لیکا کرو گے۔۔۔ تفصیل سے بتاؤ۔۔۔ یہ انجانی خطرناک اجنبی ہیں۔۔۔“ ہنری نے کہا۔۔۔

”کرنا کیا ہے باس۔۔۔ کی ہوں سے اندر بے ہوش کر دینے والی ہیں فائز کریں گے اور ان دونوں کے بے ہوش ہوتے ہی اندر جا کر انہیں پاہر نکال لائیں گے۔۔۔“ بار جرنے جواب دیتے ہوئے کہا۔۔۔

”ٹھیک ہے۔۔۔ فوراً اس پر عمل کرو لیکن بالکل اس طرح جس طرح تم نے بتایا ہے۔۔۔ معمولی سا وقہ بھی نہ دینا۔۔۔ انہیں یہاں انسے کی ضرورت نہیں ہے۔۔۔ اپنی کارروائی کمل کر کے مجھے فون کرنا۔۔۔ پھر میں وہاں پہنچ جاؤں گا اور ان سے ان کے ساتھیوں کے بارے میں سب کچھ معلوم کر لیں گے۔۔۔“ ہنری نے کہا۔۔۔

بار پھر شراب کا گلاس اخھاتے ہوئے کہا اور پھر اس نے گھونٹ گھونٹ لیتے ہوئے شراب پینا شروع کر دی۔۔۔ اس طرح وقق وقق سے فون آتے رہے اور ہنری انہیں ان کی روپورٹوں سے مطابق بدائلات دیتا رہا کہ ایک پارکھتی بجھے پر جب اس نے رسید، اٹھایا اور اپنے بارے میں بتایا تو دوسرا طرف سے بار جرنی آواز سنائی دی تو وہ چوک پڑا۔۔۔

”لیں۔۔۔ کوئی خاص بات ہوئی ہے۔۔۔“ ہنری نے چوک کر پوچھا۔۔۔

”لیں باس۔۔۔ ہم نے مارگوٹ واکس چیکر کا ان کے کمرے کی عقبی کھڑکی کے ذریعے استعمال کیا تو تحریت الگیز باقی سامنے آئی ہیں۔۔۔ یہ دونوں ایک ہی کمرے میں موجود تھے اور دونوں کی اشیائیں زبان میں باقی کر رہے تھے لیکن دوناں گفتگو کے دوران بولے گئے ہیں ایک عمران اور دوسرا صدر۔۔۔“ بار جرنے کہا تو ہنری بے اختیار اچھل پڑا۔۔۔

”اوہ۔۔۔ دیری گذ۔۔۔ یہی ہمارے مطلوبہ لوگ ہیں۔۔۔ کیا ان کے ساتھی آئے ہیں۔۔۔“ ہنری نے چیختے ہوئے کہا۔۔۔

”نہیں جتاب۔۔۔ ابھی تک تو نہ انہیں کسی نے فون کیا ہے اور نہ ہی ان دونوں نے کسی کو فون کیا ہے۔۔۔“ بار جرنے جواب دیتے ہوئے کہا۔۔۔

”تمہارے ساتھ کتنے آدمی ہیں۔۔۔“ ہنری نے پوچھا۔۔۔

”کیا ہوا تفصیل سے بتاؤ“..... ہنری نے اطمینان بھرا طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

”ہم نے دیے ہی کیا جیسے آپ نے کہا تھا۔ کی ہول سے گیس فائز کر کے ہم نے انہیں بے ہوش کر دیا۔ پھر ہوٹل کا کرہ کھول کر ہم نے انہیں اخا کر کا نہ ہوں پر لادا اور فائز ڈور سے باہر نکال کر ریڈ پاؤٹ پر پہنچ گئے“..... بار جرنے اطمینان بھرے لبجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”گند۔ میں پہنچ رہا ہوں۔ اب میں دیکھتا ہوں کہ یہ زبان کیسے نہیں کھولتے“..... ہنری نے کہا۔

”لیں بس“..... دوسرا طرف سے کہا گیا تو ہنری نے رسیدر رکھا اور اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ اس کے چہرے پر عمران کے قابو آنے کا سن کر مسرت کا دریا سا بہنچنے لگا تھا۔

”لیں بس۔ آپ بے ٹکر رہیں۔ ہم پلک جھکنے میں یہ سارے کارروائی مکمل کر لیں گے۔“..... بار جرنے کہا۔

”اوکے۔ میں تمہاری طرف سے کال کا منتظر ہوں گا۔ وہ یہ گذلک“..... ہنری نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیدر رے دیا۔ اب اس کے چہرے پر مسرت کے تاثرات نمایاں تھے کیونکہ اسے بار جرنی صلاحیتوں پر مکمل اعتماد تھا اس لئے اس نے ایک۔

پھر شراب پینا شروع کر دی کیونکہ اب وہ بار جرنی کی طرف سے ز جانے والی کال کا شدت سے منتظر تھا۔ ہر گز روز نے والے لمحے ساتھ اس کی بے چینی بڑھتی جا رہی تھی۔ پھر مجانتے کتنا وقت گز۔ تھا کہ فون کی گھنٹی نج اٹھی تو ہنری نے اس طرح جھپٹ کر رسیدر اٹھا جیسے اگر ایک لمحہ کی بھی دیر ہو گئی تو قیامت نوٹ پڑے گی۔

”لیں۔ ہنری بول رہا ہوں“..... ہنری نے تیز لبجے میں کہا۔
”بار جرن بول رہا ہوں بس“..... دوسرا طرف سے بار جرن آواز سنائی۔

”کیا رپورٹ ہے“..... ہنری نے انجامی اشتیاق بھرے بے میں کہا۔

”وکٹری بس۔ ہم نے نہ صرف انہیں بے ہوش کیا بلکہ جوڑنے کے کمرے سے نکال کر ریڈ پاؤٹ پر پہنچنے لگے ہیں۔ میں وہیں سے کال کر رہا ہوں۔ اب ان سے اطمینان سے پوچھ چکھ ہو سکتی ہے۔“
بار جرنے جواب دیا۔

لئے سرخ رنگ کا نقطہ سا جلا اور پھر بھگ گیا۔ دو بار ایسا ہوا تو عمران کے چہرے پر مسکراہٹ ابھر آئی۔ اب جس کال میں عمران اور پاکیشائی اینجنتوں کے الفاظ استعمال ہوں گے تو یہ اسے کچ کر لے گا اور پھر وہ کال نہ صرف بھیں سنائی دے گی بلکہ ہم کال کو نہیں بھی بکریکھیں گے۔..... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ایک بیٹن دیا تو گھڑی میں سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

”یہ بس۔ ہم نے مار گوٹ واکس چیک کا ان کے کمرے کی عقبی کھڑکی کے ذریعے استعمال کیا اور حیرت انگیز باقیت سامنے آئی ہیں۔ یہ دونوں ایک ہی کمرے میں موجود تھے اور دونوں کی پاکیشائی زبان میں باقیت کر رہے تھے لیکن دو نام گھنٹوں کے دوران بولے گئے ہیں۔ ایک عمران اور دوسرا صدر“..... ایک مردانہ آواز سنائی دی اور آخر فقرہ سن کر عمران اور صدر بے اختیار اچھل پڑے۔

”تم سنو کہ مزید کیا باقی ہو رہی ہیں“..... عمران نے سرگوشیانہ لمحے میں کہا اور پھر وہ دوستتا ہوا عقبی کمرے میں چلا گیا اور اس نے کھڑکی کھول کر دیکھا۔ کھڑکی کے ایک پٹ پر ایک چوکور ڈب چپنا ہوا تھا اور اس پر ایک سفید رنگ کا بلب بلب رہا تھا۔ عمران نے بھلی کی سی تیزی سے ایک جھٹکا دے کر اس پاکس کو کھڑکی سے ہٹایا اور اس کے ساتھ ہی اس پر جعلے والا بلب آف ہو گیا تو عمران نے کھڑکی بند کر دی اور واپس مرا۔ صدر ڈبی واقع قہاء خاموش بیٹھا پوری توجہ سے اس سے نکلنے والی آوازیں سن رہا تھا۔ عمران بھی دوبارہ

عمران اور صدر دونوں گولڈن ہوٹل کے ایک کمرے میں موجود تھے۔ گوانہبوں نے علیحدہ علیحدہ کمرے بک کرائے تھے لیکن صدر، اس وقت عمران کے کمرے میں ہی موجود تھا۔

”عمران صاحب۔ دو ڈبی واقع کہاں ہے۔ مجھے تو دکھائیں۔“ مجھے تو بڑی ڈپس پیدا ہو گئی ہے اس میں۔..... صدر نے کہا تو عمران نے کوٹ کی اندروں جیب سے ایک خوبصورت سی کلاں گھڑی نکالی جو ایک چھوٹے سے ڈبے میں بند تھی۔

”میں اسے آپریٹ کر دوں“..... عمران نے کہا اور پھر ڈبے سے گھڑی نکال کر اس نے اس کی سائیندوں پر موجود نظر نہ آئے والے بنوں کو پرلس کر دیا۔

”فیڈ عمران۔ فیڈ پاکیشائی اینجنت“..... عمران نے دو تین پاریتے الفاظ کہے اور گھڑی کے ڈاکل کے ایک کونے میں ایک لمحے

قریب آ کر بیٹھ گیا۔ ابھی فون پر گفتگو جاری تھی۔ جلد ہی پہنچے چل گیا کہ کیا پلانگ بنائی جا رہی ہے۔ پھر جیسے ہی فون پر رابطہ قائم ہوا تو عمران نے ذی واج صدر سے واپس لے کر اس کا ایک بڑی پلس کر دیا اور اسے جیب میں ڈال لیا۔ ”عمران صاحب۔ اب آپ نے کیا سوچا ہے“..... صدر نے کہا۔

”چلو عقینی کمرے میں۔ وہاں کی کھڑکی کھول دیتے ہیں۔ پھر آسانی سے سانس روکا جاسکتا ہے۔ پھر جب یہ اندر آئیں گے تو ان کو بے ہوش کر کے یہاں سے نکالنا پڑے گا“..... عمران نے کہا۔ ”لیکن ان کا باس تو ان کی کال کا منتظر ہو گا“..... صدر نے کہا۔

”یہ بعد میں دیکھیں گے۔ آؤ کمرے میں“..... عمران نے کہا اور پھر وہ دونوں عقینی کمرے میں پہنچ گئے۔ عمران نے دونوں عقینی کھڑکیاں کھول دیں اور خود وہ سایدیڈ پر اس طرح کھڑا ہو گیا کہ پہلے کمرے کا بیرونی دروازہ اسے صاف دکھائی دے رہا تھا۔

”جب میں ہاتھ اوچا کروں تو تم نے سانس روک لیتا ہے۔ وہ بھیں باہر نہ دیکھ کر لا زماں اس عقینی کمرے میں آئیں گے تو ان دونوں کو فوری بے ہوش کرنا ہو گا“..... عمران نے کہا تو صدر نے جو دروازے کی دوسری طرف کھرا تھا، اثبات میں سر ہلا دیا۔ دیے

چہاں وہ موجود تھا وہاں سے بیرونی دروازہ اسے نظر نہ آ سکتا تھا اس لئے عمران نے اسے اشارہ دینے کی بات کی تھی۔ عمران کی نظریں دروازے کے درمیان موجود کی ہوں پر جب ہوئی تھیں کیونکہ اسے معلوم تھا کہ اس کی ہوں سے ہی بے ہوش کر دینے والی گیس اندر فائر کی جائے گی اور پھر جب کچھ دیر بعد اس نے کی ہوں سے وہاں نکلتے دیکھا تو اس نے فوراً سانس روک کر ہاتھ اٹھا دیا تاکہ صدر بھی سانس روک لے۔

چند لمحوں تک وہاں نکلتا رہا اور پھر غائب ہو گیا تو عمران سمجھ گیا کہ اس قدر کم مقدار میں گیس فائر کرنے کا مطلب ہے کہ یہ انبتاً زود اثر گیس ہے۔ اس کی زیادہ مقدار بے ہوش فرد کو ہلاک بھی کر سکتی ہے اس لئے اس کی بے حد کم مقدار استعمال کی جاتی تھی اور اس کے ساتھ ساتھ اس کی دوسری صفت یہ بھی تھی کہ جس قدر زود اثر ہوتی ہے اس قدر جلد نفخا میں حل ہو کر قائم بھی ہو جاتی ہے اور یہاں چونکہ عقینی کمرے کی دونوں عقینی کھڑکیاں کھلی ہوئی تھیں اس لئے یہاں گیس کے اثرات بہت ہی کم وقت تک نضا میں رہ سکے ہوں گے۔ چنانچہ چند لمحوں بعد اس نے آہستہ سے سانس لیا تو اسے کسی قسم کی کوئی رکاوٹ محسوس نہ ہوئی تو اس نے زیادہ زور سے سانس لیا اور پھر اس نے صدر کو سانس لینے کا اشارہ کیا اور خود تیزی سے آگے ہڑھ کر بیرونی کمرے میں آ گیا۔ اس کے پیچے صدر بھی بیرونی کمرے میں آ گیا۔ عمران نے اسے

دروازے کی سائینڈ میں رکنے کا اشارہ کیا اور خود بھی وہ پیروزی لمحوں بعد اس کے کانوں میں بلکی سی ملک کی آواز پڑی تو وہ بھی گی کہ ماشر کی مدد سے دروازہ کھولا جا رہا ہے اور وہ ہوا۔ چند لمحوں بعد دروازے کو حکیل کر اندر کی طرف کھولا گیا اور یہکے بعد دیگرے دو افراد تیزی سے اندر داخل ہوئے ہی تھے کہ عمران اور صدر بیک کی سی تیزی سے حرکت میں آئے اور دوسرا لمحے اندر آنے والے دونوں افراد ہوا میں قلبابازی کھا کر پشت کے بل دھماکے سے فرش پر جا گرے۔ عمران اور صدر دونوں نے ان کی گردنوں میں باہم ڈال کر انہیں مخصوص انداز میں اٹھا کر اس طرح پھیکا تھا کہ وہ ہوا میں قلبابازی کھا کر نیچے فرش پر جا گرے تھے۔ اس کے ساتھ ہی عمران نے پیر مار کر خود بخود بند ہوتے ہوئے دروازے کو فوری بند کر دیا اور پھر وہ دونوں تیزی سے آگے بڑھے اور دونوں نے جھک کر اپنے اپنے شکار کے سر اور کانہ ہے پر اپنے ہاتھ رکھ کر انہیں جھکنا دے کر ان کی گردنوں میں آ جانے والے بل نکال دیے۔ اتنی دیر میں ہی ان کے چہرہ اس قدر بگز گئے تھے کہ اگر چند لمحے اور یہ بل نہ نکالے جاتے تو وہ لازم ہلاک ہو چکے ہوتے۔ بل نکل جانے کی وجہ سے ان کے بگزے ہوئے چرے تیزی سے نارمل ہونا شروع ہو گئے۔

”اب کیا کرنا ہے عمران صاحب“..... صدر نے عمران کی طرف

دیکھتے ہوئے کہا۔

”ان میں سے ایک کو ہوش میں لا نا پڑے گا تاکہ اس سے اس کے باس کا نمبر معلوم کیا جاسکے“..... عمران نے کہا۔ ”عمران صاحب۔ میرے خیال میں پہلے آپ کسی رہائش گاہ کا بنڈو بست کریں۔ یہاں ہوٹل میں کسی بھی لمحے ویٹر اندر آ سکتا ہے اور بھی کچھ ہو سکتا ہے۔ یہاں سے نہ صرف ہمیں لکھنا ہو گا بلکہ انہیں فائز ڈور سے نکال کر لے جانا ہو گا۔“..... صدر نے کہا۔

”تم پہلے جا کر جیپ کو فائز ڈور کے قریب لے آؤ۔ ہمیں داعی فوری یہاں سے نکلا ہو گا۔ باقی کام راستے میں بھی ہو سکتا ہے۔“..... عمران نے کہا تو صدر نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پیروزی دروازے کی طرف بڑھ گیا جبکہ عمران نے جھک کر ان کی جیجوں کی تلاشی لیانا شروع کر دی۔ ایک آدمی کی جیب سے ایک چھوٹی سی ڈائری نکلی جس پر نام پار جر لکھا ہوا تھا۔ ڈائری میں مختلف فون نمبرز کے ساتھ ساتھ کچھ ذائقی یادداشتیں بھی درج تھیں۔ البتہ ایک صفحے پر ایک رہائشی کالوں کا پتہ درج تھا۔ اس کے ساتھ ریڈ پاکٹ کے الفاظ بریکٹ میں لکھے ہوئے تھے۔ اس آدمی کی جیب سے بے ہوش کرنے والی گیس فائز کرنے والا چھوٹا لکھن انہیاں جدید میٹل بھی برآمد ہوا ہے عمران نے اپنی جیب میں ڈال لیا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے ڈائری میں درج ریڈ پاکٹ کا پتہ دیکھا اور پھر ڈائری بھی جیب میں ڈال لی۔ تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا اور صدر

اندر آ گیا۔

”آئیے عمران صاحب۔ میں نے جیپ بھی فائر ڈور کے قریب کھڑی کر دی ہے اور فائر ڈور بھی کھول دیا ہے۔“..... صدر نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر تھوڑی دیر بعد دونوں ان بے ہوش افراد کو کانڈھوں پر لادے فائر ڈور تک پہنچ جانے میں کامیاب ہو گئے اور راستے میں کسی سے نکراو بھی نہیں ہوا۔ فائر ڈور کے قریب ہی جیپ موجود تھی۔ دونوں بے ہوش افراد کو عقیلی سیشوں کے پیچے فرش پر لانا دیا گیا۔

”میں جیپ لے کر باہر ہڑک پر چا رہا ہوں۔ تم کمرے کے دروازہ لاک کر کے آ جاتا۔ جلدی۔“..... عمران نے ڈرائیور نگہ سیت پر بیٹھتے ہوئے صدر سے کہا تو صدر نے اثبات میں سر ہلا کیا اور ”کرو اپس فائر ڈور کی طرف بڑھ گیا جبکہ عمران نے جیپ کو موڑ کر اسے کپاؤنڈ گیٹ کی طرف آگے بڑھا دیا۔ کپاؤنڈ گیٹ کے قریب اس نے جیپ کو سائیڈ پر کر کے روک دیا اور پھر صدر کی واپسی کو انتظار کرنے لگا۔ تھوڑی دیر بعد صدر وہاں پہنچ گیا تو عمران نے جیپ کو کپاؤنڈ گیٹ سے باہر نکالا اور ایک طرف موڑ کر اسے آگے بڑھاتا لے گیا۔

”عمران صاحب۔ اب کہاں جائیں گے۔“..... سائیڈ پر بیٹھے ہوئے صدر نے کہا۔

”ہارڈ اینجینی کے ریڈ پوائنٹ پر۔“..... عمران نے مکراتے ہوئے

جواب دیا تو صدر بے اختیار اچھل پڑا۔

”ہارڈ اینجینی کا ریڈ پوائنٹ۔ کیا مطلب۔“..... صدر نے جیران ہو کر کہا تو عمران نے اسے ڈاڑھی کے بارے میں بتا دیا۔

”ریڈ پوائنٹ کا پتہ کیا ہے۔“..... صدر نے کہا۔

”برائنس کا لوئی کوئی نمبر گیرا رہی ہے۔“..... عمران نے جواب دیا۔

”لیکن یہ برائنس کا لوئی ہے کہاں۔“..... صدر نے پوچھا۔

”یہ تو معلوم کرنا ہو گا۔“..... عمران نے کہا اور ایک بڑے بک شال کی سائینڈ میں اس نے جیپ روک دی۔

”شور سے لائیبرا کا تفصیلی نقش لے آؤ۔“..... عمران نے صدر سے کہا تو صدر سر ہلاتا ہوا جیپ سے اترتا اور سور کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی واپسی ہوئی تو اس کے ہاتھ میں تہہ شدہ نقشہ موجود تھا۔ عمران نے صدر کے ہاتھ سے نقشے لے کر کھولا اور پھر اس پر جگہ گیا۔ چند لمحوں بعد اس نے بال پوائنٹ سے نقشے پر ایک جگہ دارہ لگا دیا۔

”یہ ہے وہ جگہ جہاں اس وقت ہم موجود ہیں۔“..... عمران نے کہا تو صدر نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر تھوڑی دیر بعد نقشے پر عمران نے ایک اور جگہ دارہ لگا دیا تو صدر کسی بھج گیا کہ یہ برائنس کا لوئی ہو گی۔

”یہ ہے برائنس کا لوئی۔“..... عمران نے کہا اور پھر اس نے شور سے برائنس کا لوئی جانے والے راستوں کو مارک کیا اور پھر نقشہ تہہ

کر کے صدر کی طرف بڑھا دیا اور دوسرے لمحے جیپ حرکت میں آگئی۔

"عمران صاحب۔ اگر یہ ہارڈ اینجنسی کا خصوصی پوازنٹ ہے تو یہاں باقاعدہ خفاظتی انتظامات بھی ہوں گے اور دہان موجود لوگ بھی تربیت یافتہ اور المرٹ ہوں گے"..... چند لمحوں کی خاموشی کے بعد صدر نے کہا۔

"ان میں سے ایک کی جیب سے بے ہوش کر دینے والی گیس کا پھل ملا ہے جس سے انتہائی زود اثر گیس فائر ہوتی ہے۔ اگر ہم ذی واقع سے فون کال نہ سن پچھے ہوتے لازماً ایک لمحے میں بے ہوش ہو پچھے ہوتے۔ اب یہ گیس پھل ہی استعمال ہو گا اور پھر ہم بغیر کسی رکاوٹ کے اندر داخل ہو سکیں گے"..... عمران نے کہا تو صدر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

ڈاکٹر کمال حسین لیبارٹری سے ملحقہ رائشی کروں میں سے اپنے لئے ریزرو کرے میں کری پر بیٹھا سامنے موجود میل ویژن آن لئے بڑی توجہ سے دیکھنے میں مصروف تھا۔ اُنہی دیکھنا اس کی تدبیدہ ہابی تھی اور وہ فطرتاً حسن پرست تھا اس لئے انتہائی خخت مانگی کام کرنے کے بعد وہ کئی ٹھنڈوں تک اُن پر چلنے لئے روانگنگ ڈرامے اور شوز بڑی دلچسپی سے دیکھتا رہتا تھا۔ اس روح نہ صرف اس کی حسن پرستی کو تکمیل ملتی تھی بلکہ وہاں پر چھایا واپوچھ بھی ختم ہو جاتا تھا۔ سبی وجہ تھی کہ کام کے بعد جبکہ دوسرے ہائس داں ایک دوسرے سے ملے کر گپ شپ میں مصروف رہتے وہ اپنے کرے میں اُن وی دیکھنے میں مصروف رہتا تھا۔

اس لیبارٹری میں شفت ہونے کے بعد گو اس پر پہلے پہلے باڑری سے باہر جانے پر کوئی پابندی نہیں تھی اور وہ اپنی مرضی سے

طرح جی ہوئی تھیں جیسے متناہی سے لوہا چک جاتا ہے۔
 ”آپ۔ آپ تو..... ڈاکٹر کمال حسین نے لذکھراتے ہوئے
 الجھے میں کہا یہیں وہ فقرہ مکمل نہ کر سکا۔
 ”بیرا نام ڈاکٹر سمونیل ہے یہیں مجھے ڈاکٹر سائل کہا جاتا ہے۔
 آپ بھی کہہ سکتے ہیں۔ آپ سے مل کر بڑی خوشی ہوئی۔“ نوجوان
 عورت نے بڑے رومانٹک انداز میں سُکرتے ہوئے کہا اور قریب
 آ کر اس نے مصالحت کے لئے ہاتھ بڑھا دیا تو ڈاکٹر کمال حسین
 نے اس طرح دونوں ہاتھوں میں اس کا ہاتھ قائم لیا جیسے وہ کوئی
 انجائی فقیری شے ہوا اور پیچ گر کر ٹوٹ جانے کا خطرو ہو۔ اس کا چہرہ
 گلاب کے تازہ پھول سے بھی زیادہ مکمل اٹھا تھا۔ آنکھوں میں تیز
 چمک ابھر آئی تھی۔

”بیٹھیں۔ بیٹھیں۔ آپ۔ آپ تو۔۔۔۔۔ ڈاکٹر کمال حسین نے پر نہ صرف بوکھاہت طاری تھی بلکہ اس میں ڈاکٹر سائل کی بے تکلفانہ اداووں کی وجہ سے میرے اضافہ ہوتا جا رہا تھا۔

”ڈاکٹر کمال۔ میں آج ہی اس لیبارٹری میں بچھی ہوں۔ اب میں آپ کے ساتھ مل کر کام کروں گی۔ آج تو میں ڈاکٹر قلب کے آفس میں بیٹھ کر اس لیبارٹری میں ہونے والے سامنی ناسک کے بارے میں معلومات حاصل کرتی رہتی ہوں۔ وہاں ڈاکٹر قلب نے آپ کا ذکر کیا۔ مجھے بچپن سے ہی ایشیا اور ایشیائی لوگ بے حد پسند ہیں۔ آپ کی فائل دیکھی۔ آپ کی یہاں اہمیت اور قابلیت کو

شہر آتا جاتا رہتا تھا لیکن اب ایک بار پھر لیبارٹری سے باہر جاتا تھا کہ دیا گیا تھا۔ اب وہ ہفتے میں ایک دن باہر جا سکتا تھا اور وہ بھی انتہائی ختم سیکورنی میں کیونکہ اسے بتایا گیا تھا کہ پاکیشی سکریٹس سروس اسے واپس لے جانے کے لئے کسی بھی لمحے لیبارٹری پر حدم کر سکتی ہے۔ گواہی یہ بھی بتایا گیا تھا کہ کرانس کی سرکاری انجمنی ان کے مقابلے پر کام کر رہی ہے اور انہیں جلد ہی ٹریلیں کرے ہلاک کر دیا جائے گا لیکن تب تک ان پر لیبارٹری سے باہر بارہ جانے اور اکیلے جانے پر پابندی لگا دی گئی تھی اس لئے اب ڈاہ کمال حسین زیادہ وقت ٹوی وی دیکھنے میں ہی صرف کرتا تھا۔ وقت بھی ٹوی ایک رومانٹک ڈرامہ چل رہا تھا اور ڈاکٹر کمر حسین اس ڈرامے میں اپنی رومانس پسند نظرت کی وجہ سے گھبرا دیچپی لے رہا تھا کہ دروازے پر دستک کی آواز سنائی وی تو ڈاہ کمال حسین بے اختیار چونکہ ڈاہ

”میں۔ لم ان“.....ڈاکٹر کمال صیمن نے اپنی آواز میں کہا
دروازہ کھلا اور ایک نوجوان عورت جس نے جیمز کی پینٹ اور سر
رنگ کی ہاف بازو کی شرت پہن کرچکی تھی اندر داخل ہوئی۔ سر
رنگ کی شرت پر زرد رنگ کے چھوٹے چھوٹے بچھول بنے ہو۔
تھے اس لئے شرت بڑی خوبصورت و دھکائی دے رہی تھی۔

”ہے ڈاکٹر..... آنے والی نے مسکرا کر کہا تو ڈاکٹر کو،
حسین بے اختیار اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس کی نظر میں آنے والی پر،

جادب نظر ہیں اتنے ہی اندر سے بھی خوبصورت ہیں۔ پھر تو آپ میرے آئیندیل ہیں آئیندیل..... ڈاکٹر سماں نے مزید کھلتے ہوئے کہا تو ڈاکٹر کمال کا ذہن جیسے خوبصورت میں ڈوب سا گیا۔

”آپ خود گی تو کسی سے کم نہیں ہیں ڈاکٹر سماں۔ آپ کو دیکھ کر آج مجھے احساس ہوا ہے کہ میرا آئیندیل اگر وجود میں آجائے تو کہا نظر آئے۔ بالکل آپ کی طرح..... ڈاکٹر کمال نے اس بار بڑے رومانٹک لمحے میں کہا اور اٹھ کر ایک طرف موجود الماری کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے الماری کھوئی۔ اس میں سے شراب کی یک بوتل اور دو گلاس تھاں کھال کر اس نے مژہ کر اپنی کریبوں کے سامنے موجود میز پر رکھے اور پھر واپس جا کر اس نے الماری بند کر دی۔ پھر والیں آ کر اپنی کرسی پر بیٹھ کر اس نے دونوں گلاس اور ہمیشہ شراب سے بھرے اور پھر ایک گلاس اٹھا کر ڈاکٹر سماں کے سامنے رکھ دیا۔ بوتل بند کر کے اس نے دوسرا گلاس اٹھا لایا۔

”آپ کی اس خوبصورت ملاقات کے نام..... ڈاکٹر کمال نے لہا اور گلاس کو ڈاکٹر سماں کے گلاس سے ٹکرایا۔

”آج کے بعد میرے دل میں اپنے آئیندیل کو پانے کی نہت نہیں رہے گی..... ڈاکٹر سماں نے بڑے رومانٹک لمحے میں لہا اور گھونٹ بھر لیا۔

”یہی حالت میرے دل کی بھی ہے سماں..... ڈاکٹر کمال اب

جان کر آپ کی اہمیت میرے دل میں مزید بڑھ گئی اس لمحے میں سوچا کہ آپ سے ایک غیر رسمی ملاقات ہو جائے..... ڈاکٹر سماں نے مسلسل بولتے ہوئے کہا اور ڈاکٹر سماں کے منہ سے اپنی تعریفیں سن کر ڈاکٹر کمال کی حالت اور زیادہ غیر ہوتا شروع ہو گئی۔ ”آپ کا شکریہ۔ بے حد شکریہ۔ آپ کو دیکھ کر مجھے یوں کہ جیسے حسن کی دیوبی آگئی ہو۔..... ڈاکٹر کمال نے اسی طرح بوكھلانے ہوئے لمحے میں کہا۔

”اس تعریف کا شکریہ۔ اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے اندر حسن کو شاخت کرنے والی آنکھ موجود ہے۔ ویسے آپ چیزے وجہہ انسان کو دیکھ کر میں بے حد متاثر ہوئی ہوں لیکن آپ شاید تھہائی پسند ہیں کہ علیحدہ کمرے میں بیٹھنے والی دیکھ رہے ہیں۔ ڈاکٹر سماں نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”مجھے اُن والی ڈرائے بے حد پسند ہیں۔ میں وہی دیکھتا رہتا ہوں..... ڈاکٹر کمال نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کیسے ڈرائے۔ رومانٹک یا غیر رومانٹک۔..... ڈاکٹر سماں نے بڑے بے تکلفانہ لمحے میں کہا۔

”رومانتک۔ مجھے پچھن سے ہی رومانٹس پسند ہے۔..... ڈاکٹر سماں نے مسکرا کر جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ پھر تو آپ بھی میری طرح رومانٹس پسند ہیں۔ ویریز گذ۔ اس کا مطلب ہے کہ آپ باہر سے جس قدر وجہہ اور

اس قدر بے تکلف ہو گیا کہ اس کے نام کے ساتھ ڈاکٹر کہنے ہے؟ ”ہاں۔ ضرور۔ ضرور۔“ ڈاکٹر کمال نے اور زیادہ خوش ہوتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس نے سامنے موجود رسوب کثروں کے تکلف بھی ختم کر دیا۔ ”اگر آپ کو واپس پا کیشنا جانے کا کہہ دیا جائے تو کیا۔ آپ واقعی طبقے میں ہی آف کر دیا۔ ڈاکٹر سائل نے یکے بعد دیگرے کئی میں پہلی کردیے اور آخر میں لاڈور کا میں بھی پرلس کر دیا تو دوسرا لرف بنجتے والی بھنی کی آواز واضح طور پر سنائی دینے لگی۔ نے مکراتے ہوئے کہا۔

”لیں۔“ ڈاکٹر فلپ کی سخنیدہ اور بارعب کی آواز سنائی دی۔ ”ڈاکٹر سائل بول رہی ہوں سر۔“ ڈاکٹر سائل نے بڑے یہاں نہیں رہوں گا۔“ ڈاکٹر کمال نے بڑے چذباتی سے بچے میں کہا۔

”لیں۔ کوئی خاص بات۔“ دوسرا طرف سے پوچھا گیا۔

”میں اس وقت ڈاکٹر کمال کے کمرے میں ہوں اور وہیں سے چلا کر رہیں گے اکٹھے ہی رہیں گے۔ اگر تم اجازت دو تو۔“ ڈاکٹر سائل نے بڑے بے تکلفانہ انداز میں کہا۔

”میں بھی حلق دیتا ہوں کہ تمہیں چھوڑ کر نہیں جاؤں گا۔ جب اکٹھے رہیں گے۔ یہ تو میری خوش قسمتی ہے۔“ ڈاکٹر کمال نے حالت مسرت کی شدت سے دیکھنے والی ہو رہی تھی۔ اس کا بس نہ چل رہا تھا کہ وہ ڈاکٹر سائل کے مکمل وجود کو شراب میں ڈال کر پنا جائے۔

”تو میں ڈاکٹر فلپ کو کہہ دوں کہ ہم اب اکٹھے رہیں گے۔“ لمحہ سے سر ہلانا شروع کر دیا جیسے بچے کسی پسندیدہ کھلونا ملنے کی ڈاکٹر سائل نے مکراتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی میر پر موجود انہی پرم ات پر زور دشوار سے تائید کرتے ہیں۔ ”اوکے۔“ میں فیلی پورشن کی صفائی کرو دیتا ہوں۔ تم دونوں کا رسیور اٹھا لیا۔

اس میں شفت ہو جاؤ۔۔۔ ڈاکٹر قلب کی سرت بھری آواز سننے تھیں کہا ہے۔۔۔ ڈاکٹر کمال نے اچانک کہا تو ڈاکٹر سائل بے اختیار ہنس پڑی۔۔۔ دی۔

”ٹھیک ہے ڈاکٹر قلب“۔۔۔ ڈاکٹر سائل نے لاذ بھرے تھے ”جس قدر ابھیت تمہیں کرانس میں دی جا رہی ہے اس قدر اور میں کہا اور رسیدور کہ دیا۔۔۔“ کی کہیں دی جا رہی۔۔۔ پاکیشی سینکڑ سروں کا خطرہ منڈلا رہا ہے ”نیلی پورشن تو شادی شدہ جوڑوں کے لئے خصوصی طور پر“۔۔۔ ڈاکٹر قلب کو خدا ہے کہ تم باہر جانے کی ضرورتی بنائے گئے ہیں۔۔۔ تو کیا ہم شادی کر رہے ہیں“۔۔۔ ڈاکٹر کمال نے میں شاید تمہیں دروک سکے اس لئے وہ چاہتے تھے کہ تم پر پابندی پڑے امید افراط لجھ میں کہا۔۔۔

”شادی بھی کر لیں گے ڈیسر۔۔۔ ابھی دوستی تو نہیں۔۔۔ ایسے باہر ہے جاؤ۔۔۔ میں نے فائل میں تمہاری تصویر دیکھی تو تم مجھے دوسرے کو اچھی طرح بھخت کے بعد شادی بھی ہو جائے گی اور مجھے بند آگئے اس لئے میں نے چیلنج بول کر لیا اور مجھے خوشی ہے کہ تو اس شادی پر سب سے زیادہ خوشی ہو گی لیکن ابھی نہیں۔۔۔ ابھی میں اس چیلنج میں جیت پچی ہوں۔۔۔ نہ صرف کرانس کو اعلیٰ پائے کا دوستی۔۔۔ خوبصورت دوستی“۔۔۔ ڈاکٹر سائل نے کہا۔۔۔ ڈاکٹر

”ٹھیک ہے۔۔۔ چیز تم چاہو۔۔۔ بس تم خوش رہو۔۔۔“ ڈاکٹر سائل نے مکراتے ہوئے اثاثت وے کہا تو ڈاکٹر کمال کو یوں محسوں ہوا جیسے وہ بادلوں میں اڑتا پھر میں سر ہلا دیا اور پھر گلاں اٹھا کر اس میں موجود آخری قطرے بھیجا ہے۔۔۔ باہو۔۔۔

طلق میں انڈیل لئے اور پھر اس نے جیسے ہی گلاں رکھا ڈاکٹر کمال۔۔۔ ”پہلے تو شاید ایسی پات ہو سکتی تھی لیکن اب تو ایسی کوئی سوچ نے فوراً دوبارہ گلاں میں شراب انڈیل دی۔۔۔

لی پیدا نہیں ہو سکتی کہ میں تمہیں چھوڑ کر چلا جاؤ۔۔۔ اب تو ایسا ”ارے آج زیادہ نہیں کیونکہ آج تو ہم نے اکٹھے نہیں رہتے۔۔۔ چنانچہ ناممکن ہے۔۔۔“ ڈاکٹر کمال نے شراب کا بڑا سا گھونٹ

اس طرح ساری رات خواب دیکھتے ہی گزر جائے گی“۔۔۔ ڈاکٹر سائل نے کافی تاخاذ کلکھلا کر ہنس پڑی۔۔۔ اس سائل نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے گلاں بھی اٹھا لیا۔۔۔ لے چہرے پر فاتحانہ تاثرات نمایاں تھے۔۔۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے

”کیا ڈاکٹر قلب کا خیال تھا کہ میں واپس چلا جاؤں گا جو اس نے کوئی بہت بڑی فتح حاصل کر لی ہو۔۔۔“

قا اور پھر جب اس کی کار اس رہائش کاalonی میں داخل ہو گئی جس کی ایک کوئی میں ریڈ پواکٹ بنا ہوا تھا تو اس نے کار کی رفتار کم کر دی لیکن اچانک اس کے ذہن میں ایک خدشے نے سر اخalta تو وہ نصرف چونک پڑا بلکہ اس نے کار کی رفتار مزید آہستہ کر دی اور وہ خدشہ یہ تھا کہ اگر عمران نے کسی طرح ہوش میں آ کر پیونکشن بدل لیں ہو جیسا کہ اس کے پارے میں مشہور تھا تو ایسی صورت میں وہ پکے ہوئے پھل کی طرح ان کی جھوپی میں جا گرے گا۔ چنانچہ اس خدشہ کے سر اخalta ہی اس نے کار کا رخ موڑا اور اسے ایک پلک پارکنگ میں لے جا کر روک دیا اور کوت کی اندر وہی جیب سے اس نے سیل فون نکالا اور ریڈ پواکٹ کا نمبر پر لیں کر کے اس نے رابطہ کا میلن پر لیں کر دیا۔ وہ چاہتا تو سیل فون پر بار جر کا نمبر بھی پر لیں کر سکتا تھا لیکن وہ چاہتا تھا کہ چیک کر سکے کہ بار جر کے ریڈ پواکٹ کا فون او کے ہے یا نہیں۔ چند لمحوں بعد رسور اخalta گیا۔

”لیں۔ بار جر بول رہا ہوں“..... دوسرا طرف سے بار جر کی آواز حمالی دی تو ہنری کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات ابھرتے چلے گئے۔

”ہنری بول رہا ہوں۔ کیا پوزیشن ہے عمران اور اس کے ساتھی کی“..... ہنری نے اس پر اطمینان بھرے لیجے میں کہا۔ ”دونوں بے ہوش پڑے ہیں باس اور آپ کا انتظار ہو رہا ہے۔“

ہنری کی کار خاصی تیز رفتاری سے سڑک پر دوڑتی ہوئی آگے بڑھی چلی جا رہی تھی۔ اسے اپنا دل خوٹی سے بھرا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔ اس کا دل چاہ رہا تھا کہ اس کے پر گل جائیں اور وہ اڑتا ہوا ریڈ پواکٹ پر تھنچ جائے جہاں عمران جیسا انجمنت بے ہوش ہو کر بے دست و پا پڑا ہوا ہے۔ اسے معلوم تھا کہ ریڈ پواکٹ پر چدید ترین میک اپ واشر موجود ہے جس کی مدد سے وہ عمران کا میک اپ آسانی سے واش کر سکتا ہے اور پھر اس کے ذریعے اس کے ساتھیوں کو ٹیکیں کر کے ان سب کا خاتمہ کر دے گا اور نیچے یہ کہ پوری دنیا میں ہنری کا نام ہو جائے گا کیونکہ پوری دنیا کی تیزیوں اور ایجنسیاں سب عمران کو تقابل تغیری بحثی تھیں اور آج یہ عمران اس کے ہاتھوں لاش میں تبدیل ہو جائے گا۔

یہ سب سوچتے ہوئے ہنری کار دوڑائے آگے بڑھا چلا جا رہا

بیہاں مارکر نام کا ایک آدمی طویل عرصہ سے بطور گارڈ کام کرتا تھا
لیکن یہ شخص بہرحال مارکرنہیں تھا اور نہ ہی اس کا انداز طازموں یا
گارڈ جیسا تھا اور نہ ہی اس کے جسم پر گارڈز جیسی یونیفارم تھی۔
ہنری کا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے جیب میں گیا اور دوسرا لمحے
اس نے مشین پٹل نکال لیا۔ وہ آدمی سیر ہیاں اتر کر بڑے
امینان بھرے انداز میں مڑ کر پورچ کی طرف آنے لگا۔ اس کے
چہرے پر مکراہست تھی۔

”آئیے باس۔ بارجر آپ کا اندر انتظار کر رہے ہیں“..... اس
آدمی نے قدم آگے بڑھاتے ہوئے کہا۔

”رک جاؤ ورنہ گولی مار دوں گا۔ رک جاؤ“..... ہنری نے
یقینت چیختنے ہوئے کہا۔ تو وہ آدمی دیہن رک گیا۔ اس کے چہرے
پر حیرت کے تاثرات اہر آئے تھے۔

”کیا ہوا باس۔ مجھ سے کیا غلطی ہو گئی ہے؟“..... اس آدمی نے
رکتے ہوئے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ وہ کرانس کی زبان بول رہا
تھا۔

”تم کون ہو۔ وہ گارڈ مارکر کہاں ہے؟“..... ہنری نے چیختنے
ہوئے کہا۔

”اوہ سوری۔ مجھے اپنا تعارف کرنا چاہئے تھا۔ میرا نام مارشل
ہے اور میں بارجر کا ماتحت ہوں۔ گارڈ مارکر کو باس نے بازار بھیجا
ہوا ہے اس لئے اس کی ڈیوبٹی بیہاں میں سراجام دے رہا ہوں۔“

دوسری طرف سے بارجر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
”میں پہنچ رہا ہوں۔“..... ہنری نے جواب دیا۔
”لیں بس“..... دوسری طرف سے کہا گیا تو ہنری نے فون
پارکنگ سے جیب میں ڈال لیا اور کار سارٹ کر کے اس نے
پوائنٹ کے طور پر بنیا گیا تھا۔ ہنری دیر بعد وہ کوئی کے بندگیت
کے سامنے پہنچ گیا۔ اس نے تمیں بار جمکون انداز میں ہارن بجا لیا تو
چند لمحوں بعد بڑا چانک آٹو میک انداز میں کھل گیا تو ہنری نے کار
موزی اور اسے اندر پورچ میں لے گیا جہاں ایک بڑی سی جیپ
کھڑی تھی جس پر اٹالی کی مخصوص نمبر پلیٹ موجود تھی۔

”اوہ۔ تو عمران کی جیپ بھی ان کے ہاتھ لگ گئی ہے۔
گدڑ“..... ہنری نے بڑھاتے ہوئے کہا اور کار روک کر اس نے کار
کا دروازہ کھولا اور باہر آ کر اس نے کار کا دروازہ لاک کیا اور ایک
لمحے کے لئے اوہ اور دیکھ کر وہ چانک کے ساتھ بننے ہوئے گارڈ
روم کی طرف دیکھنے لگا کیونکہ بڑا چانک گارڈ روم سے ہی آپریٹ
کیا جاتا تھا اس نے لازماً گارڈ روم کے اندر گارڈ موجود ہو گا۔
ویسے چانک اب بند ہو چکا تھا۔ اسی لمحے ہنری نے ایک اجنبی
آدمی کو گارڈ روم سے نکل کر سیر ہیاں اترتے دیکھا تو وہ بے اختیار
چونکہ پڑا کیونکہ یہ آدمی ہر لحاظ سے اجنبی تھا۔ اس نے اسے پہلے
بھی نہ دیکھا تھا جبکہ ریڈ پائنسٹ پر وہ اکثر آتا جاتا رہتا تھا۔

مارش نے بڑے اطمینان بھرے لمحے میں کہا۔
”چو عمارت کی طرف۔ آگے چو اور سن۔ اگر تم نے کوئی بچھے ہوئے ایک آدمی پر جم گیس۔ وہ یورپی آدمی تھا لیکن اس کے چھرے پر گہرا اطمینان طاری تھا اور وہ خاموش بیٹھا بس اسے غور سے دیکھ رہا تھا۔ ہنری نے ادھر ادھر نظریں دوڑا کیں اور دوسرے لمحے اسے ایک طرف پڑا ہوا بار جو نظر آ گیا۔ وہ بے حس و حرکت پڑا ہوا تھا۔ یا تو وہ ہلاک ہو پکا تھا یا یا بے ہوش تھا۔

”تمہارا نام ہنری ہے اور تم بارڈ ایجنٹی کے پر ایجنت ہو۔“
سامنے بیٹھے ہوئے آدمی نے بڑے سرد لمحے میں کہا۔
”ہاں۔ لیکن تم کون ہو۔“..... ہنری نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”تو تم ایجنت مکجھے نہیں پہچان سکے۔ میں علی عمران ایم ایس کی۔ ڈی ایس ہی (آکسن) ہوں۔ نیر اعلق پا کیٹھا سکرٹ سروں سے ہے۔“..... سامنے بیٹھے ہوئے آدمی نے کہا تو ہنری نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

”تم تو گیس سے بے ہوش پڑے تھے۔ ٹھیس کیسے ہوش آ گیا کہ تم نے بار جو کو بھی ہلاک کر دیا۔“..... ہنری نے جیرت بھرے لمحے میں کہا۔ دیسے اسے اس سوال کا جواب بہت کچھ سوچنے کے باوجود نسل سکا تھا۔

”میں اور میرا ساتھی ہم دونوں سرے سے بے ہوش ہی نہیں ہوئے تھے۔ اس کی وجہ میں ٹھیس کی کوشش کی لیکن اس کا جنم صرف

کسما کر رہ گیا اور اس کے ساتھ ہی اس کی نظریں سامنے کری پر بیٹھے ہوئے ایک آدمی پر جم گیس۔ وہ یورپی آدمی تھا لیکن اس کے چھرے پر گہرا اطمینان طاری تھا اور وہ خاموش بیٹھا بس اسے غور سے دیکھ رہا تھا۔ ہنری نے ادھر ادھر نظریں دوڑا کیں اور دوسرے لمحے اسے ایک طرف پڑا ہوا بار جو نظر آ گیا۔ وہ بے حس و حرکت پڑا ہوا تھا۔ یا تو وہ ہلاک ہو پکا تھا یا یا بے ہوش تھا۔

”بڑا مدمے میں رک جاؤ۔“..... ہنری نے چیخ کر کہا کیونکہ فاصلہ زیادہ ہو گیا تھا اور اسے خطرہ تھا کہ یہ آدمی اچانک کوئی اوت نہ لے لے لیکن وہ آدمی فوراً ہی رک گیا۔
”چلو۔“..... ہنری نے اس آدمی کے عقب میں بیکھنے ہوئے کہا۔
”یہ بس۔“..... مارش نے کہا اور آگے بڑھنے لگا لیکن جو چیز بھلی چکتی ہے اس طرح ہنری نے مارش کو گھومت دیکھا اور اس سے پہلے کہ وہ سمجھتا اس کی کپٹی پر اس قدر خوفناک ضرب لگی۔ اس کا ذہن کیمرے کے شتر کی طرح یکخت بند ہو گیا۔ پھر جو طرح تاریک بادلوں میں بھلی کی رو چکتی ہے اس طرح اس نے تاریک ذہن پر بھی روٹی کی لیکر نمودار ہوئی اور پھر آہستہ آہستہ روشنی پھیلتی چلی گئی اور پھر جیسے ہی اس کا شعور جاگا اس نے آکھیں کھولیں تو اسے سر میں شدید درد محسوس ہوا اور اس کے ساتھ تر اس نے لاشعوری انداز میں اٹھنے کی کوشش کی لیکن اس کا جنم صرف

پھر اس نے ڈنی واقع پر بار جر اور ہنزی کے درمیان ہونے والی فون کاں سننے اور تمام پلانگ سے آگاہ ہونے کے بعد ساتھی کر کے کھڑکیاں کھولنے، سانس روکنے اور پھر بار جر اور اس کے ساتھی کے کمرے میں داخل ہوتے ہی ہوش کر دینے اور پھر انہیں اخاکر فاٹر ڈور کے ذریعے باہر لانے کی تمام تفصیل بتا دی۔ اس کے بعد ہم یہاں پہنچ گئے۔ بار جر کو ہوش میں لا کر اس سے تفصیلی پوچھ چکو کی اور اس کے بعد بار جر کو ہلاک کر کے میں نے تمہیں کال کیا اور بار جر کی آواز اور لبجے میں بات کی اور تم خود ہی یہاں آنے پر تیار ہو گئے۔ چنانچہ ہم یہاں تمہارے استقبال کے لئے تیار ہو گئے۔ یہاں کے گارڈ کو بھی ہلاک کر دیا گیا اور بار جر کے ساتھی کو بھی۔ ان دونوں کی لاشیں دوسرے کمرے میں پڑی ہیں۔ تم نے یہاں پہنچ کر کشفیت کے لئے جو فون کیا تھا وہ بھی میں نے پار جر کی آواز اور لبجے میں انہذ کیا تھا۔..... عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”اُب تم مجھ سے کیا چاہتے ہو۔ اگر تمہارا خیال ہے کہ میں تمہیں لیبارڑی کے بارے میں اور اس کے محل وقوع کے بارے میں بتاؤں گا تو یہ بات ذہن سے نکال دو کیونکہ ہم جیسے ایجنت مردوں کے لیکن اپنے ملک سے غداری نہیں کر سکتے۔..... ہنزی نے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

”مجھے معلوم ہے کہ تم ایسا نہیں کر سکتے کیونکہ میں خود بھی ایر

نہیں کر سکتا۔ جہاں تک لیبارڑی یا اس کے محل وقوع کا تعلق ہے تو وہ مجھے پہلے سے ہی معلوم ہے۔ میں نے پاکیشیا سے روائی سے ٹبل تمام معلومات اکٹھی کر لی تھیں۔ مجھے معلوم ہے کہ اس وقت پاکیشیا کی سائنس دان ڈاکٹر کمال لاہیبریا کی ماڈل لیبارڑی میں موجود ہے اور یہ لیبارڑی ماڈل پلیسٹر کہلاتی ہے۔ لاہیبریا کے شوال میں ایزیر فورس کا ادا ہے اور فوجی چھاؤنی ہے اور اس فوجی چھاؤنی کے آخری گیٹ کے قریب سے اس ماڈل لیبارڑی کا راست جاتا ہے جو ایک وادی میں جا کر ختم ہو جاتا ہے۔ وہاں لیبارڑی کی سیکورٹی ہے اور یہ بھی بتا دیں کہ بار جر مجھے بتا چکا ہے کہ پہلے تم اور تمہارا ساتھی کیڑی دونوں وہاں سیکورٹی انچارج تھے لیکن جو لین کی ہلاکت کے بعد تم میرے خلاف کام کرنے کے لئے وہاں سے آ گئے جبکہ گیری اب بھی دیں موجود ہے۔..... عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا تو ہنزی کا ذہن حیرت کی شدت سے پھنسنے کے قریب ہو گیا۔

”پھر تم تباہ کر مجھ سے کیا چاہتے ہو۔..... ہنزی نے کہا۔ ”ہمیں تمہاری ہاڑ ایجنسی یا لیبارڑی سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ ہم صرف اپنا سائنس دان چاہتے ہیں جسے تم اور گیری پاکیشی سے اخوا کر لائے تھے۔ وہ ہمیں واپس کر دو تو ہم خاموشی سے واپس چلے جائیں گے۔..... عمران نے کہا۔

”تمہیں غلط اطلاع دی گئی ہے کہ ہم ڈاکٹر کمال کو اخوا کر کے

لائے ہیں۔ وہ باقاعدہ پیچجے لے کر اپنی مرضی سے کرانس آئے ہیں۔..... ہنزی نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ میری ان سے بات کراؤ۔ اگر وہ نہیں جو چاہئے تو ہم واپس چلے جائیں گے۔..... عمران نے کہا۔

”میرا تو ان سے کوئی رابطہ نہیں ہے۔..... ہنزی نے جواب دی۔

”تمہارے چیف گریگ کا تو ہو گا۔ تم گریگ سے کہو۔ عمران نے کہا۔

”سوری۔ میں چیف کو تو نہیں بتا سکتا کہ مجھے اس طرح مجبور کر دیا گیا ہے۔..... ہنزی نے جواب دیا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

”تم نے اب تک گانٹھ کھولنے کی پوری کوشش کر لی ہے۔ میر تمہارے بازوؤں کی حرکت کو بخوبی دیکھ رہا ہوں لیکن تم ناکام رہے ہو اور ناکام ہی رہو گے۔ تم خاموشی سے واپس چلے جائیں گے تو یہاں تھاری موت کس طرح ہو سکتی ہے تم اس کا تصور اچھی طرز کر سکتے ہو۔ تم چاہو تو اپنی جان بچا سکتے ہو درنہ تم بھوک پیاس سے ایڑیاں رگڑ رگڑ کر یہاں مر جاؤ گے۔ فیصلہ تم نے کرتا ہے۔

میرے پاس زیادہ وقت نہیں ہے۔ مجھے ابھی تمہارے ساتھی گیز اور اس کے آدمیوں کے ساتھ ابھنا پڑے گا۔ پھر ڈاکٹر کمال بھر واپس جائے گا اور تمہاری لیبارٹری بھی جاہ ہو گی اور تمہارے ناپ سامنے دان بھی ہلاک ہو جائیں گے۔ پہلے ہارڈ اینجنسی کی پر اینجنت جو لین ہلاک ہوئی ہے اب تم ہو گے اور پھر تمہارے بھ

گیری اور مجھے معلوم ہے کہ تم تینوں ہارڈ اینجنسی کی ریڈھ کی پڑر ہو۔ تمہارے بغیر ہارڈ اینجنسی بارڈ نہیں بلکہ فرم سے بھی زیادہ نرم اور سافت ہو جائے گی اور ہارڈ کی وجہے سافت اینجنسی۔ بلو۔ قبول ہے تمہیں اپنی اینجنسی کے لئے یہ نام۔..... عمران نے کہا تو ہنزی کا ذہن بے اختیار گھونٹنے لگا۔ اس نے اب تک واقعی گانٹھ کھولنے کی بے حد کوشش کی تھی لیکن یہ گانٹھ اس انداز میں ڈالی گئی تھی کہ باوجود پوری کوشش کے وہ اسے کھول ہی نہ سکا تھا اور بغیر اسے کھولے وہ کسی صورت بھی مزید جدوجہد نہیں کر سکتا تھا اور پھر اچانک اسے ایک خیال آیا تو وہ چوک پڑا۔

”ٹھیک ہے۔ میری چیف سے بات کراؤ۔..... ہنزی نے کہا تو سامنے بیٹھا ہوا عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

”تم جس خیال پر چونکے ہو وہ میں تمہیں پہلے بتا دوں کہ تم گریگ کو اپنے مخصوص کوڈ میں اشارہ دے دو گے اور وہ نیم یہاں بھجووا کر ہمیں ہلاک کر دے گا اور تم رہا ہو جاؤ گے۔ تم یہ بات ذہن سے نکال دو کیونکہ ایسے کوڈ اشاروں سے ہم بھی اتنے ہی واقف ہیں جتنے تم ہو۔ میرا تمہارے ساتھ نرم رو یہ اس لئے ہے کہ تم بھی میری طرح اینجنت ہو۔ تم اپنے ملک کے لئے کام کر رہے ہو جبکہ ہم اپنے ملک کے لئے لیکن تم نے فاول کھیلا تو پھر معاملات یکسر پلٹ بھی سکتے ہیں اور ہاں۔ یہ بھی سن لو کہ مجھے تمہارے چیف کا نمبر بھی معلوم ہے۔..... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی

اس نے رسیور اٹھا کر خود ہی نمبر پر لیں کرنے شروع کر دیئے۔
ہنری کی سمجھ میں نہ آ رہا تھا کہ یہ کس قسم کا انسان ہے جسے ہر بات
کا پہلے سے علم ہوتا ہے۔ عمران نے شاید آخر میں لاڈوڑ کا بیٹن بھی
پر لیں کر دیتا تھا کیونکہ دوسرا طرف بجتے والی سمجھنی کی آواز واسطے
طور پر سنائی دینے لگی تھی اور پھر رسیور اٹھا لیا گیا۔
”لیں ہیڈ کوارٹر“..... رابطہ ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دن

اور ہنری سمجھ گیا کہ چیف کی فون سیکریٹری بول رہی ہے۔
”میں علی عمران ایم ایس ای۔ ڈی ایس ای (آکسن) فرام
پاکیشیا بول رہا ہوں۔ چیف گریگ سے بات کراؤ ورنہ چیف کے کے“
بہترین سپر ایجنت اپنی جانوں سے ہاتھ دھونپنیں گے“..... عمران
نے کہا تو ہنری نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔
”ہولڈ کریں“..... دوسرا طرف سے کہا گیا۔
”لیں۔ گریگ بول رہا ہوں“..... چند لمحوں بعد ایک مردانہ
آواز سنائی دی۔

”آپ ہارڈ ایجنٹی کے چیف ہیں۔ مجھے معلوم ہے کہ آپ اے
ایجنٹی کی ہارڈنس تین پیش ایجنٹوں کے سر پر ہے۔ ان میں سے
ایک ایجنت جو لین تو ہلاک ہو جگی ہے۔ باقی ہنری اور گیری رہ گئے
ہیں۔ ہنری اس وقت میرے سامنے موجود ہے۔ میں اس کی بات
آپ سے ابھی کراتا ہوں۔ میں صرف اتنا چاہتا ہوں کہ آپ اپنی
ہارڈ ایجنٹی، لیبارٹری اور اپنے سامنے داںوں کو بچانے کے لئے

ہمارے سامنے داں ڈاکٹر کمال حسین کو واپس کر دیں ورنہ دوسرا
صورت میں نہ آپ کی ایجنٹی ہارڈ رہے گی نہ ماڈنٹ لیبارٹری اور
نہ ہی وہاں موجود سامنے داں جبکہ اپنے سامنے داں کو تو ہم ہر کوئی ہزار
صورت میں واپس لے جائیں گے“..... عمران نے تیز تیز لمحے میں ہے ”اوام“
کہا۔

”مسٹر عمران۔ ایک بات اپنے ذہن سے نکال دو کہ ڈاکٹر کمال گیری بات
حسین کو ہم زبردست لے آئے ہیں۔ وہ اپنی مرضی سے آئے ہیں۔ حسین نے تمگہ بدا دیا
دوسرا بات یہ کہ ہمارا ان سے کوئی رابطہ نہیں ہے۔ تیری بارٹھ کم میں تمگہ بدا دیا
کہ گیری سے پاس ان کا فون نمبر بھی نہیں ہے“..... گریگ نے اچھا ہنگمی ارتقی جاری
بیتے ہوئے کہا۔

”آپ کا ایجنت گیری وہاں سکونٹی پر موجود ہے اور آپ کہہ گئے تھے کہ میں اپنے
سہی ہیں کہ آپ کے پاس ان کا نمبر نہیں ہے۔ آخری بار کہہ رہا
وں کہ اگر آپ اپنی ایجنٹی، لیبارٹری اور سامنے داںوں کو بچانا
بیتے ہیں تو پاکیشیائی سامنے داں کو یہاں پاکیشیائی سفارت خانے
چھاپ دیں ورنہ پھر آپ پاکیشی سے کوئی شکایت نہیں کر سکیں گے“
ران نے کہا۔

”میں درست کہہ رہا ہوں۔ گیری بات پر یقین کرو۔ ایک منٹ
لمبہ میں فون نمبر معلوم کر کے آپ کی بت کرنے کی کوشش کر دا
ہی“..... دوسرا طرف سے کہا گیا لیکن عمران اس کے لمحے سے
بچھ گیا کہ وہ اب صرف وقت لینے کے چکر میں ہے۔ یقیناً وہ

گا اس لئے عمران نے کچھ کہے بغیر رسیور
اس نے جیب سے مشین پسلن بھال لیا۔
نہف کو تمہاری زندگی سے کوئی دلچسپی
نمیں دان اغوا کیا ہے اس لئے
سرد بیجے میں کہا۔

نے انجام ہمرے بیجے میں
اس محسوں ہوا مجھے گرم
اس کے ساتھ تو
اس کا سائنس

ہارڈ اینجنی کا چیف ایک منٹ، ایک منٹ میری بات سنو ہی کہتا
ہے گیا لیکن دوسرا طرف سے رسیور کھو دیا گیا تو گریگ نے ہونٹ
پیاتے ہوئے رسیور کو کریٹل پر پٹخ دیا۔ اسے عمران نے فون کر
کے وہ مکملیاں دی تھیں کہ ہتری اس کے سامنے موجود ہے جبکہ جولین
کو پہلے ہی وہ ہلاک کر چکا ہے۔ اگر اسے پاکیشیائی سائنس دان
ہلپیں نہ کیا گیا تو وہ ہارڈ اینجنی کے باقی ماندہ پیش ابھرش،
لیمارڑی اور وہاں موجود سب سائنس دانوں کو ہلاک کر دے گا۔
گریگ نے اس سے بات چیت کرتے ہوئے وقت یعنی کی کوشش
کی تھی کیونکہ وہ فون سیکرڑی کو سکھل کر چکا تھا کہ وہ اس جگہ کے
بڑے میں معلوم کرے جہاں سے عمران فون کر رہا ہے تاکہ اسے
اوقتوں میں لگا کر اس پر روئید کر دیا جائے لیکن عمران شاید گریگ کی
قطع سے بھی زیادہ ہوشیار ثابت ہوا تھا کہ اس نے فوری رابطہ ختم

سے بات کریں”..... دوسری طرف سے فون سکرٹری کی مودبائے آواز سنائی دی۔

”بیلو..... گرگیگ نے کہا۔

”ولیم بول رہا ہوں چیف۔ جناب ہنری آفس سے ان کا اسنٹ۔ حکم فرمائیں”..... دوسری طرف سے انتہائی مودبائے لمحے میں کہا گیا۔

”ہنری کہاں گیا ہے”..... چیف نے پوچھا۔

”وہ یہاں سے ریڈ پاؤنٹ پر جانے کا کہہ کر گئے تھے۔ کافی دری ہو گئی ہے لیکن نہ وہ واپس آتے تھے اور نہ ہی ان کا کوئی فون آیا ہے۔“..... ولیم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تم نے وہاں فون کیا ہے”..... گرگیگ نے پوچھا۔

”لیں سر۔ دس منٹ پہلے کیا تھا لیکن کوئی فون انڈھی نہیں کر رہا اس لئے خاموش ہو گیا۔“..... ولیم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ ”تم خود فوراً وہاں پہنچو اور وہاں جو صورت حال بھی ہو وہاں سے فون پر مجھے بتاؤ۔ فوراً بیٹر ایک لمحہ صالح کئے۔“..... شاتم نے۔“..... گرگیگ نے طلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

”لیں سر۔ لیں سر۔“..... دوسری طرف سے قدرے بوکھلائے ہوئے لمحے میں کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو گرگیگ نے رسیور رکھ دیا۔ اچاک اس کے ذہن میں ایک خیال آیا تو اس نے رسیور اٹھایا اور پہلے فون سیٹ کے پیچے لگے ہوئے ہیں

کر دیا۔ اسے ہنری کے بارے میں بے حد پریشانی تھی۔ گواہ یقین نہیں آ رہا تھا کہ ہنری جیسا انتہائی مجھا ہوا اور ہوشیار ایجنس اس طرح بے بس ہو کر عمران کے قابو میں آ سکتا ہے لیکن بہر حال وہ اس بارے میں یقین دہانی چاہتا تھا۔ اس نے سوچا کہ ہنری کے آفس فون کرے لیکن اسی لمحے فون کی گھنٹی نج اٹھی تو گرگیگ نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا۔

”لیں۔“..... گرگیگ نے تیز لمحے میں کہا۔

”چیف۔ یہ عمران ریڈ پاؤنٹ کے فون سے کال کر رہا تھا۔ یہ نمبر ہمارے پاس موجود ہے۔“..... فون سکرٹری نے کہا۔

”ریڈ پاؤنٹ۔ کیا مطلب۔ یہ ریڈ پاؤنٹ تو ہارڈ ایجنسی کا پاؤنٹ ہے۔“..... گرگیگ نے کہا۔

”ایسا ہی ہو گا چیف۔ اس لئے تو ہمیں یہ نمبر دیا گیا ہے۔“..... فون سکرٹری نے جواب دیا۔

”ہنری کے آفس فون کرو اور اگر وہاں ہنری موجود ہو تو میری اس سے بات کراؤ۔ اگر موجود نہ ہو تو ہنری کے بعد وہاں جو اپنچارج ہو اس سے میری بات کراؤ۔ جلدی۔“..... گرگیگ نے تیز لمحے میں کہا اور رسیور رکھ دیا۔ تھوڑی دیر بعد فون کی گھنٹی ایک بار پھر نج اٹھی۔

”لیں۔“..... گرگیگ نے رسیور اٹھاتے ہوئے کہا۔

”ہنری آفس میں موجود نہیں ہے۔ ان کے آفس اپنچارج ولیم

کو پریس کر کے فون کو ڈاکٹریکٹ کیا اور پھر تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ اسے اچانک وہ نمبر باد آ گیا تھا جو اسے خود ڈاکٹر قلب نے دیا تھا۔
 ”لیں۔ ماؤنٹ لیبارٹری“..... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسرا طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔
 ”میں ہارڈ اینجنسی کا چیف گریگ بول رہا ہوں۔ ڈاکٹر قلب سے بات کرائیں“..... گریگ نے کہا۔

”ہولڈ کریں“..... دوسرا طرف سے کہا گیا اور لائن پر خاموشی طاری ہو گئی۔
 ”لیں۔ ڈاکٹر قلب بول رہا ہوں“..... چند لمحوں بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔ لمحے میں ہلکی سی کلپکاہٹ بتاری تھی کہ ڈاکٹر قلب خاصا عمر سیدہ آؤ دی ہے۔
 ”ڈاکٹر قلب۔ چیف آف ہارڈ اینجنسی گریگ بول رہا ہوں۔“
 گریگ نے کہا۔

”فرمائیے۔ کیسے یاد کیا ہے“..... ڈاکٹر قلب نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
 ”پاکیشی سکرٹ سروس اپنے سائنس دان ڈاکٹر کمال کو والیں لے جانے کے لئے یہاں پہنچ چکی ہے اور اس کے تیز ایکشن کی وجہ سے ہارڈ اینجنسی کو خاصا نقصان پہنچ رہا ہے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ ڈاکٹر کمال ان کے ساتھ والیں جانے کے لئے خود ہی تیار ہو۔

”ڈاکٹر کمال یہاں بیزار سا ہونے لگا تھا۔ مجھے خطرہ لاحق ہو گیا۔“ ڈاکٹر کمال کہیں فرار ہونے کی کوشش کرتے ہوئے سیکورٹی کے فوں بلاک نہ ہو جائے اس لئے میں نے اس کی نظرت کا تجزیہ یا۔ وہ رومائیں پسند آؤ دی ہے۔ میں نے اس سے اس معاملے پر لکھ کی تو مجھے یقین ہو گیا کہ اگر کوئی خوبصورت اور نوجوان برت کو ڈاکٹر کمال کے ساتھ جوڑ دیا جائے تو ڈاکٹر کمال والیں انس کا نام ہی نہیں لے گا اس لئے میں نے ایک لیبارٹری سے بک نوجوان اور خوبصورت عورت سائنس دان کو اپنی لیبارٹری میں لایا اور اسے ڈاکٹر کمال کو کشوڑوں کرنے کا ٹاسک دے دیا جو اس نے نہ صرف قبول کر لیا بلکہ اس پر اس انداز میں عمل کیا کہ اب اکٹر کمال اس خاتون ڈاکٹر کمال کے بغیر زندگی کا تصور بھی نہیں کر سکتا اور اس کے بعد اس کی کارکردگی میں بھی نکھار آ گیا ہے۔ اب وہ فارموں کے کام میں گھبری دلچسپی لینے لگ گیا ہے۔ باقی رہے کیشاںی اینجنس تو ان سے نہ نہ آپ کا کام ہے۔ حکومت اینجنسیاں

ہناتی ہی اس لئے ہے کہ ایسے خطرناک لوگوں کو روکا جائے اور نجی
کیا جائے۔ ڈاکٹر فلپ نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے ”چیف۔ یہاں قتل نام کیا گیا ہے۔ پاس ہنری کو ایک کرسی پر
ٹھاکر رہی سے پاندھا گیا ہے اور پھر ان کے سینے کو گولیاں مار کر
کہا۔

”ٹھیک ہے۔ اب میں مطمئن ہوں۔ شکریہ۔ گریگ نے ٹھنڈی کر دیا گیا ہے۔ اسی کمرے میں اس کے خاص آدمی بارجر کی
جواب دیا اور رسیور رکھ دیا۔ ظاہر ہے ڈاکٹر فلپ کی ہاتوں کا بھی لاش پڑی ہوئی ہے۔ ایک اور کمرے میں دو لاشیں اور پڑی
وہ کیا جواب دیتا۔ اسے کس طرح بتاتا کہ یہ عمران اور اس سے ٹھنڈی ہیں۔ پاس ہنری کی کار پورچ میں کھڑی ہے۔ اس کے علاوہ
ساتھی آخر کیے امتحن ہیں کہ فتح آخخار ان کا ہی مقرر کیوں نہیں ہے۔ ولیم نے تیز تیز لمحے میں تفصیل بتاتے
ہے اس لئے سوائے رسیور رکھنے کے اس کے پاس اور کوئی چارہ نہ رکھنے کہا۔

نہیں تھا۔ تھوڑی دری بعد فون کی ٹھنڈی بچ آئی تو اس نے ہاتھ بڑھا۔ ”مجھے پہلے ہی خدا شے تھا۔ تم اب ان سب کی لاشوں کو اٹھا کر
کر رسیور اٹھا لیا۔

”لیں۔ گریگ نے رسیور اٹھا کر کان سے لگاتے ہوئے ٹھنڈی کر دی۔ ”لیں چیف۔ دوسری طرف سے کہا گیا تو گریگ نے
کہا۔

”ریڈ پاؤخت سے ولیم کی کال ہے سر۔ دوسری طرف سے ہریل دبا کر چھوڑ دیا اور پھر تین بار جلدی جلدی پریس کیا تو
فون سیکرٹری کی آواز سنائی دی۔

”کراو بات۔ گریگ نے ہونٹ پھینکتے ہوئے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ ”گیری سے بات کراو۔ گریگ نے کہا کیونکہ ولیم
کے بات کرنے پر ہی وہ سمجھ گیا تھا کہ ہنری یقیناً ہلاک ہو چکا ہے
لیے جو لین کی موت نے اور اب ہنری کی موت نے اسے شدید
ورسہ دخدا کاں کرتا۔

”چیف۔ میں ولیم بول رہا ہوں ریڈ پاؤخت سے۔ ولیم نے
چھکے پہنچائے تھے اور اب وہ مسلسل یہی سوچ رہا تھا کہ اس عمران
متوضع سی آواز سنائی دی۔

”ہا۔ کیا ہوا ہے وہاں۔ گریگ نے پوچھا۔
تمہاں سمجھیدہ اور مجھا ہوا امتحن عمران کے ہاتھوں مارا جا چکا ہے تو

گیری کیسے نج سکتا ہے یا عمران اور اس کے ساتھیوں کا خاتر کرنا ہے اور گیری کی موت کے بعد اسے بھی یقیناً ہارڈ اینجنسی کو چیز پڑھے گا کیونکہ جولین، ہنری اور گیری میںے الجٹ آسانی سے نہ بن جایا کرتے۔ ابھی وہ بیخا یہ سب سوچ رہا تھا کہ فون کی گھنٹی:

آئھ تو گریگ نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

”لیں“..... گریگ نے رسیور اٹھا کر کان سے لگاتے ہو۔ کہا۔

”گیری لائن پر ہے چیف“..... فون سیکرٹری کی آواز سنائی دن۔

”ہیلو“..... گریگ نے کہا۔

”گیری بول رہا ہوں چیف“..... وسری طرف سے گیری آواز سنائی دی۔

”ایک بہت بڑی خبر ہے۔ عمران اور اس کے ساتھیوں نے رضا پاؤ ائٹ پر ہنری اور اس کے ساتھیوں کو ہلاک کر دیا ہے۔“..... گریگ نے کہا۔

”ہنری۔ ہنری۔ چیف۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ نہیں۔ یہ تو تمہیں نہیں ہے۔“..... گریگ نے وحشیانہ سے لجھ میں رک رک کر کہا۔

”یہ ناممکن اب ممکن ہو چکا ہے۔ پہلے جولین کو ہلاک کیا گیا۔ اب ہنری کو۔ ان لوگوں نے ہارڈ اینجنسی کا ہی خاتمہ کر دیا ہے۔ اب اینجنسی میں پیش اجتنبی تم ہی رہ گئے ہو۔ میں تمہیں شائع نہ کرنا چاہتا لیکن کیا کروں۔ ہم بڑی طرح پھنس کر رہے گئے ہیں۔“

گریگ نے ایک طرح سے روٹے ہوئے لجھ میں کہا۔

”چیف۔ آپ بے فکر رہیں۔ گیری ان سے ایسا انتقام لے گا کہ ان کی نسلیں بھی ان کے عبرتناک انجام پر ہمیشہ روتنی رہیں گی۔“ گیری نے نیز لجھ میں کہا۔

”سنو۔ سکریٹری سائنس سرہائیکن تھا رے انکل ہیں۔ تم ان سے کہو کہ اس پاکیستانی سائنس دان ڈاکٹر کمال کو واپس کر دو کیونکہ تم انتقام کی بات کر رہے ہو اور مجھے شدید خطرہ ہے کہ تم بھی ان کے ہاتھوں مارے جا سکتے ہو۔“..... گریگ نے آخرا کار وہ بات کر دی جو دراصل وہ کرنا چاہتا تھا۔

”نہیں چیف۔ ایسا ممکن ہی نہیں ہے۔ انکل ایسے معاملات میں انتہائی اصول پسند ہیں۔ وہ مجھے تو قربان کر رکھتے ہیں لیکن کرانس کی عزت و آبرو پر حرف لانے پر بھی تیار نہیں ہوں گے اور آپ کا خداشہ بجا لیکن میں آپ کے سامنے ایک بار پھر وعدہ کر رہا ہوں کہ میں نے یہاں ایسے انتظامات کر رکھے ہیں کہ کوئی کمکی بھی ہماری نظروں سے اچھل نہیں رکھتی۔ یہ لوگ لازماً اب لیمارٹری پر ریڈ کریں گے۔ ویسے فوجی چھاؤنی کے آفری گیٹ کے قریب بھی میرے آدمی موجود ہیں جو کسی بھی کار یا جیپ یا پیپل چلتے والے کسی بھی آدمی کے پارے میں مجھے پیشگی اطلاع کر دیں گے۔ اس کے بعد آپ کبھی سکتے ہیں کہ اس کے پرزاے اڑا دیئے جائیں گے۔ آپ بے فکر رہیں۔ اب جولین اور خصوصاً ہنری کا انتقام میں

غمran اور اس کے ساتھیوں سے لوں گا اور ایسا لوں گا کہ ان کی روٹھیں صدیوں تک ترقی رہیں گی۔ آپ نے اچھا کیا کہ بتا دیا۔“

گیری نے بڑے جذباتی لمحے میں مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ وش یو گڈ لک“..... گریگ نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ اس سے زیادہ وہ پچھونے کر سکتا تھا اس لئے ایک لحاظ سے اس نے تھیار ڈال دیئے تھے اور اسے بلکل ہی امید ضرور تھی کہ گیری جس پوزیشن میں بھی ہواں میں وہ غمran اور اس کے ساتھیوں پر یقیناً حاوی رہے گا کیونکہ طویل ویران اور سختان علاقے کو کراس کر کے یہ لوگ لیبارزی تک پہنچ سکتے ہیں اس لئے وہ انجامی آسانی سے چاروں طرف سے کسی بھی حلقے کا شکار ہو سکتے تھے اور یہی ایک لحاظ سے اس کی آخری امید تھی۔

”غمran پھر صح سے غائب ہے۔ اب دوپھر ہونے والی ہے ن وہ واپس ہی نہیں آیا“..... جو لیا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”وہ ہمیں بوجھ سمجھتا ہے اس لئے جان بوجھ کر علیحدہ ہو کر کام شروع کر دیتا ہے“..... غوبیر نے فوراً ہی جو لیا کی تائید کرتے ہے کہا۔ سوائے غمran کے باقی ساتھی لاگیر یا شہر کی ایک مضائقتی ولی کی ایک کوشی میں موجود تھے۔ ریٹ پرانکٹ سے نکل کر غمran جو نقشے میں پہلے ہی اس کالوںی کے بارے میں چیک کر چکا تھا ل پہنچ گیا اور پھر یہاں ایک خالی کوشی علاش کر کے اس پر موجود ڈپر لکھتے ہوئے پر اپرتنی ڈیلر کے فون نمبر پر سیل فون سے کال کیا رہ فوراً کوشی کرائے پر دینے کے لئے تیار ہو گیا۔ پھر ڈیلر کا قی کوشی پر پہنچا اور غمran نے اسے ایک ماہ کا کراچی ایڈوانس دے رہا سے رسید لے لی اور ملے ہوا کہ وہ دو روز بعد ڈیلر کے

آفس آ کر وہاں کرایہ نامہ تحریر کر کے اس پر دھنخڑ کریں۔
جب عمران اور اس کے ساتھی خالی کوٹھی میں داخل ہوئے تھے تو
وقت کوٹھی کا چوکیدار مارکیٹ گیا ہوا تھا اور جب وہ واپس آیا تو
وقت ڈیمیر کا آدمی بھی کوٹھی پہنچا ہوا تھا۔ عمران نے چوکیدار جس
نام کر سکتا تھا، کو ایک بڑا نوٹ انعام میں دیا تو وہ بے حد خوش ہوا
اس کے بعد عمران نے فون پر باری باری اپنے ساتھیوں کو کہا
کہ اس کوٹھی کا ایڈریس بتا کر انہیں یہاں پہنچنے کے لئے کہا اور
وہ گروپوں کی صورت میں وہ سب ایک دوسرے کے پیچھے یہاں
پہنچ گئے تھے۔ رات کو عمران کے کینے پر انہوں نے خود کو
چوکیداری کی تھی کیونکہ انہیں ہارڈ اینجینئرنگ کی طرف سے خطروں
جو لیا اور صاحب کے علاوہ عمران، صدر، توری اور کمپنیں ملکیں نے
باری ڈیونی دی اور پھر صحیح کو چوکیدار کو بیکچ کر مارکیٹ سے باہر
منکروایا گیا اور ناشتا کرنے کے بعد عمران پیدل ہی کوٹھی سے باہر
گیا اور اب دوپہر ہو چکی تھی لیکن اس کی واپسی نہ ہوئی تھی جبکہ
دوران وہ سب دوبار چائے پی کچھے تھے۔
”عمران صاحب لیبارڈی کے بارے میں حتیٰ معلومات دے
کرنے گے ہوں گے۔“ کمپنیں ملکیں نے کہا۔

”میرا خیال ہے کہ عمران صاحب آگئے ہیں۔“ صدر نے کہا
تو سب بے اختیار چوک پڑے۔
”اڑے واہ۔ اس کا مطلب ہے کہ خطبہ ناک صدر نے یاد کر
لیا ہے اور تو توری بھی چھوہاڑوں کی بوری لے آیا ہو گا۔“ دروازہ
کھولوں کر عمران نے اندر داخل ہوتے ہی ہر بڑے سرت بھرے لبجھے
میں کہا۔
”تمہیں سوائے بکواس کرنے کے اور آتا ہی کیا ہے۔ کہاں
غائب تھے صحیح سے۔“ جولیا نے غصیلے لبجھے میں کہا لیکن صاحب
سمیت سب اس کے لبجھے اور انداز سے ہی سمجھ گئے کہ یہ غصہ بناوٹی
ہے۔
”میں تمہیں چھوہاڑہ بنا سکتا ہوں سمجھے۔ اس لئے سوچ سمجھ کر
بولا کرو۔“ توری نے حقیقی طور پر غصیلے لبجھے میں کہا تو عمران سمیت
سب بے اختیار بنس پڑے۔
”عمران صاحب۔ لیبارڈی کے بارے میں تو آپ کو معلوم ہی
تھا۔ پھر آپ صحیح سے اب تک کمی گھنٹے کیا کرتے رہے ہیں۔“
صدر نے ہر بڑے بھیندے لبجھے میں کہا تو سب چوک کر عمران کی طرف
اس طرح دیکھنے لگے جیسے وہ کسی شعبدہ باز کی طرح اپنی مٹھی میں
سے پھر پھردا تا ہوا کوٹر نکال دے گا۔
”ہارڈ اینجینئرنگ کے دو پیش ایجنت ہمارے ہاتھوں مارے جا چکے
ہیں جبکہ ایک گیری رہ گیا ہے اور یہ گیری ایسے ساٹ پر موجود ہے۔

”اگر ایسی ریز ایجاد ہو جائیں تو سب راتجھے اپنی اپنی ہیر کو اٹھا کر لے جائیں اور بے چارے تو یور۔ اوہ سوری۔ کیدو سر پینتھے رہ جائیں“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”تو پھر آپ نے کیوں یہ کہا ہے کہ سلیمانی نوپیاں مل گئیں“..... صاحنے نے باقاعدہ جھٹکے کے سے انداز میں کہا۔

”ایک ایسے راستے کی نشاندہی ہو گئی ہے جس سے ہم لیبارڑی پہنچ جائیں گے اور لیبارڑی سے باہر موجود گیری اور اس کے ساتھ باہر کھڑے کے کھڑے رہ جائیں گے تو یہ راستے سلیمانی نوپی کے متراوف ہی ہوا تا“..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا تو صاحنے نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

”عمران صاحب۔ ایسا کون سا راستہ ہو سکتا ہے“..... صدر نے کہا۔

”راستہ تو ہمیں خود ہاتا پڑے گا۔ البتہ جو کچھ معلومات ملیں ہیں وہ بے حد حوصلہ افزایا ہیں۔ میں تمہیں بتاتا ہوں تاکہ تمہارا تھس دور ہو سکے لیکن پہلے یہ بتاؤ کہ یہ میری عدم موجودگی میں کتنی بار چائے پی چکے ہو“..... عمران نے کہا تو سب بے اختیار نہیں پڑے۔

”دو بار عمران صاحب“..... صدر نے کہا۔

”چلو مجھے غریب کو ایک بار ہی پلا دو“..... عمران نے بے چارگی بھرے لہجے میں کہا۔

”ایسی شکلیں نہ بنا�ا کرو۔ میں لا دیتی ہوں چائے“..... جولیا رہے ہیں۔ کیا واقعی ایسا ممکن ہے“..... صاحنے کہا۔

کہ ہم کسی صورت بھی اس سے نہ کر لیبارڑی میں داخل نہیں ہو سکتے۔ گیری چونکل جیش ایجٹ ہے اور انجھائی تربیت یافتہ بھی ہے اس نے بغیر سلیمانی نوپی پہنچنے والی جاتا صریحًا خود کشی کے متراوف ہے اور میں وہی سلیمانی نوپیاں ملاش کرنے گیا تھا“..... عمران نے بڑے سمجھیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”سلیمانی نوپیاں۔ کیا مطلب۔“..... صاحنے چونک کر کہا۔

”ایسی نوپیاں جنہیں پہن کر آدمی غائب ہو جاتا ہے اور موجود ہونے کے باوجود کسی کو نظر نہیں آتا اور جب ہم گیری کو نظر ہی نہیں آئیں گے تو وہ ہمیں مارے گا کیسے“..... عمران نے مڑے لے لے کر جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تو پھر مل گئی نوپیاں۔“..... صدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ہا۔ کیوں نہ ملتیں۔ میں نے دکاندار سے کہا کہ جولیا کے ہاں جانے والے باراتیوں کو پہنائیں ہیں تاکہ تو یور بس دیکھتا ہی رہ جائے اور برف کی شہزادی کو ڈھنپ کا شہزادہ اڑا کر لے جائے۔“

عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تم پھر پڑی سے اتر رہے ہو۔ نامش۔ تم سیدھی بات نہیں کر سکتے۔“..... جولیا نے ایک بار پھر مصنوعی غصے سے کہا تو یور نے جو شاید کچھ کہنے کے لئے من کھول رہا تھا دوبارہ من بند کر لیا۔

”عمران صاحب۔ کیا یہ کوئی آلہ ہے جسے آپ سلیمانی نوپی کہہ رہے ہیں۔ کیا واقعی ایسا ممکن ہے“..... صاحنے کہا۔

نہ اپنے لگتے تھے۔ شاید یہ اس کا لاشوری رد عمل تھا۔
 ”اب آپ چائے کی چکیاں بھی لیتے رہیں اور راستے کے
 سے میں بھی بتاتے رہیں..... صدر نے ایک بار پھر کہا۔
 ”آخر تمہیں اتنی کیا جلدی ہے صدر۔..... جولیا نے حیرت
 بے لبجھ میں کہا۔

”مجھے یقین ہے کہ چائے پینے کے بعد عمران صاحب نے
 نئے مختصر الفاظ میں بتانا ہے کہ ہم سوچتے رہ جائیں گے اس لئے
 ، چاہتا ہوں کہ چائے کے دوران یہ کچھ تفصیل بتانے پر مجبور ہو
 میں گے۔..... صدر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”وہ نقشہ کہاں ہے جو ہم نے ریڈ پاؤ اسٹ جاتے ہوئے خریدا
 عمران نے کہا۔

”مرمرے پاس ہے۔..... صدر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس
 ہوکوٹ کی اندر ورنی جیب سے تہہ شدہ نقشہ نکالا اور اسے کھول کر
 میانی میز پر رکھ دیا۔ عمران نے چائے کا گھونٹ لے کر پیاں ایک
 برف کھی اور نقشے پر جھک گیا۔

”یہ دیکھو۔ یہ ہے فوجی چھاؤنی اور یہاں سے اس کا آخری
 بٹ جس کے قریب سے لیبارٹری کو راستہ جاتا ہے۔ یہ راستہ جو
 بے وادی میں جا کر ختم ہو جاتا ہے چاروں طرف اونچے اور
 ہائل عبور پہاڑ ہیں۔ ان پر ایز فورس کا ادا بھی ہے اور گیری نے
 لایقیناً انتظامات کر کے ہوں گے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ راستے

نے ایک جھٹکے سے اٹھتے ہوئے کہا۔
 ”جو یا تم میخو۔ میں لے آتی ہوں چائے۔..... صاحب نے کہا
 اور تیزی سے مڑ کر کمرے سے باہر چل گئی۔
 ”عمران صاحب۔ مختصر طور پر بتا دیں۔ بے شک تفصیل چائے
 پینے کے بعد بتا دینا۔..... صدر نے کہا۔

”تمہاری بے چینی کو میں سمجھتا ہوں لیکن پہلے مجھے چائے پینے
 دو۔ پہلی چل کر میرا جسم پکے ہوئے پھوٹے کی طرح دکھ رہا
 ہے۔..... عمران نے کہا۔

”ہاں صدر۔ کچھ تو خیال کیا کرو اور تم پہلی کیوں چلتے رہے
 ہو۔ کیا یہاں شہر میں نیکیاں نہیں ہیں۔..... جولیا نے پہلے صدر اور
 پھر عمران سے مخاطب ہو کر بڑے ہمدردانہ لبجھ میں کہا۔

”ارے۔ مجھے ملنا ہی کیا ہے۔ ایک چھوتا سا چیک جو آغا
 سلیمان پاشا شاید کسی فقیر کو دے دیتا ہو گا اور یہ چیک بھی اس
 وقت ملتا ہے بنب کوئی مشکل نہیں ہو۔ اب میں نیکی کا کرایہ کہاں
 سے لے آؤں۔..... عمران نے منہ ہباتے ہوئے کہا اور پھر اس
 سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی دروازہ کھلا اور صالہ ایک ٹرے
 اٹھائے اندر واٹھ ہوئی۔

”واہ۔ ایسی کام کی چھوٹی بہن قسم والوں کو ہی ملتی ہے۔
 عمران نے کہا تو صالہ بے اختیار مسکرا دی جگہ جولیا کا چہرہ کسی
 پھول کی طرح کھل اٹھا۔ اسے صالہ کے لئے چھوٹی بہن کے الفاظ

کے ارد گرو پہاڑوں پر بھی اس کے آدی چنانوں کے بچھپے ہو جائے ہوں اور ہماری جیپ لیبارٹری کے لئے بیباں نے تقریباً دو فرلانگ کے فاصلے پر ایک اور زیر زمین لیبارٹری ہے جو گزرے گی تو نہ صرف آسانی سے مارک ہو جائے گی بلکہ اس وقت بند پڑی ہے کیونکہ اس لیبارٹری کی مشینی کو لیبارٹری کی نیزاں سے اڑایا بھی جا سکتا ہے۔ اس وادی میں سیکورٹی سیٹ چڑھتے ہوئے طرز تعمیرات کی وجہ سے غنی نے خراب کر دیا ہے۔ پھر اسے بند کرنا پڑتا ہے۔ اس کے لئے حخصوصی مشینی مغلتوائی گئی ہے۔ وہ مشینی آئندہ ہم زیر زمین لیبارٹری میں داخل ہو سکتے ہیں اگر اندر سے راستہ چڑھتے ہوئے تو پھر اس لیبارٹری کو استعمال میں لا یا جا سکے گا۔ فی الحال جانے کی تو پھر کیا کیا جائے۔ اب تباہ کیا کیا جائے۔..... عمران نے کہا۔

”اس صورت حال میں تو واقعی سلیمانی نوچوں کی ضرورت ہے۔“ سمندر نے کہا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔ ”اس نے واقعی سلیمانی نوچوں کا بندوبست کر لیا ہو گا۔“ تباہ نے کہا تو ایک بار پھر سب بے اختیار ہنس پڑے۔ ”عمران صاحب چلیز۔“ سمندر نے منت پھرے لجھے میں تو عمران اس کے اس انداز پر بے اختیار ہنس پڑا۔ ”میں صح سے اس پکر میں لا تیڈیا میں بھاگ دوز کرتا۔“ ڈاکٹر کمال کو ساتھ لے کر ہم واپس سمندر کے راستے پہاڑوں پر چڑھ کر خاموشی سے اس لیبارٹری تک بھیج جائیں گے اور پھر دریائی راستے کھول کر ماڈنٹ لیبارٹری میں داخل ہو جائیں گے۔ دہاں سے ڈاکٹر کمال کو ساتھ لے کر ہم واپس سمندر کے راستے ہی لا تیڈیا بھیج جائیں گے۔ اس کے بعد خاموشی سے واپسی کا سفر اور مشتمل عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا تو سب کے پھرے بے اختیار کھل اٹھے۔

”تم واقعی کام کرنا جانتے ہو۔ ویل ڈن۔“ سب سے پہلے تو یور نے کہا تو سب نے پہلے اسے حرمت سے دیکھا اور پھر بے جس کی گمراہی ہارڈ اینجنی کا گیری کر رہا ہے، سے مشرق کی طرف اختیار ہنس پڑے۔

”کون کال کر رہا ہے اس وقت“..... ڈاکٹر کمال نے جیت
بھرے لجھے میں کہا اور جیب سے میل فون نکال کر دیکھا۔
”اوہ۔ ڈاکٹر قلب کی کال ہے“..... ڈاکٹر کمال نے کہا اور اس
کے ساتھ تی اس نے رابطہ کا ہٹن پر لیس کر دیا۔

”لیں سر۔ ڈاکٹر کمال بول رہا ہوں“..... ڈاکٹر کمال نے کہا۔
”ڈاکٹر کمال۔ میں نے اس لئے آپ کو ڈمرب کیا ہے کہ مجھے
حقیقی اطلاع ملی ہے کہ پاکیشی سکریٹ سرو آپ کو واپس لے
جانے کے لئے لاٹیسیریا پنج بچی ہے۔ میں نے آپ کو اس لئے کال
کیا ہے کہ اگر آپ نے ان کے ساتھ واپس جانا ہے تو مجھے تبا
دیں تاکہ آپ کو ان کے ساتھ بھجو دیں لیکن ڈاکٹر سماں آپ کے
ساتھ نہیں جائے گی۔ یہ ملے شدہ بات ہے“..... ڈاکٹر قلب نے
کہا۔

”میں یہاں سے کسی صورت نہیں جاؤں گا۔ کسی بھی صورت
میں۔ ہاں۔ میری لاش یہاں سے لے جائی جا سکتی ہے۔ میں ڈاکٹر
سماں کے بغیر اب زندہ رہنے کا سوچ بھی نہیں سکتا“..... ڈاکٹر کمال
نے سانے بیٹھی ڈاکٹر سماں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تو ڈاکٹر سماں
بے اختیار مسکرا دی۔

”کفرم“..... ڈاکٹر قلب نے کہا۔
”کفرم۔ ہندڑ پرست کفرم“..... ڈاکٹر کمال نے بڑے
جو شیئے لجھے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

ماڈنٹ یماری میں کام کے دوران ایک گھنٹے کا وقف تھا اور
یماری میں کام کرنے والے سب افراد کمانے کے لئے علیحدہ بننے
ہوئے ڈائینگ روم میں اکٹھے تھے جبکہ ڈاکٹر کمال اور ڈاکٹر سماں
دونوں علیحدہ پورشن میں بیٹھنے ہوئے تھے۔ کھانا کھایا جا چکا تھا اور
اب چائے پی جا رہی تھی۔ دونوں مختلف باتیں کر کے خوب بنس
رہے تھے۔ خاص طور پر ڈاکٹر کمال تو جیسے ڈاکٹر سماں پر ریشمہ خٹک
ہو رہا تھا۔ اس کا شاید بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ ڈاکٹر سماں کو اپنی
آنکھوں میں چھپا لے لیکن اسی لمحے اس کے میل فون کی ٹکنیز
اچانک بیج آنکھی تو وہ اور ڈاکٹر سماں دونوں پوکنک پڑے کیونکہ یہ
بات انہیں بھی معلوم تھی کہ یہ کال یماری سے ہی کی جا رہی ہے
کیونکہ یہ میل فون یماری کی طرف سے ہی سب کو دیئے گئے تھے
تاکہ جب بھی کوئی چاہے ایک دوسرے سے بات کر سکے۔

جلدی۔ انہوں نے تاکید کی ہے۔۔۔ آنے والے نوجوان نے متواریان لے جیے میں کہا۔

”اوکے۔ میں جا رہی ہوں۔۔۔ ڈاکٹر سائل نے کہا اور ہاتھ میں موجود چاۓ کی پیتا سے گھونٹ لے کر اس نے کپ واپس میز پر رکھا اور اٹھ کھڑی ہوئی۔

”شاید ڈاکٹر قلب کو بیری بات پر یقین نہیں آیا۔ اب وہ تم سے کافر کرنا چاہتے ہیں۔۔۔ ڈاکٹر کمال نے مند بنتے ہوئے کہا۔

”ارے۔ یہ بات نہیں۔ کوئی اور بات ہو گی۔ اوکے۔ سی یو آگئیں۔۔۔ ڈاکٹر سائل نے کہا اور تیزی سے مڑ کر دروازے کی طرف بڑھتی چلی گئی۔ وہ چاۓ بھی ادھوری چھوڑ گئی تھی۔

”یہ بڑھا پاگل تو نہیں ہو گیا نہنس۔ جب میں نے کہہ دیا ہے پھر۔۔۔ ڈاکٹر کمال نے بڑھاتے ہوئے کہا۔ اسے واقعی ڈاکٹر قلب پر غصہ آ رہا تھا۔ پھر اچاکم اس کے ذہن میں ایک خیال آیا کہ گئیں ڈاکٹر قلب، ڈاکٹر سائل کو اس کے خلاف بھڑکا نہ رہا ہو کیونکہ اس نے اکثر محسوں کیا تھا کہ ڈاکٹر قلب بڑے طنزیہ انداز میں اس سے ڈاکٹر سائل کے بارے میں بات کرتا ہے۔ یہ خیال آتے ہی وہ ایک جھٹکے سے اٹھا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ ڈاکٹر قلب کے آفس کے عقبی کرے کی کھڑکی کے پاس موجود تھا۔ کھڑکی تھلی ہوئی تھی اور اس

”اوکے تھیں۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو ڈاکٹر کمال نے فون آف کر کے واپس جیب میں ڈال لیا۔ اس دوران چاۓ لگائی جا چکی تھی اور ڈاکٹر سائل چاۓ بنانے میں مصروف ہو گئی۔

”کس کا فون تھا ڈاکٹر کمال۔۔۔ ڈاکٹر سائل نے بے تکلفان لجھے میں پوچھا۔

”ڈاکٹر قلب کا۔ ان پر ایک ہی بھوت سوار ہے کہ کہیں میں لیبارٹری چھوڑ کر چلا نہ جاؤں۔ میں نے انہیں بتا دیا ہے کہ میں اب ڈاکٹر سائل کو چھوڑ کر کسی صورت نہیں جا سکتا۔۔۔ ڈاکٹر کمال نے کہا تو ڈاکٹر سائل نے مکراتے ہوئے اس کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ روک دیا۔

”تم کتنے اچھے ہو کمال۔ تم جیسا مرد میں نے دنیا بھر میں نہیں دیکھا۔ اس قدر وجہہ، اس قدر باقدار اور اس قدر عالم فاضل۔ تم جیسا اور کوئی نہیں ہو سکتا۔۔۔ ڈاکٹر سائل نے بڑے لاڑ بھرے لجھے میں کہا۔

”تم بھی کسی سے کم نہیں ہو سائل۔ تم سے مل کر میں جو ان نہیں بلکہ نوجوان ہو گیا ہوں۔۔۔ ڈاکٹر کمال نے رومانگ مودہ میں کہا تو ڈاکٹر سائل بے اختیار بنس پڑی۔ اسی لمحے ایک نوجوان اندر داخل ہوا۔

”میڈم۔ آپ کو ڈاکٹر قلب بلا رہے ہیں اپنے آفس میں۔ ڈا-

کمرے اور آفس کا درمیانی دروازہ بھی کھلا ہوا تھا اس نے آفس میں ہونے والی بات چیت بخوبی اس تک پہنچ رہی تھی اور سب سے بہتر بات یہ تھی کہ اس طرف کوئی نہ آتا تھا۔ ویسے بھی لمحہ کا وقت تھا اس نے سب کھانے پینے اور گپٹ شپ میں مصروف تھے۔ ”میں تو بربی طرح پھنس گئی ہوں ڈاکٹر فل۔ اس قدر بد صورت، اس قدر احمق اور بے ہودہ شخص میں نے سمجھی نہیں دیکھا اور پھر قلم یہ کہ مجھے اس کی تقریبیں کرتا ہوتی ہیں۔ ڈاکٹر سائل کی آواز سنائی دی۔

”ارے نہیں سائل۔ ڈاکٹر سائل اب اس قدر بھی بد صورت نہیں ہے جتنا تم کہہ رہی ہو۔ ڈاکٹر فل نے بینتے ہوئے لمحہ میں کہا تو ڈاکٹر سائل کو یوں محسوس ہوا جیسے کسی نے پچھلا ہوا سیسے اس کے کافنوں میں انڈیل دیا ہو۔ اسے ڈاکٹر سائل کی باتیں سن کر اس قدر شدید صدمہ پہنچا تھا کہ اسے بیان نہیں کیا جا سکتا تھا۔

”ڈاکٹر فل آپ سوچ بھی نہیں سکتے کہ ڈاکٹر سائل کس قدر بے ہودہ آدی ہے۔ میں اس کی بینی کی عمر کی ہوں لیکن وہ اپنے آپ کو مجھ سے بھی عمر میں چھوٹا قرار دے کر باتیں کرتا ہے۔ ناہنس۔ میرا دل کہتا ہے کہ میں اس کا چہرہ تھپڑوں سے بگاڑ دوں۔ مجھے اس سے شدید نفرت ہے ڈاکٹر۔ شدید نفرت۔ لیکن اب کیا کروں ملک و قوم کی خاطر مجھے یہ کزوں گھونٹ پینے پر رہے ہیں اور میں پر رہی ہوں۔ ویسے میں نے اسے اپنے جال میں ایسا

پھنسایا ہوا ہے کہ وہ کسی صورت بھی اس جال سے نہیں نکل سکتا۔ لیکن ڈاکٹر فل۔ جی ایلوں کا فارمولہ کپٹ مکمل ہو گا اور میری اس گدھ سے کب جان چھوٹے گی۔ ڈاکٹر سائل کی آواز ڈاکٹر سائل کے کافنوں میں مسلسل پڑی تھی اور وہ ہونٹ پہنچنے زور زور سے اس طرح سانس لے رہا تھا جیسے بیباں ہوا کی شدید کسی پیدا ہو گئی ہو۔

”میں نے تمہیں اس نے بیباں بلا یا ہے کہ ہمیں اس وقت تک جب تک جی ایلوں کا فارمولہ مکمل نہ ہو جائے ڈاکٹر سائل کی ضرورت ہے۔ اس کے بعد یہ شک قم اپنے ہاتھوں سے اسے گولی مار دینا مجھے کوئی اعتراض نہ ہو گا لیکن تب تک اس کو اپنے جال میں جکڑ لو کہ اگر پاکیشیا سیکرٹ سروس والے اس کی میں بھی کریں تب بھی وہ نہ جائے۔ مجھے لگ رہا ہے کہ ہارہ اپنگنی والے اسے خود ہی واپس بھیجنा چاہتے ہیں لیکن وہ کھل کر بات نہیں کر رہے۔ ڈاکٹر فل نے کہا۔

”وہ کیوں بھیجنा چاہتے ہیں۔ ڈاکٹر سائل کی آواز سنائی دی۔ ”معلوم نہیں۔ ویسے میرا خیال ہے کہ یہ پاکیشیا سیکرٹ سروس والے خطراں کا لوگ ہیں اس لئے وہ خطرے سے بچتا چاہتے ہیں۔ ڈاکٹر فل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”آپ بے فکر رہیں ڈاکٹر فل۔ میں پہلے بھی ہوشیار تھی اور اب مزید ہو جاؤں گی۔ یہ اجتنب کہتا ہے کہ میں اسے بے حد پسند

کرتی ہوں حالانکہ میں اس کی شکل دیکھنے کی بھی روا دار نہیں ہوں لیکن چونکہ ملک کا مفاد اس سے وابستہ ہے اس لئے یہ کام کرنا پڑ رہا ہے۔ اب میں چلتی ہوں ایسا نہ ہو کہ وہ میری غیر موجودگی میں بے قرار ہو تو یہاں چلا آئے۔ ڈاکٹر سماں کی آواز سنائی دی۔

”اس کا خیال رکھنا۔ میرا خیال ہے کہ یہ آدمی بے حد ملتون مزاج ہے اس لئے ایسا نہ ہو کہ وہ کسی بھی وقت واپس جانے کا سوچ لے۔ ایسی صورت میں مجھ فروزان اطلاع دینا۔ میں اسے خیر طور پر دوسرا لیہاڑی میں وقت طور پر شفت کر دوں گا۔ بعد میں خطرہ ل جائے گا تو پھر اسے واپس بالایا جائے گا۔ ڈاکٹر قلب نے کہا۔

”اس کی ضرورت نہیں پڑے گی۔ وہ میری مرضی کے بغیر اب سانس لینا بھی پسند نہیں کرتا۔ آپ بے فکر ہیں۔ گذہ بائی۔ ” ڈاکٹر سماں نے بڑے بااعتماد مجھے میں کہا تو ڈاکٹر سماں سمجھ گیا کہ ڈاکٹر سماں اب وہاں سے واپس آ رہی ہے۔ وہ تیزی سے مرا اور بخوبی کے مل دوڑتا ہوا واپس اس ڈائنگ روم کی طرف گیا اور اس پورشن میں پہنچ گیا جہاں سے وہ انھ کر گیا تھا۔ اس نے ویٹر کو ایک اور چائے کا کام کیا۔

”کیا ہوا۔ مجھے زیادہ دریگ گئی ہے جو تم اس قدر غصے میں ہو۔ ڈاکٹر قلب ایک فارمولے پر بات کرنا چاہتے تھے۔ اس بات چیز میں ذیر ہو گئی۔ آئی ایم سوری۔ اب نہس دو۔ پلیز نہر

دو۔ ڈاکٹر سماں نے بڑے لاذ بھرے لبجھے میں کہا تو ڈاکٹر سماں بے اختیار نہیں پڑا لیکن صاف محسوس ہو رہا تھا کہ اس کی بُنی میں وہ پہلے جیسی ہے سانگھر نہیں ہے۔

”ایسی کوئی بات نہیں۔ بس مجھ سے برداشت نہیں ہوتا کہ تمہارے بغیر ایک پل بھی رہوں۔ ڈاکٹر سماں نے جان یو جھ کر کہا تاکہ ڈاکٹر سماں یہ نہ سمجھ لے کہ اس کی اصلیت ڈاکٹر سماں کے سامنے کھل چکی ہے۔

”تمہاری آواز اور لبجھے میں وہ پہلے جیسی گرم جوشی نہیں ہے۔ کیا تم نے دائی میری اتنی تھوڑی دیر کی غیر حاضری کا انتباہ رہا تھا۔ ڈاکٹر سماں نے کہا۔ وہ چونکہ عورت تھی اس لئے فوراً سمجھ گئی تھی کہ ڈاکٹر سماں جو کچھ کہہ رہا ہے اس میں وہ پہلے جیسی گرم جوشی نہیں ہے۔ اسی لمحے ویٹر نے چائے کے برتن رکھنا شروع کر دیئے۔ وہ دو چائے لے آیا تھا۔ شاید اسے ڈاکٹر سماں واپس آتی وکھائی دے گئی تھی۔

”چیپن میں جب میں چڑیوں کی کہانیاں پڑھتا تھا تو میرا دل چاہتا تھا کہ میں چڑیں کو دیکھ سکوں لیکن آج سے پہلے مجھے بھی چڑیں نظر نہ آئی تھی۔ ” ڈاکٹر سماں نے چائے کی پیالی اٹھا کر اس میں سے گھونٹ لیتے ہوئے کہا۔

”آج سے پہلے۔ کیا مطلب۔ کیا آج تم نے چڑیں دیکھے لی ہے۔ ڈاکٹر سماں نے چائے کا گھونٹ لیتے ہوئے حرث بھرے

لنجے میں کہا تو ڈاکٹر کمال دل کھول کر بننے لگا۔ واقعی یہ بات کر کے اسے بے حد لطف آیا تھا۔

”تم اس طرح کیوں بنس رہے ہو۔ کیا ہو گیا ہے تمہیں۔“ کبھی چڑیوں کی باتیں کرتے ہو اور کبھی پاگلوں کی طرح بننے لگ جاتے ہو۔“ ڈاکٹر سائل نے حیرت بھرے لنجے میں کہا۔

”چڑیوں کیا کرتی ہیں۔ دوسروں کا خون پینتی ہیں تا اور تم بھی میرا خون پینتی ہو۔ دیکھو میں کتنا کمزور ہو گیا ہوں اس لئے تم بھی چریل ہو لیں خوبصورت چریل۔“ ڈاکٹر کمال سے رہا نہ گیا تو وہ بول پڑا اور اس بار ڈاکٹر سائل بے اختیار بنس پڑی۔

ایک بڑے سائز کی تیز رفتار لانچ فاصلی تیز رفتاری سے بکھرہ ہم کی لہروں پر اچھلی ہوئی اگے بڑھی چلی جا رہی تھی۔ لانچ کا نپشن عمران تھا جبکہ اس کے باقی ساتھی عرش پر کریساں بچھائے ہے خوٹگوار مودی میں بیٹھے ہوئے تھے۔ یہ لانچ عمران نے بندراگاہ

سے بھاری رقم ایڈوانس دے کر کرایہ پر لی تھی۔ مقصد سمندر ای پادت ہتھا لیا تھا۔ چونکہ سیاح اکثر لاپچیں سمندر کی سیاحت کے لئے جاتے تھے اس لئے عمران کے لانچ کے حصوں پر کسی کو نہت نہ ہوئی تھی۔ البتہ کوٹ گاڑڑ کے ہیدلواڑ سے اچازت مہ بنا کر ساتھ رکھنا ضروری تھا جو لانچ کے کمپن کے لئے ضروری فرط تھی۔ یہ اچازت نامہ سیاحوں کو جاری کر دیا جاتا تھا اور یہ جازت نامہ لانچ چلانے کا تجربہ دیکھ کر جاری کیا جاتا تھا لیکن وسرے مکلوں کی طرح یہاں بھی تھوڑی سی رقم خرچ کرنے پر

”باں چلو۔“ ڈاکٹر کمال نے بھی اختنے ہوئے کہا۔

”تم چریل ہو۔ تمہارا گلا کاٹ دوں گا۔“ تم نے مجھے دھوکہ دیا ہے۔ اس کا مرہ تو تمہیں پچھاؤں گا۔“ ڈاکٹر کمال نے اختنے ہوئے ہیڑدا کر کہا لیکن ڈاکٹر سائل اس دوران کمرے سے باہر جا چکی تھی اس لئے وہ ڈاکٹر کمال کی ہیڑداہت نہ سن سکی تھی۔

اجازت نامہ جاری کر دیا جاتا تھا اور یہ کام لائچ کرائے پر دینے والے خود ہی کرا دیتے تھے اس لئے اجازت نامہ عمران کی جیب پڑے گا۔ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

365

لائچ کا رخ ایک بندرگاہ نیوگون کی طرف تھا جو ماؤنٹ پلینیہ پر فیر آمد ہے اس کا راست کہاں سے ہے۔ کیا آپ نے معلوم کر لیا ملا قاعِ گزرنے کے بعد تھی اور جو اس وقت تقریباً ویران ہو چکی تھی۔ ہے۔ اس بار کمپنیں فکیل نے کہا۔ پہلے یہ کرانس اور اطاطی کی مشترک بندرگاہ تھی لیکن پھر اطاطی نے اپنے ”ہاں۔ مجھے معلوم ہے۔ اس کے بغیر تو یہاں آنا بے کار تھا۔ حدود میں ایک اور بندرگاہ کو زیلپ کر لیا اور یہ بندرگاہ جو کرانس ہم اب پورے علاقے کو تو بہوں سے نہیں اڑا سکتے اور وہاں بھی ہو کی حدود میں تھی چھوڑ دی۔ پھر کرانس نے بھی ماؤنٹ پلینیہ ایڈ مکان ہے کہ پہرہ ہو اور اگر نہ بھی ہوت بھی پہاڑی کی دوسری میں ماؤنٹ پلینیز کے نام سے ایک جدید اور وسیع بندرگاہ قائم کر دی۔ لرف بہر حال سکرٹی موجو ہو گی۔ عمران نے جواب دیا۔ اور اس طرح نیوگون بندرگاہ آہستہ آہستہ ویران ہوتی چلی گئی۔ اب ”عمران صاحب۔ ڈاکٹر کمال کیا اپنی مرضی سے ہمارے ساتھ یہاں صرف شپ بریگنگ کا کام ہوتا تھا لیکن وہ بھی ایک خاص انسیں گے یا انہیں انداز کر کے لے جانا ہو گا۔ کچھ فاصلے پر موسم میں ہی کیا جاتا تھا اور چونکہ اس موسم کی آمد میں انہیں کافی بیٹھی صالٹ نے کہا۔ وقت تھا اس نے نیوگون پر ویرانی کا راجح تھا۔ البتہ اکا دکا لائچ۔ ادھر ادھر گھومتی پھر تی نظر آتی تھیں۔

”اغوا کر کے لے جانا تو بہت مشکل ہے۔ وہ پا کیشائی ہیں۔“ ”غوا کر کے لے جانا تو راجح تھا۔ لیکن نہ والیں جائیں گے۔ عمران نے کہا تو سب نے اثبات قریب ہی کر کی پر بیٹھے ہوئے صدر نے کہا۔

”اب لائچ پر جیپ تو لادی نہ جاسکتی تھی اور دیے بھی یہ۔“ اسے کسی چنان سے باندھتا ہو گا کیونکہ والیں ہم نے اسی ماؤنٹ پلینیز کا عقیل ملا قاعِ گزرنے کیا جانا ہے۔ عمران نے کری سے اٹھتے ہوئے کہا اور پہاڑی ملا قاع ہے۔ اس میں پیدل چلنے کے راستے تو ہو سکتے ہیں۔ لرفہ سب لائچ سے اتر کر ساحل پر پہنچ گئے۔ عمران اور صدر نے لیکن جیپ، غیرہ نہیں چل سکتی اس لئے ہمیں پیدل ہی آگے ہیں۔ لکھ کر لائچ کو ایک بھاری چنان کے ساتھ ساحل پر کر دیا کر لائچ سے نہ گمراکے کیونکہ ساحل پہاڑی تھا اور لائچ کے

چنانوں سے مکرانے سے اس کو نقصان پہنچ سکتا تھا۔ صدر نے ایسے سیاہ رنگ کا بیگ اپنی پشت پر اٹھایا ہوا تھا۔ اس میں خصوصی ساخت کا اسلحہ تھا۔ عمران کے گلے میں ایک چھوٹے سائز کی لیکن خاص طاقتور دور میں موجود تھی۔ وہ اس وقت اونچی پہاڑیوں کے تقریب داکن میں تھے اور پھر وہ چنانوں کو پھلاگتے ہوئے آگے بڑھنے لگے۔ ساتھ ساتھ وہ بلندی کی طرف بھی بڑھ رہے تھے۔

”عمران صاحب۔ لیبارٹری تو زیر زمین ہے اور آپ پہاڑیوں کی چوٹی کی طرف جا رہے ہیں۔“..... صدر نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

”اس پہاڑی کے بعد ایک اور پہاڑی کے درمیان وادی ہے۔ اس وادی سے راستہ جاتا ہے۔“..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا تو صدر نے اثبات میں سرہلا دیا اور پھر اس بڑی سی پہاڑی کے کراس کر کے وہ جب دوسری طرف پہنچنے تو وہاں واقعی درمیان میں ایک وادی موجود تھی۔ وہ یخچے اتر کراس وادی کی طرف بڑھنے لگے۔

”اس وادی میں ایک چنان ایسی ہے جیسے ہاتھی کی سوندہ ہوئے ہے۔ اسے ہم نے ملاش کرنا ہے۔“..... عمران نے کہا اور پھر عمران کے کہنے پر وہ سب اس وادی میں پھیل گئے۔

”ہاں۔ یہ ہے چنان۔“..... اچانک دور سے اسلحہ کی چیختی ہوئی۔ آواز سنائی دی۔ آواز پہاڑی میں اس طرح گونج انٹھی جیسے گنبد میں

آواز گونجتی ہے اور وہ سب اس طرف بڑھ گئے جہاں سے صالح کی آواز آئی تھی۔ تھوڑی دیر بعد ایک ایک کر کے وہ سب وہاں پہنچ گئے۔ وہاں واقعی ہاتھی کی سوندہ کی ٹکل کی چنان موجود تھی۔ عمران نے اس چنان کے پنچھے حصے میں موجود ایک سوراخ میں ہاتھ ڈالا اور چند لمحوں بعد کٹاک کی آواز سنائی دی اور چنان کی سائید میں ایک غار تما راستہ کھل گیا۔

”کچھ دیر رک جاؤ تاکہ اندر تازہ ہوا پہنچ جائے۔“..... عمران نے کہا تو سب نے اثبات میں سرہلا دیئے۔ پھر وہ سب ایک ایک کر کے اس راستے میں داخل ہو گئے۔ راستہ گہرائی کی طرف جاربًا تھا اور وہاں گھپ اندھیرا تھا۔ عمران سب سے آگے تھا۔ اس کے پانچھے میں ایک پنچھ نما نارج تھی جس کی روشنی خاصی تیز تھی۔ راستہ انسانی ہاتھوں کا بنا ہوا تھا۔ پھر تھوڑی دیر بعد راستہ ختم ہو گیا۔ اب وہاں ایک سپاٹ دیوار نما چنان نظر آ رہی تھی۔ عمران نے اس چنان کی جڑ میں پیڑ مارا تو بکلی سی گلزاری ابھت کے بعد وہ چنان سائید پر کھسک گئی اور دوسری طرف ایک لیبارٹری موجود تھی جو اس طرح ویران نظر آ رہی تھی جیسے قدیم دور کی کوئی عمرارت ہو۔ وہاں کمزی کے جالے عام تھے۔ مشینی بے کار ہو کر تقریباً ضائع ہو چکی تھی۔

”عمران صاحب۔ یہ کس قسم کی لیبارٹری ہے۔ اس کی یہ حالت کیوں ہے۔“..... تقریباً سب نے ہی لیبارٹری میں داخل ہوتے ہوئے حیرت بھرے لجھ میں کہا۔

زور سے پیروں مارا تو بلکل سی گزگراہت کے ساتھ چنان ایک طرف بہت گئی اور دوسری طرف پہلے کی طرح سرگم نما راستہ نظر آ رہا تھا۔

”رُک جاؤ۔ یہ بھی کافی عمر سے سے بند ہے۔“..... عمران نے کہا تو سب رُک گئے۔ تقریباً اس من بعد عمران نے آگے بڑھنے کا اشارہ کیا اور پھر پہلے خود آگے بڑھ گیا۔ اس کے پیچے اس کے ساتھی بھی سرگم نما راستے میں داخل ہو گئے۔ عمران نے درمیانی راستے ویسے ہی کھلا رہنے دیا۔ ظاہر ہے انہوں نے اسی راستے سے واپس جانا تھا۔ ویسے اب سب کو عمران کی ذہانت اور کارکردگی کا احساس ہو رہا تھا کہ لیبارٹری سے باہر دور تک سیکورٹی اپنی جگہ موجود تھی لیکن وہ کسی کے علم میں آئے بغیر لیبارٹری تک پہنچنے میں کامیاب ہو گئے تھے۔ کافی طویل سرگم کا اختتام ایک بار پھر ایسی ہی دیوار نما چنان پر ہوا۔

”ابھی سہ پھر ہے اس لئے دوسری طرف یقیناً پورے زور شور سے کام ہو رہا ہو گا اس لئے جیسے ہی دیوار بٹے گی میں اندر ہے ہوش کر دینے والی گیس فائر کر دوں گا۔ اس کے بعد ہم اندر داخل ہوں گے اور پاکیشی ڈاکٹر کمال حسین کو جو یقیناً ہے ہوش پڑا ہوا ہو گا اٹھا کر واپس لے جائیں گے اور گیس کی وجہ سے یہ لوگ کم از کم چھ گھنٹوں تک ہوش میں نہ آ سکیں گے اور ہوش میں آنے کے باوجود بھی انہیں یہ معلوم نہ ہو سکے گا کہ بند لیبارٹری سے ڈاکٹر کمال

”اس لیبارٹری کا نقشہ جس نے بھی بتایا اس سے یہ خاطری ہوئی کہ لیبارٹری سے نکلنے والے پانی کو ڈاکٹر کیتے سمندر کے ساتھ ملا دیا تاکہ کسی کو لیبارٹری کے بارے میں معلوم نہ ہو سکے لیکن سمندری ہواں نے لیبارٹری تک پہنچ کر اس میں اس قدر تھی پیدا کر دی کہ لیبارٹری کی مشینری جام ہو گئی اور نیچے یہ نکلا جو تمہاری آجھوں کے سامنے ہے۔ اب یہ لیبارٹری بند ہے۔ اس کے لئے نئی مشینری خریدی جا رہی ہے۔ بھر اس کو دوبارہ تعمیر کر کے یہ راستہ بند کیا جائے گا۔ اس کے بعد ہی یہ لیبارٹری کام کر سکے گی۔“..... عمران نے آگے بڑھتے ہوئے جواب دیا۔

”آپ تو اس ساری جگہوں اور لیبارٹری سے اس طرح واقف ہیں جیسے یہاں کام کرتے رہے ہوں۔“..... صدر نے جیعت بھر لجھ میں کہا۔

”یہاں کام کرنے والے ایک ریناٹرڈ سائنس دان سے ملاقات ہو گئی تھی۔“..... عمران نے مکراتے ہوئے جواب دیا تو سب نے اس انداز میں سر ہلا دینے لیے ساری بات ان کی تجویز میں آگئی ہو۔ ظاہر ہے عمران نے اس سائنس دان سے ساری معلومات حاصل کر لی ہوں گی اس لئے وہ یہاں اس انداز میں آگے بڑھ رہا تھا جیسے یہاں کام کرتا رہا ہو۔ اس دیران لیبارٹری سے گزر کر ہو۔ درمیانی راہداری کے آخر میں پہنچ کر رُک گئے کیونکہ آگے بھی ایسی بڑی چنان تھی۔ عمران نے یہاں بھی پہلے کی طرح چنان کی جز تر

کہاں غائب ہو گیا ہے جبکہ اس دوران ہم بندرگاہ پر پہنچ کر وہاں سے اخالی کی سرحد پار کر جائیں گے لیکن اس کے باوجود سب نے پوری طرح ہوشیار رہنا ہے کیونکہ ضروری نہیں کہ واقعات ایسے ہی پیش آئیں جیسے میں کہہ رہا ہوں۔ کسی وقت کچھ بھی ہو سکتے ہے..... عمران نے کہا اور جیب سے گیس پٹل نکال کر اس نے ہاتھ میں پکڑ لیا۔

"اس کے اثرات جتنے زد اثر ہیں اتنی ہی جلدی ختم ہی ہو جاتے ہیں لیکن پھر بھی ایک ڈیڑھ منٹ تک سانس روکنا ہو گا۔" عمران نے کہا اور پھر چنان کی جز میں اس نے زور سے پیارا تو ہلکی سی گزگڑا ہٹ کے ساتھ ہی چنان ایک سائینڈ پر ہٹکتی چل گئی۔ اب دوسرا طرف ایسی ہی راہداری نظر آ رہی تھی جو آگے جا کر مز گنی تھی۔ عمران نے ہاتھ میں پکڑے ہوئے گیس پٹل کا رعن سامنے راہداری کی طرف کیا اور مریغہ دبا دیا۔ پٹل میں سے چار کپموں نکل کر سامنے راہداری کے فرش پر گرے اور کھٹاک کھٹاک کی آوازوں کے ساتھ پھٹ گئے۔ عمران نے سانس روک لیا تھا پھر تقریباً دو منٹ بعد اس نے آہستہ سے سانس لیا لیکن کوئی بو محسوں نہ ہونے پر اس نے زور سے سانس لیا اور پھر اپنے ساتھیوں کو بھی سانس لینے کا اشارہ کیا اور پھر وہ آگے بڑھ گیا۔ اس کے ساتھ اس کے پیچے تھے لیکن وہ سب بڑے چوکنا اور جھاتا نظر آ رہے تھے۔

عمران سیست سب کے ہاتھوں میں مشین پٹل موجود تھے۔ لیبارٹری کے اندر وہی حصے میں پہنچ کر انہوں نے وہاں تقریباً اخبارہ افراد کو لیبارٹری کے مختلف حصوں میں بے ہوش پڑے ہوئے دیکھا۔ ان میں ایک نوجوان عورت بھی تھی اور اس عورت کے ساتھ ہی ایک ایشیائی بھی ہے ہوش پڑا ہوا تھا اور اسے دیکھتے ہی عمران نے کہوں پر مکراہٹ ابھر آئی کیونکہ یہی ڈاکٹر کمال تھا۔

"اے اٹھا کر کا نہ ہے پڑا لو۔ اب ہم نے یہاں سے نکلا ہے۔" عمران نے کہا۔

"یہاں ہم نصب کر دیں تاکہ اس لیبارٹری کو اڑایا جائے۔" صدر نے کہا۔

"جب کوئی مدافعت نہیں ہوئی تو پھر کیا یہ ضروری ہے کہ لیبارٹری کو تباہ کیا جائے اور سائنس دانوں کو ہلاک کیا جائے۔" عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"سوری عمران صاحب جب اسے ہر صورت میں تباہ ہوتا ہو گا۔" صدر نے بڑے سر دلچسپی میں جواب دیا اور پھر جولیا سیست سب نے اس کی تائید کر دی۔ تغیریں سب میں سب سے زیادہ پر جوش تھا۔

"ٹھیک ہے۔ اب میں مزید کیا کہہ سکتا ہوں"..... عمران نے کہا تو صدر نے اپنی پشت پر موجود تھیلی کو اتار کر پیچے رکھا اور اسے کھول کر اس میں سے دو انجائی طاقتور والیں بیم نکال کر اس نے

لیمارڑی کی دو مختلف جگہوں پر انہیں اس انداز میں نصب کر دیا کہ جب تک خصوصی طور پر انہیں چیک نہ کیا جائے یہ نظر نہیں آ سکتے تھے۔ پھر انہیں ڈی چارج کر کے وہ ڈاکٹر کمال کو کامنے پر اختیار والیس مز لگئے۔ لیمارڑی سے دریافتی سرنگ نما راستے میں پہنچ کر عمران نے وہ راستہ بند کر دیا اور آگے بڑھتے چلے گئے۔ ڈاکٹر کمال کو پیشہ ٹکلیں نے کامنے پر اختیار ہوا تھا۔

”عمران صاحب۔ اتنا مش مکمل تو ہو گیا ہے لیکن لطف نہیں آیا۔۔۔ اپاٹک صالح نے کہا تو سب بے اختیار چونک پڑے۔ ”اگھی مش مکمل کمال کہا ہوا ہے۔ جب تک ڈاکٹر کمال کو باعافت پاکیشا نہ پہنچا دیا جائے مشن تو ادھورا ہے۔۔۔ عمران نے سکراتے ہوئے کہا۔

”وہ تو پورا جائے گا لیکن کوئی ٹھوں خال نہیں ہوئی۔ مجھے تو ایسے لگتا ہے کہ ہم قبرستان میں داخل ہو کر کسی قبر سے مردہ نکال کر واپس جا رہے ہیں۔۔۔ صالح نے کہا۔ ”صالحہ پلیز۔ فضول ہاتھیں نہ کیا کرو۔۔۔ جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”چلو تم جیجا دو۔ تمہیں اس مشن کی ٹکلیں میں لطف آیا ہے۔۔۔ صالح نے کہا۔

”یہ عمران کی ذہانت اور کارکردگی ہے کہ تم ایسی باتیں کر رہی ہو ورنہ جو ہوتا اس کا اندازہ تمہیں بھی ہے اور مجھے بھی۔۔۔ جولیا

نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”زیادہ مت بولو۔ یہاں سے آواز گونج کر باہر بھی جاسکتی ہے۔ آخر یہاں ہوا کے لئے بندوبست تو کیا گیا ہو گا۔۔۔ عمران نے کہا تو صالح اور جولیا اس طرح خاموش ہو گئیں جیسے اگر انہوں نے ایک لفظ بھی منہ سے بولا تو قیامت نوٹ پڑے گی۔ تھوڑی دیر بعد وہ اس سرنگ نما راستے سے باہر آگئے جیا سے وہ داخل ہوئے تھے۔ عمران نے سوراخ میں باٹھ ڈال کر ایک بار پھر باٹھ کو مخصوص انداز میں گھایا تو کنکاک کی آواز کے ساتھ ہی سوراخ کی سائیدیں میں رکی ہوئی چنان واپس اپنی جگہ پر ایڈ جست ہو گئی۔ اب وہ واڈی میں موجود تھے۔

”ہمیں پہلے والے راستے سے سفر کر کے ساحل تک پہنچا ہے۔ صدر، تم اب ڈاکٹر کمال کو اختلاں کو۔ پھر راستے میں مجھے دے دینا۔۔۔ عمران نے کہا۔

”اے کیوں نہ ہوش میں لے آیا جائے عمران صاحب۔۔۔ صدر نے کہا۔

”ہم اس وقت شدید خطرے میں ہیں۔ کسی بھی وقت ہم چیک ہو سکتے ہیں اس لئے ایک تو ہمارے پاس اتنا وقت نہیں ہے کہ اس کو ہوش میں لا کر اس سے نماکرات کریں۔ ہو سکتا ہے کہ حکومت کرانش نے اسے ایسی سکولیات مہیا کی ہوں جو پاکیشا میں اسے نہ مل سکتی ہوں۔ ایسی صورت میں اگر اس نے واپس جانے سے انکار

کو مارک نہ کر سکیں گے۔ عمران بار بار مز کرتے تو یور کی طرف دیکھ رہا تھا لیکن تو یور مکمل طور پر چنان کی اوٹ میں تھا۔ اس وقت وہ وادی سے تقریباً دو سو فٹ کی بلندی پر پہنچ چکے تھے اور ابھی انہیں تقریباً تین چار سو فٹ مزید بلندی پر پہنچا تھا کہ اچانک عمران بے اختیار اچھل پڑا جب اس کے کانوں میں فائر گنگ کے ساتھ ساتھ تو یور کے حلق سے نکلنے والی زور دار چیخ سنائی دی۔ چیخ بتا رہی تھی کہ چیخنے والا کہیں گہرائی میں گرتا چلا جا رہا ہے اور عمران کے بے اختیار رو ٹکنے کھڑے ہو گئے کیونکہ اس کا مطلب واضح تھا کہ تو یور نہ صرف بہت ہو گیا ہے بلکہ وہ بلندی سے یعنی بھی گر گیا ہے اور ان پہاڑی چنانوں سے گرنے کا مطلب عمران واضح طور پر سمجھ سکتا تھا۔

کر دیا تو اسے دوبارہ بے ہوش کرنا پڑے گا۔..... عمران نے کہا تو صدر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ البتہ اس نے کیپشن ٹکلیں سے ڈاکٹر کمال کو لے کر اپنے کامنے ہے پر ڈال لیا تھا۔ اب وہ پہاڑی راستے پر چلتے ہوئے اوپھائی کی طرف بڑھے چلے جا رہے تھے کیونکہ پیچے جانے والا راستہ بلندی سے جاتا تھا اس نے انہیں ایک لاماظ سے پہاڑی کی پوٹی پر پہنچ کر ہی دوسری طرف اترنا پڑتا تھا۔ وہ مختلف چنانوں کو چھلانگتے ہوئے آگے بڑھے چلے جا رہے تھے کہ اچانک تو یور بے اختیار رک گیا۔

”کیا ہوا۔۔۔ اس کے ساتھیوں نے اسے رکتے دیکھ کر پوچھا۔ ”میں نے ملکی سی انسانی آواز سنی ہے۔۔۔ تو یور نے تیزی سے ایک چنان کی اوٹ لیتے ہوئے کہا۔

”تمہارے پاس اسلحہ ہے۔ تم تینیں رک کر چینگ کر د۔ ہم آگے بڑھ جاتے ہیں۔ پھر ہی یہ لوگ سامنے آ سکتے ہیں۔“ - عمران نے کہا تو تو یور نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

”سب لوگ چنانوں کی اوٹ لے کر آگے بڑھیں۔ جب تو یور فائر کھولے تو ہم بھی چنانوں کی اوٹ لے کر فائر کھول دیں گے۔۔۔ عمران نے کہا تو سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے اور پھر چنانوں کی اوٹ لیتے ہوئے آگے بڑھتے گئے تاکہ اگر کوئی واقعی ان کی گمراہی کر رہا ہے تو وہ بھی سمجھ کر آگے آ جائے گا کہ وہ سب آگے بڑھ گئے ہیں۔ عمران کو یقین تھا کہ وہ لوگ ایک آدمی کی کی

سوال کا جواب دینے کے لئے موجود نہیں تھا اور پھر اچانک میز پر پڑے ہوئے رائسمیر کی مخصوص یعنی بچتی تھی تو اس نے جلدی سے رائسمیر اٹھایا اور اسے آن کر دیا۔
”بیلو۔ بیلو۔ تھامن کا لئنگ۔ اور۔۔۔ دوسری طرف سے ایک مرد اپنے آواز سنائی دی۔

”لیں۔ گیری انڈنگ یو۔ اور۔۔۔ گیری نے چونک کر کہا۔
”باس۔ میں ویسے ہی چینگ کرتا ساحل کے ساتھ والی پہاڑی پر گیا تو میں نے ایک عجیب چیز دیکھی ہے۔ اور۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا تو گیری کا چہہ یکنٹ بگرسا گیا۔
”کیا عجیب چیز نظر آگئی۔ سُپس مت پیدا کیا کرو۔ پوری طرح سے بات کیا کرو نہیں۔ اور۔۔۔ گیری نے غصیلے بچے میں کہا۔

”سوری بس۔ ساحل پر ایک بڑی موڑ لائج موجود تھی۔ اور۔۔۔ تھامن نے کہا۔
”لائج۔ کیا مطلب۔ اس طرف تو لانچیں نہیں آتیں۔ ادھر تو پہاڑی ساحل ہے۔ بیاں کس لائج نے آتا ہے۔ کہیں تم نئے میں تو نہیں ہو۔ اور۔۔۔ گیری نے چیختے ہوئے کہا۔
”باس۔ یہ لائج اس وقت بھی پیری نظر وہ کے سامنے موجود ہے۔ اسے باقاعدہ ایک چنان کے ساتھ بک کیا گیا ہے اور لائج فالی ہے۔ اور۔۔۔ تھامن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

گیری ماؤنٹ لیبارٹری کے بیرونی حصے میں سکورنی چیک پوسٹ میں ہوئے اپنے آفس میں بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے سکورنی چیک پوسٹ کی طرف سے آنے والے راستے پر بھی جگہ جگہ اپنے آدمی بٹھائے ہوئے تھے اور لیبارٹری کے اوپر جو پہاڑی تھی وہاں بھی آدمی تینات کے ہوئے تھے تاکہ پاکیشائی سیکریٹ سروس کا گروپ بھیسے ہی اس ایسے میں داخل ہوا سے الٹاٹا مل جائے اور وہ ان سب کو میزائلوں سے اڑا دے۔ اسے جولین کی موت پر افسوس ضرور ہوا تھا لیکن ہمیں کی موت کی خبر نہ تو اسے ہلاکر رکھ دیا تھا۔ اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ ان پاکیشائی اجنبیوں پر جھپٹ پڑے لیکن وہ ادھر کارخی نہیں کر رہے تھے۔ اسے کچھ نہ آ رہی تھی کہ آخر یہ لوگ کہاں ہیں اور کیا کر رہے ہیں اور کیون لیبارٹری کی طرف نہیں آ رہے لیکن ظاہر ہے کوئی اس کے

"تو وہ لامچے والے کہاں ہیں۔ ادھر وہ کیا لینے آئے ہوں گے۔ اور".... اس بار گیری کے لامچے میں حیرت تھی۔

"اب میں کیا کہہ سکتا ہوں باس۔ میں نے ادھر چینگڑ دے لیکن نہیں کوئی آدمی نظر چیز آ رہا۔ اور".... دوسرا طرف سے تھامن کی آواز سنائی دی جس نے پہلے لامچے کے بارے میں گیری کو اطلاع دی تھی۔

"لامچے اب خود چل کر تو یہاں نہیں پہنچی ہو گی۔ اس میں کوئی نہ کوئی تو آیا ہو گا۔ تم وہیں رہ جو اور چینگڑ کرتے رہو۔ جیسے ہی کوئی آدمی نظر آئے فوراً مجھے کال کر دینا۔ اور".... گیری نے اس بدایات دیتے ہوئے کہا۔

"لیں باس۔ اور".... دوسرا طرف سے کہا گیا تو گیری اور ایندھ آں کہہ کر ٹرانسیمیر آف کر کے واپس میز پر رکھ لیا۔

"حیرت ہے۔ لامچے موجود ہے لیکن کوئی آدمی موجود نہیں ہے۔" گیری نے بڑھاتے ہوئے کہا۔ پھر اچانک اسے ایک خیال آیا تو وہ بے اختیار اچھل پڑا۔

"اوہ۔ اوہ۔ کہیں اس لامچے پر عمران اور اس کے ساتھی یہاں نہ پہنچ ہوں۔ یقیناً وہی ہوں گے لیکن وہ گئے کہاں۔ اوه۔ اوه۔" اس طرف سے یہاں ہم پر حملہ کرنا چاہتے ہوں گے تاکہ ہم ساتھ دالے راستے کے چکر میں پڑے رہیں اور وہ عقب سے اچانک جسد کر دیں۔" گیری نے بڑھاتے ہوئے کہا اور پھر جھپٹ کر اس نے ٹرانسیمیر اٹھایا اور اسے آن کر دیا۔

"ہیلو۔ ہیلو۔ تھامن کا لانگ۔ اور".... تھامن کی انتہائی پر جوش آواز سنائی دی۔

"ہیلو۔ ہیلو۔ گیری کا لانگ۔ اور".... گیری نے بار بار کال دیتے ہوئے کہا۔

"اب میں کیا کہہ سکتا ہوں باس۔ تھامن بول رہا ہوں۔ اور".... دوسرا طرف سے تھامن کی آواز سنائی دی جس نے پہلے لامچے کے بارے میں گیری کو اطلاع دی تھی۔

"تھامن۔ اس لامچے پر یقیناً پاکیشائی ایجنسی یہاں پہنچ ہوں گے اور وہ ہمارے عقب سے ہم پر حملہ کرنا چاہتے ہیں۔ تم اس پہاڑی کے عقبی حصے کو چیک کرو جس پہاڑی کے پیچے لمباڑی

ہے۔ اس طرف ہمارا کوئی آدمی نہیں ہے۔ مجھے یہ خیال کیسی نہ تھا کہ یہ لوگ اس انداز میں بھی آ سکتے ہیں۔ فوراً جا کر چیک کرو اور مجھے اطلاع دو۔ لیکن خیال رکھنا تم خود چیک نہ ہو جانا۔ اور"۔

گیری نے تیز تیز لامچے میں مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

"لیں باس۔ میں چیک کر کے آپ کو روپورٹ دیتا ہوں۔" اور".... دوسرا طرف سے مونو باند لامچے میں کہا گیا۔

"اوکے۔ اور ایندھ آں۔" گیری نے کہا اور ٹرانسیمیر آف کر کے اسے واپس میز پر رکھ دیا۔ پھر تقریباً ڈیڑھ گھنٹے کے صبر آزماء منتخار کے بعد ٹرانسیمیر کی بینی بھی تو اس نے بکل کی سی تیزی سے جھپٹ کر ٹرانسیمیر اٹھایا اور اسے آن کر دیا۔

"ہیلو۔ ہیلو۔ تھامن کا لانگ۔ اور".... تھامن کی انتہائی پر جوش آواز سنائی دی۔

"لیں۔ گیری انڈنگ ک یو۔ کیا روپوت ہے۔ اور"..... گیری نے اشتیاق بھرے لمحے میں کہا۔
 "تمیک تھیک جگہ بتاؤ۔ میں اپنے چار ساتھیوں کے ساتھ وہاں پہنچتا چاہتا ہوں۔ اور"..... گیری نے کہا۔
 "آپ وادی تک جیپ میں پہنچ جائیں اور اس کے بعد پہاڑی کاندھے پر کوئی بے ہوش آدمی یا کوئی لاش لدی ہوئی دیکھی ہے۔
 ان کا رخ اس طرف ہے چھڑ لائچ موجود ہے۔ اور"..... تھامن نے کہا۔

"تھیک ہے۔ ہم آ رہے ہیں۔ تم ان کی ٹگرانی جاری رکھو۔ اور اینڈ آں"..... گیری نے کہا اور ترائیکیٹ آن کر کے اسے سامنے میز پر رکھنے کی بجائے جب میں ڈال کر اس نے میز پر موجود اندرکام کا رسیور اٹھایا اور یکے بعد دیگرے دو بن پر لیں کر دیئے۔

"لیں باس"..... دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔
 "مارک سے بات کراؤ۔ جلدی۔ فوراً"..... گیری نے چیختے ہوئے کہا۔

"لیں باس"..... دوسری طرف سے کہا گیا۔
 "تیلو۔ مارک بول رہا ہوں"..... چند لمحوں بعد ایک اور مردانہ آواز سنائی دی۔

"مارک۔ پاکیستانی ایجنت ساحل پہاڑی پر موجود ہیں۔ تم اپنے ساتھ تین آدمیوں کو لے کر جیپ تیار کرو۔ میں پہنچ رہا ہوں۔ ہر

"کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ یہ لوگ واپس جا رہے ہیں اور ان ر تعداد تباہی ہے کہ یہ لوگ پاکیستانی ایجنتس میں لیکن یہ واپس کیوں جا رہے ہیں اور کوئی بے ہوش یا لاش یا لاش ان کے ساتھ ہے۔
 اس وقت وہ کہاں موجود ہیں۔ اور"..... گیری نے چیختے ہوئے کہا۔

"باس۔ ساحل کے ساتھ پہاڑی کے بعد ایک وادی آتی ہے۔ اس وادی کے بعد جو پہاڑی سلسلہ ہے وہ ہماری سیکورٹی تک پہنچتے ہے۔ یہ لوگ اس وادی سے پہاڑی کی چوٹی کی طرف جا رہے ہیں جہاں سے نیچے اتر کر ساحل تک پہنچ جائیں گے۔ میں نے انہیں دور بین سے چیک کیا ہے۔ اور"..... تھامن نے کہا۔

"تم ان سے کتنے فاصلے پر ہو۔ اور"..... گیری نے پوچھا۔
 "میں دوسری پہاڑی پر ہوں۔ البتہ ایک چکر کاٹ کر ان سامنے پہنچ سکتا ہوں۔ اور"..... تھامن نے جواب دیتے ہو۔

کہا۔
 "تمیک تھیک جگہ بتاؤ۔ میں اپنے چار ساتھیوں کے ساتھ وہاں پہنچتا چاہتا ہوں۔ اور"..... گیری نے کہا۔

تم کا اسلہ ساتھ رکھ لینا۔ ہم نے ان کا شکار کرتا ہے۔..... گیریز نے تیر لجھ میں کہا۔

”باس۔ یہ میں اس لئے کہہ رہا ہوں کہ وہ اب واپس جا رہے ہیں اور ایکجٹ اس وقت واپس جاتے ہیں جب وہ مشتمل کر لیتے ہیں“..... مارک نے جواب دیا۔

”تمہاری بات درست ہے لیکن معاملات ایڈجسٹ نہیں ہو رہے۔ بہر حال اب ان کا خاتمہ کرنا ضروری ہو گیا ہے۔..... گیریز نے جواب دیا تو مارک نے اس بار اٹاٹت میں سر بلہ دیا۔ تھوڑی دیر بعد جیپ اس وادی میں پہنچ کر رک گئی تو وہ سب بیچے اتر آئے۔ ایک آدمی نے سیاہ بیگ باہر نکال لیا۔

”اسلمہ بانٹ لو۔ اوپر شاید وقت نہ ملتے۔..... گیریز نے کہا اور پھر بے نہشین پسل نکال کر جیبوں میں ڈالے اور میزائل نہیں ہاتھوں میں لے کر بیگ کو واپس جیب میں رکھا اور پھر وہ پانچوں تیزی سے پہاڑی پر چڑھتے ہوئے آگے چڑھنے لگے۔

”اوہ۔ تھامن موجود ہو گا بیبا۔ اس سے بات کر لیں۔ ایسا نہ ہو کہ وہ ہم پر ہی فائز کھول دے۔..... گیریز نے اچانک خیال آتے ہی کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے ٹرانسپر نکالا۔ اس پر تھامن کی فریکونسی پبلے سے ایڈجسٹ تھی اس لئے اس نے رابطے کا ہٹن پریس کر دیا۔

”ہیلو۔ ہیلو۔ گیری کانگ۔ اوور۔..... گیریز نے بار بار کال دیتے ہوئے کہا۔

”لکس بس۔ تھامن بول رہا ہوں۔ اوور۔..... دوسری طرف

”لکس بس۔ آپ آ جائیں۔ ہم تیار میں گے۔..... مارک نے جواب دیا تو گیریز نے رسپور کر پیٹل پر رکھا اور انھوں کر تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد ان کی جیپ تیزی سے دوڑتی ہوئی اس وادی کی طرف جا رہی تھی جہاں سے ساحل پیازاری کا آغاز ہوتا تھا۔ ڈرائیور گ سیٹ پر مارک تھا جبکہ سائینڈ سیٹ پر گیریز اور غصی سیٹ پر تین افراد موجود تھے۔ ایک آدمی کے پاس سیاہ رنگ کا ایک بڑا ساتھیلا پڑا ہوا تھا جس میں ہر قسم کا اسلہ موجود تھا۔

”تیز چاؤ۔ کہیں وہ مکن نہ جائیں۔ میں تھامن سے روپرٹ لے لوں۔..... گیریز نے کہا تو مارک نے جیپ کی رفتار تیز کر دی۔

”باس۔ یہ لوگ عقیقی طرف کیسے پہنچ گئے۔ ہم تو ہر وقت چوکر رہے ہیں۔..... مارک نے کہا تو گیریز نے اسے تھامن کی دی ہوئی روپورٹ تفصیل سے بتا دی۔

”اوہ بس۔ یہ جو آدمی بے ہوش کر کے لے جایا جا رہا ہے کہیں یہ پاکیشائی سائنس دان نہ ہو۔..... مارک نے کہا تو گیریز بے اختیار اچھل پڑا۔

”یہ کیسے ممکن ہے۔ سائنس دان باہر پیازاری پر تو نہ کھڑا ہو گا۔ وہ تو لیبارٹی میں ہے۔ وہ باہر کیسے آ سکتا ہے۔..... گیریز نے کہا۔

سے تھامن کی آواز سنائی دی۔
”میں مارک اور اس کے گروپ کے ساتھ اس وقت وادی میں
ساحلی پہاڑی پر ہوں۔ تم کہاں ہو اور وہ پاکیشائی اجنبت کہاں
ہیں۔ اور“..... گیری نے کہا۔

”وہ سب اوپر جا رہے ہیں۔ آپ بروقت آگئے ہیں البتہ ایسے
آدمی کو میں نے رکتے ہوئے دیکھا ہے جبکہ باقی اوپر جا رہے
ہیں۔ ایک آدمی یہاں موجود ہے اور میں بھی یہاں موجود ہوں۔
آپ جب دوسرا فتح جائیں گے تو آپ انہیں اوپر جاتے
ہوئے دیکھ کیں گے۔ اور“..... تھامن نے کہا۔

”خیک ہے۔ تم ممتاز رہو اور جو آدمی رک گیا ہے اس کا خاتم۔
کر دو دردہ وہ ہمارے لئے خطرناک ثابت ہو سکتا ہے۔ اور یہ
آل“..... گیری نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ٹرانسپیر آف
کر کے اسے واپس جیب میں ڈال لیا اور ایک بار پھر وہ سب چیزوں
سے چنانیں پھلا لگتے ہوئے اوپر کی طرف بڑھنے لگ۔ ابھی پچھوڑ
دیگزری ہو گئی کہ یکخت انہیں اوپر سے تیز فائرنگ کی آواز سنائی
دی اور اس کے ساتھ ہی ایک انسانی چیخ سنائی دی جس سے نہ
ہوتا تھا کہ کوئی آدمی چیختا ہوا گہرائی میں گرتا چلا جا رہا ہے۔

”اوہ۔ تھامن نے اس آدمی کو مار گرایا ہے۔ آؤ جلدی۔ جونغ
آئے ازا دو“..... گیری نے قدرے اونچی آواز میں کہا اور اس سے
ساتھ ہی وہ سب اس طرح چنانوں کو پھلانگ کر اوپر چڑھنے لے

چیسے کسی مقابلے میں حصہ لے رہے ہوں اور پھر وہ چیسے ہی اس
بلندی پر پہنچے جہاں سے وہ آگے دیکھ سکتے تھے انہوں نے ایک
آدمی کو دوڑ کر چنانوں کے پیچھے غائب ہوتے دیکھا تو وہ سب
تھیزی سے اس طرف کو مڑ گئے۔ اسی لمحے تیز فائرنگ سے پہاڑی
گوئی انجی۔

لبے سانس لینے شروع کر دیئے۔

”یہ کیا کیا۔ تم نے چیخ کیوں ماری تھی“..... عمران نے غصیلے

لہجے میں کہا تو تنویر بے اختیار پس پڑا۔

”واجلگ کے لئے۔ لیکن تمہیں کیوں غصہ آ رہا ہے اور تم ادھر آئے کیوں ہو۔ اگر یہ آدمی تم پر فائز کھول دیتے تو“..... تنویر نے بھی آنکھیں نکالتے ہوئے کہا۔

”آؤ۔ میرا تو سانس لیتا رکا ہوا تھا“..... عمران نے اس کا بازو پکڑ کر کھینچتے ہوئے کہا لیکن اسی لمحے اس کے ذہن پر چند افراد کے اوپر آنے کی تصویر نمودار ہوئی تو وہ تنویر کو بازو سے پکڑے تیزی سے ایک چنان کی اوت میں اس طرح ہو گیا کہ نیچے سے آنے والے انہیں دیکھ نہ سکیں۔

”کیا ہوا۔ وہ آدمی تو مارا گیا ہے جس نے مجھ پر فائز کھولا تھا اور میں نے اسے ڈاچ دینے کے لئے چیخ ماری جس پر وہ ڈاچ میں آ گیا اور اچھل کر اوت سے جیسے ہی باہر آیا میں نے اس پر فائز کھول دیا اور وہ ہلاک ہو گیا“..... تنویر نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

”میں نے ادھر آتے ہوئے نیچے سے چار پانچ افراد کو اپر آتے دیکھا ہے۔ وہ سب بیہاں ونچنے والے ہوں گے“..... عمران نے کہا تو تنویر یکختن چوکا کا ہو گیا۔ اس کی نظریں بھی اس طرف کو جنم گئیں جدھر عمران نے اشارہ کیا تھا لیکن وہاں موجود سب چنانیں دیران نظر آ رہی تھیں۔

عمران ایک لمحے کے لئے نمٹکا تھا لیکن پھر وہ بھلی کی سی تیزی سے دوڑتا ہوا اس طرف کو بڑھنے لگا جدھر سے تنویر کی چیخ سنائی دی تھی۔ پھر ایک چنان کو پھلانگتے ہوئے اس نے ایک نظر کچھ لوگوں کو اوپر جاتے دیکھا تو وہ رکا نہیں۔ اس کے ذہن میں فائز گنگ کے بعد تنویر کی گہرائی میں ڈوٹی ہوئی چیخ دھماکے کر رہی تھی۔ وہ اپنی جان کی پرواہ کے بغیر چنانیں پھلانگتے ہوا اس طرف کو بڑھا چلا ج رہا تھا کہ اچانک ایک بار پھر فائز گنگ ہوئی اور اس کے ساتھ ہی عمران نے خوٹ لگایا اور ایک بڑی چنان کے پیچھے ہو گیا لیکن عمران نے خوٹ لگایا اور ایک بار پھر چنان کی اوت سے باہر آ گیا کیونکہ یہ چیخ کسی اجنبی کی تھی اور پھر وہ یکختن رک کر لے لے سانس لینے لگا کیونکہ اس نے تنویر کو ایک چنان کی اوت سے نکل کر اپنی طرف آتے دیکھا تو اس نے بے اختیار لے

"تم جاؤ۔ ان سے میں خود نہٹ لوں گا"..... تنویر نے کہا۔
"بھیں۔ یہ زیادہ افراد ہیں اس لئے ایک آدمی ان سے نہیں
نمٹ سکتا"..... عمران نے جواب دیا۔ عمران کے باقی ساتھی بھی
شاید اور پچانوں کی اوت میں موجود تھے کیونکہ انہوں نے بھی یقیناً
تنویر کی پیچ کی آواز سن ہو گی لیکن وہ عمران کے تنویر کی طرف
جانے کی وجہ سے دیس رک گئے ہوں گے کیونکہ وہ بھی سامنے نہیں
آ رہے تھے۔ پھر اپاٹک تنویر نے عمران کا ہاتھ دبایا اور ساتھ ہی
یہاں میں طرف اشارہ کیا تو عمران بھی گیا کہ اوہر اس نے کوئی حرکت
نہیں ہے۔

"بھیں یہ جگہ چھپوڑتا ہو گی۔ آؤ جلدی کرو"..... عمران نے تیز
لپجھ میں کہا اور جس طرح استاد کسی پیچ کا بازو پکڑ کر گھیت لیتا
ہے اس طرح عمران نے تنویر کا بازو پکڑا اور اسے ایک طرح سے
گھیتتا ہوا تیزی سے اس چنان کی اوت سے نکل کر مزید کچھ فاصلے
پر موجود ایک اور چنان کی اوت میں ہو گیا۔ پھر اس سے پہلے کہ
تنویر کچھ پوچھتا شایمیں کی آواز کے ساتھ ہی ایک میراں اڑتا ہوا
نیک اس جگہ آگرا جہاں چند لمحے پہلے عمران اور تنویر دونوں موجود
تھے۔ میراں خوفناک دھماکے سے پھٹا اور آگ کے شعلوں کے
ساتھ ہی چنانیں نوٹ کر ہوا میں اس طرح اچھلیں جیسے آسان سے
چنانوں کی بارش ہو رہی ہو اور پھر ایک آدمی کو انہوں نے دائیں
طرف ایک چنان کی اوت سے نکل کر آتے دیکھا اور پھر اس سے

پہلے کہ عمران کچھ کہتا تنویر نے اس آدمی پر فائز کھول دیا اور وہ چھٹا
ہوا نیچے گرا ہی تھا کہ عمران نے ایک بار پھر پہلے کی تنویر کا بازو پکڑا
اور بچال کی سی تیزی سے اس چنان کے پیچھے سے نکل کر کچھ فاصلے
پر ایک اور چنان کے پیچھے چلا گیا۔ اس بار اسے تنویر کو گھینٹے کی
ضرورت نہیں پڑی تھی کیونکہ تنویر بھی اب صورت حال سمجھ گیا تھا۔
اسی لمحے شایمیں کی آواز کے ساتھ ہی ایک بار پھر میراں میں اسی
جگہ آگرا اور پہٹ گیا جہاں اس سے پہلے عمران اور تنویر موجود
تھے۔

"تم اپنا خیال رکھنا۔ مجھے ان کے عقب میں جانا ہو گا"۔ عمران
نے کہا اور وہ سانپ کی سی تیزی سے ریختا ہوا ایک اور چنان کے
پیچھے غائب ہو گیا۔

"یہ تنویر کو پچ سمجھتا ہے"..... تنویر نے بڑوارتے ہوئے کہا۔ البتہ
اس کی نظریں اس طرف لگی ہوئی تھیں جس طرف سے میراں فائز
کیا گیا تھا۔ اس کا دل تو چاہ رہا تھا کہ وہ خود وہاں پہنچ کر ان سب
کا خاتمہ کر دے لیکن اسے معلوم تھا کہ اس طرح اسے باہر نکلا دیکھ
کر اس کے ساتھی بھی اوہر آئتے ہیں اور کسی بھی ساتھی کا نقصان
وہ برداشت نہیں کر سکتا تھا اس لئے وہ مشین پسل ہاتھ میں پکڑے
دیکھ رہا تھا۔

"یہاں کب تک بیٹھا رہوں گا"..... تنویر نے بور ہونے والے
انداز میں کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ اوپر کو اٹھا اور ابھی گھونٹے ہی

کے ہاتھ میں پکڑا ہوا شین پٹل نکل کر ایک چھٹا کے سے سائیڈ میں موجود چنان پر گرا اور پھر کہنیں نیچے لڑک گیا۔ پھر اس سے پہلے کے گیری اس اچاک ضرب سے سنجھتے تویر کی روشنی سانپ کی طرح یکخت اس طرح اخنا جیسے اچاک کوئی پر گنگ کھلتا ہے اور دوسرے لمحے گیری اس کے ہاتھوں پر اٹھتا چلا گیا اور اگلے لمحے تویر نے گیری کو زور سے اپنی پشت کی طرف اچھال دیا اور گیری نے فضا میں ہی سنجھنے کی کوشش کی لیکن چونکہ اسے جس انداز میں اچھالا گیا تھا اس کا سر آگئے کی طرف اور پیر تویر کی طرف تھے اس لمحے اس نے اپنے دونوں ہاتھ زمین پر جما کر اپنے آپ کو سنبھالنے کی کوشش کی لیکن پہاڑی چنانیں چونکہ اوپری پیچی تھیں اس لئے اس کے دونوں ہاتھ یکساں نہ پڑے۔ نتیجہ یہ کہ وہ سنجھنے کی بجائے سر کے بل نیچے گہرائی میں گرتا چلا گیا اور اس کے طبق سے نکلنے والی چیخ گہرائی میں جا کر ایک دھاکے کے بعد ختم ہو گئی جبکہ اسی لمحے اس طرف جہاں سے ان پر میراں فائز کئے گئے تھے تیر فائزگ کی آوازوں کے ساتھ ہی انسانی چینوں سے باحوال گونج اخنا۔ تویر، گیری کو اچھالنے کے بعد خود بھی پہاڑی چنانوں کی وجہ سے پوری طرح سنجھل نہ سکا تھا۔ اس نے گیری کو اچھالنے کے بعد اپنے آپ کو سنبھالنے کی کوشش کی لیکن اس کے چیر بھی اوپری پیچی چنانوں پر پڑے جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ وہ بھی توازن برقرار نہ رکھ سکا اور وہیں اس انداز میں گرا کر اس کا سر ایک بڑی چنان سے پوری

لگا تھا کہ یکنہت اس کی پسلیوں پر ایسی زور دار ضرب لگی کہ وہ پلٹ کر پشت کے بل پیچ جا گرا۔ مشین پسل اس کے ہاتھ سے نکل کر دور جا گرا تھا۔ ضرب اس تدر زور دار تھی کہ تونیر کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا سا چھا گیا تھا۔

”تم عربان ہو“..... اپاک اس کے کان میں آواز پڑی تو اس کے ذہن پر چھیلایا ہوا اندھیرا یکنہت دور ہو گیا۔ اس کے سامنے ہاتھ میں مشین پسل پڑے ایک آدمی بڑے فاتحانہ انداز میں کھڑا تھا۔ اس کے بال اس کے کانہوں پر پڑے ہوئے تھے۔ مشین پسل کا رخ زمین پر پشت کے بل پڑے تونیر کے سینے کی طرف تھا۔

”مشین۔ میرا نام تونیر ہے“..... تونیر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کوئی بھی ہو۔ عمران کے ساتھی ہی ہو۔ میرا نام گیری ہے گیری۔ عالم بالا میں پہنچ کر بتا دینا عمران کو،..... اس آدمی نے جس نے اپنا نام گیری بتایا تھا بڑے نفرت بھرے لبجھ میں کہا لیکن تنویر اس کے بولنے کے دوران ایک پتھر کو پکڑا چکا تھا اور پھر جیسے ہی گیری کا فقرہ مکمل ہوا تنویر نے اس کے ٹریک دلانے سے پہلے ہاتھ کو حرکت دی اور اس کے ہاتھ میں پکڑا ہوا پتھر رانفل سے نکلے والی گولی کی طرح اڑتا ہوا سیدھا گیری کے میئے پر پوری قوت سے پڑا تو گیری کا اوپری جسم ایک جھٹکے سے مزا لیکن اس جھٹکے سے اس

توت سے ٹکرایا اور تور کو یوں محسوس ہوا کہ جیسے اس کا پورا جسم سر کی چوت کی وجہ سے محمد سا ہو گیا ہو۔ وہ فائرنگ کی آوازیں بھی سن رہا تھا۔ اننی چیزوں بھی سن رہا تھا۔ اسے یہ بھی احساس تھا کہ یہ سب کچھ اس طرف ہو رہا ہے جس طرف عمران گیا ہے لیکن وہ نہ ہی حرکت کر پا رہا تھا اور نہ یہ بول پا رہا تھا۔ اسے ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ یہاں موجود پہاڑی چنانوں میں سے ایک چنان بن کر رہ گیا ہو کہ اسے یکخت دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں اپنی طرف آتی سنائی دیں تو ایک لمحے کے لئے اسے یوں محسوس ہوا کہ جیسے کوئی دشمن اس کی بی بی پر اسے ہلاک کرنے آ رہا ہو لیکن درسے لمحے جب اس کے کانوں میں عمران کی آواز پڑی تو اسے برا خوشگوار سا احساس ہوا۔

”کیا ہوا تمہیں توری“..... عمران نے اس کے قریب آ کر پہنچ کے بل بیٹھے ہوئے کہا لیکن ظاہر ہے کہ توری نہ بول سکتا تھا اور نہ ہی حرکت کر سکتا تھا اس لئے وہ بت بنا پڑا رہا۔ البتہ اس کی آنکھیں کھلیں ہوئی تھیں اور اکڑوں بیٹھا عمران اسے نظر آ رہا تھا۔ ”کیا ہوا ہے توری کو“..... یکخت توری کو جو لیا کی انتہائی گھرائی ہوئی آواز سنائی دی تو اسے یوں محسوس ہوا جیسے اس کے خون کی روائی یکخت تیر ہو گئی ہو۔

”اس کے حرام مفرغ پر چوت لگی ہے جس کی وجہ سے اس کے اعصاب مخدود ہو گئے ہیں۔ ان میں کرنٹ رک گیا ہے“..... عمران

نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ ”اوہ۔ اوہ۔ پھر اب کیا ہو گا۔ پھر“..... جو لیا نے انتہائی متوجہ لمحے میں کہا۔ وہ شاید اپنے ساتھیوں کو اوپر چھوڑ کر اکیلی اس طرف فائرنگ اور چینوں کی آوازوں کے بارے میں معلوم کرنے آئی تھی۔

”ابھی یہ تھیک ہو جائے گا“..... عمران کی آواز سنائی دی اور پھر توری کے جسم کو بلکہ سا جھکتا لگا اور اس کے ساتھ ہی اسے محسوس ہونے لگ گیا کہ کوئی اس کی گردن کے عقبی حصے میں چنکیاں بھر رہا ہے۔

”دیکھو تھیک ہونے لگ گئے ہو تم“..... عمران کی مسکراتی ہوئی آواز سنائی دی تو توری کو اس کی بات سن کر بے حد حوصلہ ہوا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ گردن کے عقبی حصے میں چنکیاں عمران بھر رہا ہے اور پھر یکخت اس کے جسم کو ایک زور دار جھکتا لگا اور اس کے ساتھ ہی وہ تیزی سے اٹھ کر بیٹھ گیا۔

”اوکے۔ اب تم تھیک ہو گئے ہو۔ تمہارے سر کے عقبی حصے میں چوت لگنے سے تمہارا اعصابی نظام جام ہو گیا تھا اس لئے مجھے تمہارے حرام مفرغ سے باقاعدہ چھیڑ خانی کرنا پڑا ہے“..... عمران نے اسے بازو سے پکڑ کر امتحاتے ہوئے کہا اور توری کا چہرہ پھول کی طرح کھل اٹھا کیونکہ چند لمحے پہلے جس طرح وہ لاش بنا پڑا ہوا تھا اسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ اب کبھی تھیک نہ ہو سکے گا لیکن

پھولوں کی طرح کھل اٹھا تھا۔
”گذشتہ تویر۔ گیری ہارڈ اینجنی کا پیش ایجنت تھا۔ پہلے جولین
پھر ہنری کی موت سے ہارڈ اینجنی کو شدید نقصان پہنچا تھا لیکن تم
نے گیری کو ہلاک کر کے ہارڈ اینجنی کے تابوت میں آخری مک
ٹھوک دیا ہے۔..... عمران نے تویر کے کاندھے پر چمکی دیتے ہوئے
کہا۔

”یہ تو چیک کر لیں کہ وہ کہیں زندہ نہ ہو۔..... جولیا نے کہا اور
اس طرف کو بڑھنے لگی جدھر گیری نیچے گرا تھا۔ عمران اور تویر بھی
اس کے پیچے تھے اور پھر کچھ آگے جا کر انہیں گہرائی میں چنانوں پر
پڑی گیری کی نوئی پھوٹی لاش واضح نظر آنے لگ گئی۔ وہ چنانوں پر
دونوں بازوں کھولے پڑا ہوا تھا۔ اس کا سرٹوٹ پکا تھا اور یقیناً باقی
جم کی بہیاں بھی ٹوٹ چکی ہوں گی۔

”اب یہ گروپ تو ختم ہو گیا ہے۔ اب بیہاں سے نکل چلیں
کونکہ فائر گک کی آوازیں پہاڑوں میں گونجی ہوں گی اور شاید ابھی
تو وہ لوگ یہ سمجھ رہے ہوں کہ ان کے ساتھی بیہاں فائر گک کر رہے
ہیں ورنہ بیہاں کمانڈوز کو بھی بھجوایا جا سکتا ہے اور پھر سمندر میں بھی
ہمارا چھپا کیا جا سکتا ہے۔ ہمیں ہر صورت میں ان کے بیہاں پہنچنے
سے پہلے مظراط سے آؤٹ ہوتا ہے۔..... عمران نے کہا تو تویر اور
جولیا دونوں نے اثبات میں سرہا رکیے۔

عمران واقعی جادوگر تھا جس نے اس کی گروں کے عقیلی حصے میں چند
بار چکلیاں بھر کر اسے اس طرح نیک کر دیا تھا جیسے وہ کبھی بے حس
ہی نہ ہوا ہو۔

”تمہاری طرف سے چیز کی آواز سنائی دی تھی جو گہرائی میں جا
کر دھاکے سے ختم ہو گئی تھی۔ پہلے تو میں سمجھا کہ تم نے پھر کسی کو
ڈاچ دیا ہے لیکن یہ تمہاری آواز نہیں تھی۔..... عمران نے تویر کے
کاندھے پر چمکی دیتے ہوئے کہا۔

”یہ گیری تھا اور تمہارے بارے میں پوچھ رہا تھا۔..... تویر نے
جواب دیا تو عمران بے اختیار اچل پڑا۔
”گیری اور تمہارے پاس پہنچ گیا۔ ادھر سے چکر کاٹ کر ادھر پہنچ گیا۔ میں
میں ادھر سے ادھر گیا تو وہ ادھر سے چکر کاٹ کر ادھر پہنچ گیا۔ میں
بھی سوچ رہا تھا کہ ایک آدمی پہلے مارا گیا ہے لیکن مزید ایک آدمی
کہاں چلا گیا ہے۔ کہاں ہے گیری اور کیا ہوا تھا۔..... عمران نے
ٹھیکن آمیز لمحے میں کہا تو تویر نے اسے گیری کی آمد سے لے کر
اس کے نیچے گرنے تک کی تفصیل بتا دی۔

”اوہ۔ میں نے دیکھا تھا کہ ایک آدمی بیہاں سے فنا میں
اڑتے ہوئے پہلے پتھروں پر گرتے اور پھر فلاہیاں کھا کر نیچے گر
تھا۔ مجھے تویر کی طرف سے ٹکرائی اس لئے میں ساتھیوں کو دیں
چھوڑ کر آئی ہوں۔..... جولیا نے کہا تو تویر کا چہرہ جولیا کے منہ سے
اپنے بارے میں ٹکرائی ہوئے کاسن کر بے اختیار گلاب کے تازہ
جولیا دونوں نے اثبات میں سرہا رکیے۔

انٹھ کر کلب جانے کا سوچ ہی رہا تھا کہ پاس پڑے ہوئے فون کی
گھنٹی نج اخی تو اس نے چونک کروفن کی طرف دیکھا اور پھر رسیور
الٹھا لیا۔

”لیں“..... گریگ نے تیز بجھے میں کہا۔

”ماونٹ لیہارڑی سیکورٹی سے یکورٹی انچارچ ولیم کی کال ہے
چیف“..... دوسرا طرف سے اس کی فون سیکرڑی کی مودبائی آواز
سانی دی تو گریگ بے اختیار چونک پڑا کیونک ولیم گیری کا نمبر نو
تھا۔

”کرواؤ بات۔ جلدی“..... گریگ نے تیز بجھے میں کہا۔ اس
کے ذہن میں خدشات کے لکھوڑے رینگنے لگے تھے۔
”چیف۔ میں ولیم بول رہا ہوں ماونٹ لیہارڑی کی یکورٹی سے۔“
چند لمحوں بعد ایک مردانہ آواز سانی دی۔ لہجہ بے حد مودبائی تھا۔
”گیری کہاں ہے۔ اس کی بجائے تم کیوں کال کر رہے ہو۔“
گریگ نے چیختے ہوئے لہجہ میں کہا۔

”باس گیری ہلاک ہو چکے ہیں“..... دوسرا طرف سے کہا گیا
ڈیگریگ کو ایسے حموں ہوا چیزے کسی نے پکھلا ہوا سیسہ اس کے
انوں میں اندھیل دیا ہوا۔

”کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ کیا تم نئے میں ہو۔“..... گریگ نے
ھٹت ہدیانی انداز میں چیختے ہوئے کہا۔ اس کا ذہن واقعی یہ خبر سن
چکنے لمحوں کے لئے ماؤف ہو گیا تھا۔

ہارڈ ایجنٹی کا چیف گریگ اپنے آفس میں بیٹھا ایک فائل کے
مطالعہ میں مصروف تھا۔ عمران اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں
ایجھی تک کوئی اطلاع نہ ملی تھی جبکہ گیری اپنے پورے یکشن سمیت
ماونٹ لیہارڑی سے باہر یکورٹی زون میں موجود تھا اور اسے گیری
کی صلاحیتوں کا علم تھا۔ وہ اسی طرح بھی کارکردگی میں عمران سے
ذمہ اور چونکہ گیری عمران سے زیادہ بہتر پوری یشن میں تھا اس لئے
اسے یقین تھا کہ اس بار عمران اور اس کے ساتھیوں کی موت گیری
کے باعث ہی ہو گی۔ اسے جولین اور ہنری کی ہلاکت کا بے حد
صدمة تھا کیونکہ یہ دونوں ہارڈ ایجنٹی کے سپوش ایجنٹس تھے اور
انہوں نے بطور سپوش ایجنٹ بے شمار کارتھے سرانجام دیئے تھے لیکن
جانے کیوں وہ عمران کے مقابلہ نہ تھرے کے تھے لیکن اسے گیری پر
تمکمل بھروسہ تھا۔ اس وقت شام ہونے کے قریب تھی اور وہ اب

جیپ موجود تھی۔ ہم اوپر پہاڑی پر گئے تو گھرائی میں چنانوں پر بس کیری کی لاش ہمیں ملی۔ وہ شاید اوپر سے گرے تھے یا گرائے گئے تھے۔ وہ پشت کے بل چنانوں پر ڈپے تھے۔ ان کے دونوں بازوں کھلے ہوئے تھے۔ ان کا سرنوٹ چکا ہے اور ان کے جسم کی بھی تمام ہڈیاں ٹوٹ چکی ہیں۔ ہم پریشان ہو کر مزید اوپر گئے تو تقریباً اڑھائی سو فٹ کی بلندی پر ایک جگہ مارک، تھامن اور مارک کے ساتھیوں کی لاشیں پڑی ہیں۔ ان سب کو گولیاں مار کر ہلاک کیا گیا تھا۔ ان کا اسلحہ بھی ویس قریب ہی ڈرا تھا۔ ہم نے وہاں تمام چیزیں کیلئے کوئی آدمی وہاں موجود نہ تھا۔ ہم لاشیں اٹھا کر واپس آگئے اور اب آپ کو اطلاع دینے کے لئے کال کر رہا ہوں۔“

ولیم نے پوری تفصیل سے سب کچھ بتاتے ہوئے کہا۔
”جب وہاں اور کوئی آدمی موجود نہیں تھا تو کیا بھوتاں نے مارک اور اس کے ساتھیوں پر فائزگ اور میراںل فائز کے اور کیری کو اوپر سے نیچے پھینکا ہے۔ کیا کیری کے جسم پر گولیوں کے نشان نہیں ہیں۔“ گریگ نے لمحے ہوئے لمحے میں تیز تیز بولتے ہوئے کہا۔

”چیف۔ ہم نے پورا ایریا گھوما ہے۔ ہم ساحل تک بھی گئے اور دوسرا بھی تمام جگہیں دیکھیں لیکن وہاں واقعی کوئی آدمی موجود نہ تھا۔“ ولیم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”وہ لوگ کہیں لیبارٹری میں نہ ہوں۔“ گریگ نے کہا۔

”میں درست کہہ رہا ہوں چیف۔ بس کیری پہاڑی سے گر کر ہلاک ہوئے ہیں۔“ ولیم نے کہا تو گریگ ایک بار پھر چونک پڑا۔

”پہاڑی سے گر کر۔ کیا مطلب؟“ گریگ نے انتہائی حیرت بھرے لمحے میں کہا۔ یہ بات اس کی سمجھی میں نہ آ رہی تھی۔

”باس اب سے دو گھنٹے پہلے اپنے آفس میں تھے کہ ان کا فون آیا کہ وہ ساحل پہاڑی پر جانا چاہتے ہیں اس لئے مارک اور اس کے گروپ کو کہہ دو کہ وہ تیار ہو جائے اور اسلحہ وغیرہ بھی ساتھ میں۔ چنانچہ مارک سے ان کی بات ہو گئی اور مارک اور اس سے چار ساتھی جیپ لے کر تیار ہو گئے۔ پھر بس آگئے اور وہ سب جیپ میں بیٹھ کر ساحل پہاڑی کی طرف چلے گئے جو یہاں سے کافی فاصلے پر ہے۔ پھر دور سے میراںل فائز ہونے اور فائزگ نے آوازیں سنائی دیں لیکن ہم اس لئے خاموش رہے کہ بس اور اس کا گروپ فائزگ کر رہا تھا لیکن جب دواڑھائی گھنٹے گزر گئے تو میں نہ ہی بس نے رابطہ کیا اور نہ ہی وہ واپس آئے تو میں نے بھائی سے مراسیم پر رابطہ کرنے کی کوشش کی لیکن کسی نے مراسیم کی کوشش کیا تو میں نے پہلے سے وہاں موجود ایک آدمی تھامن اور بتا کے ساتھ جانے والے مارک سے بھی رابطہ کرنے کی کوشش نہ کیس کوئی بھی مراسیم اٹھنے نہیں کر رہا تھا جس پر میں دو آدمیوں کو سمجھ لے کر جیپ پر خود وہاں گیا تو وہاں وادی میں بس کیری نے

”لیں۔ ویم بول رہا ہوں“..... رابطہ ہوتے ہی دوسری طرف سے یکورنی انجارج ویم کی آواز سنائی دی۔ گریگ نے دانت فون سکرٹری کو درمیان سے بٹا کر ویم کو ڈائریکٹ کال کی تھی کیونکہ وہ لیبارٹری کے حلٹے میں ویم کو بدایات دینا چاہتا تھا۔

”چیف بول رہا ہوں“..... گریگ نے کہا۔

”لیں چیف۔ حکم“..... دوسری طرف سے مودبائس لجھے میں کہا گیا۔

”لیبارٹری میں کوئی فون انڈنٹنیں کر رہا۔ تم وہ پیش راست کھول کر اندر جاؤ اور صورت حال کو چیک کر کے انجارج ڈاکٹر فلپ سے میری بات کرو“..... چیف نے کہا۔

”لیں چیف“..... دوسری طرف سے کہا گیا تو گریگ نے رسیور رکھ کر دونوں ہاتھوں سے سر پکڑ لیا۔ اسے گیری کی ہلاکت کا بے پناہ صدمہ پہنچا تھا۔

”یہ اس آخر کیا ہو رہا ہے۔ ہارڈ ایجنٹی تو ایک لحاظ سے فتح ہو گئی ہے اور پاکیستانی ایجنٹوں کا کچھ بھی نہیں بگزا۔ یہ لوگ بہوت ہیں، جن یہاں، ما فوق الخطرت ہیں۔ کیا ہیں یہ لوگ“..... گریگ نے بڑیاتے ہوئے کہا اور پھر اس نے ہاتھ ہٹائے اور انٹھ کر ایک طرف موجود دیوار کے ساتھ رکھے ہوئے ریک میں سے شراب کی ایک بوتل انھی اور ساتھ ہی ایک گلاس اٹھا کر وہ دوبارہ کری پر آ کر پیٹھ گیا۔ اس نے بوتل کھول کر شراب گلاس میں انٹھ لی اور پھر

”تو چیف۔ لیبارٹری کے سامنے تو ہم موجود ہیں۔ ہمیں کراس کے بغیر وہ لیبارٹری میں جا ہی نہیں سکتے“..... ویم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تمہارا لیبارٹری سے رابطہ ہے فون پر یا کسی اور ذریعے سے۔“..... گریگ نے کہا۔

”باس گیری کا تھا۔ ہمارا نہیں ہے۔ البتہ ہمیں لیبارٹری میں داخل ہونے کے ایک پیش راست کا علم ہے لیکن وہ راستہ سیلہ ہے۔“..... ویم نے کہا۔

”کیا وہ باہر سے کھولا جا سکتا ہے“..... گریگ نے پوچھا۔

”لیں چیف۔ ایم جسی میں ایسا کیا جا سکتا ہے“..... ویم نے جواب دیا۔

”ٹھیک ہے۔ میں لیبارٹری انجارج ڈاکٹر فلپ سے بات کرتا ہوں۔ پھر تم سے بات ہو گی“..... گریگ نے کہا اور کریل دبا کر اس نے فون سیٹ کے پیچے موجود ایک بنن پر لیں کر کے اسے ڈاٹریکٹ کیا اور پھر تیزی سے نمبر پر لیں کرنے شروع کر دیئے۔

رابطہ ہوتے ہی دوسری طرف سے گھنٹی بجھے کی آواز سنائی دینے لگی لیکن گھنٹی مسلسل بجھتی رہی اور کسی نے فون انڈنٹنیں کیا حتیٰ کہ ایک مخصوص وقت کے بعد گھنٹی بجنا بند ہو گئی اور رابطہ ختم ہو گیا تو گریگ نے کریل دبا کر پھر ٹون آنے پر اس نے تیزی سے نمبر پر لیں کرنے شروع کر دیئے۔

اس نے گھونٹ گھونٹ شراب پینا شروع کر دی۔ تھوڑی دیر بعد ہی اسے محسوس ہوا کہ اس کے ذہن پر موجود شدید دباؤ اب خاصاً کم ہو گیا ہے کہ فون کی گھنٹی بچ آئی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

”لیں۔ چیف بول رہا ہوں“..... گریگ نے کہا۔

”لیم بول رہا ہوں لیبارٹری سے۔ یہاں سب بے ہوش پڑے ہیں۔ انہیں کسی گیس سے بے ہوش کیا گیا ہے۔ میں نے ڈاکٹر فلپ کو جبرا ان کے طلق میں پانی ڈال کر ہوش دلایا ہے۔ آپ ان سے بات کر لیں۔“..... لیم نے کہا۔

ڈاکٹر فلپ میں گریگ بول رہا ہوں بارہ بجھنی کا چیف۔ یہ سب کیا ہو رہا ہے۔..... گریگ نے کہا۔

”مجھے تو خود سمجھ نہیں آ رہی۔ ہم سب اپنے اپنے کام میں مصروف تھے کہ اچانک میری ناک سے ناماؤس سی بوکرائی اور اس کے ساتھ ہی ذہن پر اندر ہمرا سما چھا گیا اور اب ہوش آیا ہے تو یہ صاحب موجود ہیں جو اپنا نام و نیم بتاتے ہیں۔“..... ڈاکٹر فلپ نے رک رک کر کہا۔ لبجے اور آواز سے ہی یہ بوزھا آدمی محسوس ہو رہا تھا۔

”آپ پلیز چیک کر کے مجھے بتائیں کہ پاکیشائی ڈاکٹر کمال لیبارٹری میں موجود ہیں یا نہیں اور آپ کو بے ہوش کرنے والے کہاں سے داخل ہوئے تھے۔ لیبارٹری کا کیا تقصیان ہوا ہے۔“ یہ

سب چیک کر کے بتائیں۔ لیم کو رسیور دیں۔“..... گریگ نے کہا۔

”لیں چیف۔ لیم بول رہا ہوں“..... دوسری طرف سے وہم کی آواز سنائی دی۔

”لیم۔ ڈاکٹر فلپ بوزھے آدمی ہیں۔ ان کی مدد کرو اور جب یہ ساری چیزیں کر لیں تو میری ان سے بات کرواؤ۔“..... گریگ نے کہا۔

”لیں چیف۔“..... دوسری طرف سے کہا گیا تو گریگ نے رسیور رکھ دیا اور ایک بار پھر شراب کا گلاس اٹھایا۔ پھر تقریباً نصف گھنٹے بعد فون کی گھنٹی ایک بار پھر بچ آئی تو گریگ نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا۔

”لیں۔ گریگ بول رہا ہوں“..... گریگ نے کہا۔

”لیم بول رہا ہوں چیف۔ ڈاکٹر فلپ سے بات کریں۔“

دوسری طرف سے لیم کی آواز سنائی دی۔

”کیا رپورٹ ہے ڈاکٹر فلپ۔“..... گریگ نے کہا۔

”پاکیشائی ڈاکٹر کمال حسین غائب ہے۔ باقی کسی چیز کو نہیں چھیڑا گیا اور تمام راستے بھی ویسے ہی سیلہ ہیں لیکن ڈاکٹر کمال نجاگے کس طرح اور کہاں غائب ہو گیا ہے۔“..... ڈاکٹر فلپ نے کہا تو گریگ کے چہرے پر محنت کے تاثرات ابھر آئے۔

”ڈاکٹر کمال غائب ہے۔ کیا مطلب۔ کیا وہ دھوان بن کر از گیا ہے یا وہ جن بجوت تھا کہ غائب ہو گیا ہے۔“..... گریگ نے

جیرت بھرے لجھ میں کہا۔

"یہی بات میری سمجھ میں نہیں آ رہی۔ تمام راستے بدستور سیدہ پیں اور اندر سے صرف وہ پوشش وے خلا ہے جو سیکورٹی کی طرف ہے اور اسے دانتے ایسا رکھا گیا تھا کہ یہ باہر سے بھی کھولا جائے۔ درنہ تو کوئی راستے بھی باہر سے نہیں کھولا جا سکتا اور دوسرا بات یہ کہ ڈاکٹر کمال خود کسی صورت نہیں جا سکتا تھا۔ پھر بھی وہ چلا گیا ہے۔ کیوں؟..... ڈاکٹر فلپ کے لجھ میں جیرت پاک رہی تھی۔" آپ ایسا کیوں کہہ رہے ہیں کہ ڈاکٹر کمال خود نہیں جا سکتا تھا۔..... گریگ نے کہا۔

"اس نے کہ وہ ڈاکٹر سماں کو چھوڑ کر نہ جا سکتا تھا۔ میں نے پہلے بھی ڈاکٹر سماں کے بارے میں آپ کو بتایا تھا اور ڈاکٹر سماں بھی یہاں بے ہوش پڑی ہوئی ہے۔..... ڈاکٹر فلپ نے کہا۔" ڈاکٹر کمال اپنے اصل چہرے میں تھا۔..... گریگ نے پوچھا۔

"ہاں۔ اوه۔ ایک بات مجھے یاد آ رہی ہے۔ آپ فر ایکشن لیں اور ڈاکٹر کمال کو ٹریس کریں اور اسے واپس لیبارٹری میں پہنچا کیں تاکہ اس اہم فارموالے پر کام کو آگے بڑھایا جائے۔" ڈاکٹر فلپ نے یکلخت پیچھے ہوئے لجھے میں کہا۔

"کون سی بات ڈاکٹر فلپ؟..... گریگ نے کہا۔" "ہم نے احتیاطاً ڈاکٹر کمال کے جسم میں ایک خصوصی چہ فٹ کر دی تھی۔ اس کو آن کرنے والی مشین ہمارے پاس ہے۔"

میں اس مشین کا نمبر بتاتا ہوں۔ آپ اس نمبر پر سل فون سے فون کریں تو یہ مشین آن ہو جائے گی۔ اس کے ساتھ ہی ڈاکٹر کمال کے جسم میں موجود چپ بھی آن ہو جائے گی اور پھر جس طرح سطح ابتدی ٹریکر کام کرتا ہے اس طرح آپ کے سل فون کی سکرین پر۔ جہاں بھی ڈاکٹر کمال موجود ہو گا ٹریکر رہنمائی کرے گا۔"..... ڈاکٹر فلپ نے کہا اور ساتھ ہی مخصوص نمبر بھی بتا دیا۔

"ٹھیک ہے۔ میں چیک کرتا ہوں۔"..... گریگ نے کہا اور کریڈل دبا کر اس نے رابطہ ختم کیا اور پھر فون آنے پر تیزی سے نمبر پر لس کرنے شروع کر دیئے۔

"لیں۔ بلیک بول رہا ہوں۔"..... رابطہ ہوتے ہی دوسرا طرف سے ایک بھارتی سی آواز سنائی دی۔

"گریگ بول رہا ہوں۔"..... گریگ نے تیز لجھ میں کہا۔

"اوه آپ۔ فرمائیے۔"..... دوسرا طرف سے اس بار چوک کر کہا گیا۔

"بلیک۔ فوراً ایک کال کرو۔ کرانس کی ایک لیبارٹری جو لاہور یا میں ہے اچانک ایک سائنس دان وہاں سے پراسرار طور پر غائب ہو گیا ہے۔ اس کے جسم میں ایک مخصوص چپ موجود ہے جس کا علم اس سائنس دان کو بھی نہیں ہے۔ یہ کارروائی چونکہ لاہور یا میں ہوئی ہے اس لئے یہ سائنس دان ابھی لاہور یا میں ہی ہو گا اور میں تمہیں ایک نمبر بتاتا ہوں۔ تم یہ نمبر اپنے سل فون پر لس کرو۔ لیبارٹری

میں موجود اس چپ کو آپریٹ کرنے والی مشین آن ہو جائے گی اور پھر جس طرح سینکڑتھ کام کرتا ہے اس طرح یہ مشین تمہارے سیل فون پر ریکارڈ کرتی ہوئی تھیں اس چپ تک پہنچ دے گی۔ تم نے اس سائنس دان کو بے ہوش کرنا ہے۔ ہلاک نہیں کرنا صرف بے ہوش کرنا ہے اور پھر مجھے اطلاع دینا۔ میرے آدمی اسے واپس لے جائیں گے اور تھیں اس کا معاوضہ تمہارے قصور سے بھی زیادہ مل جائے گا اور ہاں سنو۔ ایسا بھی بوستہ ہے کہ یہ سائنس دان خود نہ گیا ہو بلکہ اسے کچھ لوگوں نے اغوا کیا ہو۔ ایسی صورت میں تم نے ان سب کا خاتمہ کر دینا ہے۔ ہر حال سائنس دان ہمیں زندہ چاہئے۔۔۔ گریگ نے اس طرح تیز تیز لمحہ میں بولتے ہوئے کہا جیسے اسے بے حد جلدی ہو اور ساتھ ہی مخصوص نہیں بھی بتا دیا۔

”لیکن آپ کی ایجنسی کہاں ہے۔ پچھلے دنوں میں نے گیری کو لاہور یا میں دیکھا تھا۔۔۔ بلکہ نے کہا۔

”تمام ایجنت اس وقت لاہور یا سے بہت دور ہیں اور ان کی واپسی تک سائنس دان ملک سے باہر چلا جائے گا اس لئے تھیں کہہ رہا ہوں۔۔۔ گریگ نے بات کو گول مول کرتے ہوئے کہا۔

”اوکے۔ لیکن ایک لاکھ ڈالرز معاوضہ ہو گا اور اگر قتل و غارت ہوئی تو دس لاکھ ڈالرز۔۔۔ بلکہ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تم دس لاکھ ڈالرز ہی لینا۔ مجھے منظور ہے لیکن کام فوری

کراوے۔ فوری۔۔۔ گریگ نے کہا۔

”اوکے۔ میں تھیں روپورٹ دوں گا۔ گذہ ہائی۔۔۔ بلکہ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو گریگ نے رسیدر رکھ کر ایک طویل سانس لیا۔ اسے یقین تھا کہ بلکہ ڈاکٹر کمال کو تھیں کر لے گا اور پھر اسے ساتھ لے جانا اس کے لئے مشکل نہ ہو گا اس لئے وہ قدرے مطمئن و حکایتی دے رہا تھا۔

عمران اپنے ساتھیوں سمیت ابھی چند منٹ پہلے لائیبریا کی مضافاتی کا لوپی کی اس کوئی میں پہنچا تھا جس میں وہ لیبارٹری جانے سے پہلے رہائش پر ہے۔ کوئی کا چوکیدار کرس ان کی واپسی پر کوئی میں موجود تھا۔ عمران نے اسے ایک بڑا فوٹ وے کر مارکیٹ جا کر چائے کا سامان لے آنے کا کہد دیا چونکہ جیپ میں ڈاکٹر کمال ابھی تک بے ہوشی کی حالت میں پڑا ہوا تھا اور عمران چوکیدار کرس کے سامنے بے ہوش ڈاکٹر کمال کو اندر نہ لے جانا چاہتا تھا کیونکہ ظاہر ہے کہ کرس تجسس کے ہاتھوں مزید معلومات حاصل کرنے کی کوشش کرتا اور یہ ان کے لئے خطرناک ہو سکتا تھا اور عمران ایک بے گناہ آدمی کو بلاک بھی نہ کرنا چاہتا تھا اس لئے اسے مارکیٹ بھیج دیا تھا۔ کرس کے جانے کے بعد عمران کے کہنے پر جیپ میں موجود بے ہوش ڈاکٹر کمال کو اخفا کر اندر کمرے میں

لے جایا گیا۔

”صادر۔ تم اس کرس کا خیال رکھنا۔ ویسے اس کے آنے سے پہلے میں ڈاکٹر کمال کو ہوش میں لے آؤں گا لیکن اسے اصل تیقت کا علم نہیں ہونا چاہئے۔“..... عمران نے صدر سے مخاطب ہو کر کہا۔

”اے ختم کرو دو۔“..... تنویر نے اپنی نظرت کے مطابق کہا۔ ”ابھی نہیں۔ بعد میں ضرورت ہوئی تو دیکھا جائے گا۔“..... عمران نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کوٹ کی اندر وہی جیب سے تیز دھار خنجر کھلا اور آگے بڑھ کر اس نے کری پر ڈھیلے انداز میں پڑے ہوئے ڈاکٹر کمال کی گردون کے عقبی حصے میں تیز دھار خنجر سے مخصوص انداز میں کٹ لگایا اور کٹ سے خون بننے لگا تو ڈاکٹر کمال کے جسم میں حرکت کے آثار نمودار ہونا شروع ہو گئے۔ ”یہاں فرست ایڈ باکس بھی موجود ہے۔ اس کی بینڈنچ کرنا پڑے گی۔“..... جویا نے کہا اور ایک طرف موجود الماری کی طرف بڑھ گئی۔ عمران نے خنجر کو کمرے میں موجود ٹوٹہ پہنچ کے ذبے سے ٹوٹہ کیا اور پھر اسے واپس کوٹ کی اندر وہی جیب میں رکھ لیا۔ اسی لمحے ڈاکٹر کمال ایک جھکتے سے انہ کو سیدھا ہو کر بیٹھ گیا۔ وہ آنکھیں پھاڑے اس طرح عمران اور اس کے ساتھیوں کو اور ماحول کو دیکھ رہا تھا جیسے اس کا ذہن ماؤف ہو گیا ہو۔ پھر اس کا ہاتھ اس کی گردون کی عقبی طرف گیا۔

”آؤ تو یور اس کی بینڈنگ کر دو“..... جولیا نے تنویر سے کہا تو
تنویر نے اثبات میں سر بلا دیا۔

”تم۔ تم سب کون ہو۔ میں کہاں ہوں۔ یہ خون۔ یہ کیا یہ سب
کچھ“..... ڈاکٹر کمال نے انہی میتھی جیرت بھرے لہجے میں کہا۔
”ہمارا تعقیل پاکیشیا سے ہے اور ہم پاکیشیا سے یہاں آپ اور
واپس لے جانے کے لئے آئے ہیں کیونکہ جس فارمولے پر پاکیشیا
میں آپ کام کر رہے تھے وہ پاکیشیا کے دفاع کے لئے نہ صرف
انہی اہم ہے بلکہ اس پر پاکیشیا کا کیسر سرمایہ بھی خرچ ہو چکا ہے
اور دیکھ لیں ہم آپ کو ماڈلٹ لیبراٹری کے اندر سے اخراج لائے ہیں
اور ہاں۔ آپ کو ہوش میں لانے کے لئے آپ کی گردان کے عقیقی
حصے پر کٹ لگانا پڑا ہے جس کی وجہ سے خون بہ رہا ہے۔ پہلے
بینڈنگ کرا لیں پھر مزید باتیں ہوں گی“..... عمران نے مکرا کر
تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا لیکن ڈاکٹر کمال کے چہرے پر
اہمی تک الجھن کے تاثرات نمایاں تھے لیکن وہ خاؤش رہے اور
تنویر نے ان کی گردان کی عقبی سائینڈ کی باقاعدہ بینڈنگ کر دی اور
پھر فرست ایڈی باسک اٹھا کر اس نے واپس الماری میں رکھ دیا۔

”آپ کیسے پاکیشیا ہیں۔ آپ تو یورپی ہیں البتہ آپ
پاکیشیا نی زبان واقعی اس کے اپنے لہجے میں بول رہے ہیں۔“ ڈاکٹر
کمال نے لمحے ہوئے لہجے میں کہا۔
”ہمارا تعقیل سیکرٹ سروس سے ہے اور ہم میک اپ میں ہیں۔“

آپ کہیں تو آپ کی بات سرداور سے کراؤں“..... عمران نے کہا تو
تو ڈاکٹر کمال بے اختیار چوک پڑے۔ ان کا چہرہ یکنہت کھل اٹھا۔
”آپ نے سرداور کا نام لے کر مجھے یقین دلا دیا ہے۔ آپ
واقعی پاکیشیا ہیں۔ اب بات کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں
آپ کے ساتھ واپس پاکیشیا جانے کے لئے تیار ہوں۔ البتہ آپ
خوش قسمت ہیں کہ آپ نے اب مجھ سے پوچھا ہے۔ اگر آپ چار
پانچ دن پہلے پوچھتے تو میں ہرگز واپس نہ جاتا۔“..... ڈاکٹر کمال نے
قدرے جذباتی انداز میں کہا تو عمران اور اس کے ساتھی چونک
پڑے۔

”کیوں۔ کیا مطلب“..... عمران نے جیرت بھرے لہجے میں
کہا۔

”اس لئے کہ یہ دل کا معاملہ تھا ایسا معاملہ جس پر ہر چیز کی
قریبی دی جائیتی ہے۔ میرے ساتھ ایک خاتون سائنس دان ڈاکٹر
سماں کی تھیں۔ ہم ایک دوسرے سے بہت زیادہ کمڈتے تھے۔ اس
کے بغیر میں واپس جانے کا تصور بھی نہیں کر سکتا تھا لیکن ایک بار
میں نے ڈاکٹر سماں اور لیبراٹری انجمن ڈاکٹر فلپ کے درمیان
ہونے والی بات چیت کی تو میرے دل کو شدید صدمہ پہنچا۔ مجھے
پتہ چلا کہ یہ سب ڈرامہ ہے۔ اگر آپ مجھے یہاں نہ لینے آتے تو
شاید میں اسے ہلاک بھی کر دیتا۔ بہر حال اب ڈاکٹر سماں سے میرا
کوئی دلی اور جذباتی واپسگی نہیں ہے اس لئے اب میں تمہارے

ساتھ چلنے کے لئے تیار ہوں۔“.....ڈاکٹر کمال نے جذباتی لمحے میں کہا تو عمران اور اس کے ساتھی معنی خیز نظروں سے ایک دوسرا سے کو دیکھنے لگے لیکن اسی لمحے عمران کی اندرولی جیب سے بدلی سی سینی کی آواز رُک رُک کر سنائی دیتے گلی تو عمران نے چونک کریمی سے کوٹ کی اندرولی جیب میں باتحد ڈالا اور جب اس کا پا تھا باہر آیا تو اس کے باتحد میں ڈی واقع تھی جو جدید ترین ایجاد تھی اور جسے عمران ایک بار پہلے بھی استعمال کر چکا تھا۔ اس کا ایک خانہ جس کا رنگ زرد تھا تیری سے جل بجھ رہا تھا۔ عمران نے گھری کی ایک سائیڈ میں موجود خوبی بڑی پرلس کر دیا تو وہ اس طرح اچلا جیسے اسے طاقتور ایکٹر شاک لگا ہو۔

”کیا ہوا عمران صاحب۔“.....کیپشن ٹکلیں نے چونک کر کہا۔ ”ڈاکٹر صاحب۔ آپ کے جسم میں ٹکلیں دینے والی کوئی سائنسی چپ بھی ہے۔“.....عمران نے کری پر بیٹھنے ڈاکٹر کمال سے کہا تو وہ چونک پڑے۔

”ٹکلیں دینے والی چپ۔ کیا مطلب۔“.....ڈاکٹر کمال نے حیرت بھرے لمحے میں کہا۔

”کیپشن ٹکلیں اور تنور تم دونوں ڈاکٹر کا کوٹ اتارو اور شرت عقب سے چاڑا دو۔ جلدی کرو ورنہ دشمن یعنی ہمارے سروں پر پہنچ جائیں گے۔“.....عمران نے پیشتھے ہوئے کہا تو کیپشن ٹکلیں اور تنور دونوں بھوکے چیزوں کی طرح ڈاکٹر کمال پر جھپٹ پڑے۔ ڈاکٹر

کمال بے اختیار خوفزدہ ہو کر چینچنے لگا۔

”خاموش رہو ورنہ۔“.....تو یور نے غارتے ہوئے لمحے میں کہا تو ڈاکٹر کمال کی چیخیں اس کے طلق میں ہی گھٹ کر رہ گئیں۔ تو یور نے اس کا کوٹ اتارا اور پھر ایک چھٹکے سے شرت کو پچاڑ دیا۔

- ”بنیان بھی چاڑا دو۔ جلدی کرو۔“.....عمران نے کوٹ کی اندرولی جیب میں باتحد ڈال کر خیز نکالتے ہوئے کہا تو یور نے شرت کی طرح بنیان کو بھی ایک چھٹکے سے چاڑا دیا جبکہ کیپشن ٹکلیں نے ڈاکٹر کمال کو پکرا ہوا تھا۔ ڈاکٹر کمال کا جسم اب اس طرح لرز رہا تھا جیسے اسے جاڑے کا بخار ہو گیا ہو۔ وہ شاید شدید خوفزدہ ہو گیا تھا۔ عمران نے باتحد میں پکوئی بھی ہوئی گھری جس سے اب بھی رُک رُک کر سینی کی آواز نکل رہی تھی کو ڈاکٹر کمال کی پشت کے قریب کیا اور پھر اس نے گھری کو کوٹ کی بیرونی جیب میں ڈالا اور دوسرا سے لمحے اس نے خیز کی توک کی مدد سے ڈاکٹر کمال کی پشت کی ایک سائیڈ کے گوشت کو کاٹ دیا۔ ڈاکٹر کمال کا جسم مزید لرزنے لگا۔ اس کے مند سے بدلی سی چیخیں نکلنے لگیں۔ اب اس کا جسم پھر کئے لگا تھا لیکن کیپشن ٹکلیں کی آہنی گرفت میں پھر کتنا تو ایک طرف وہ تیز حرکت بھی نہ کر سکتا تھا اور چند لمحوں بعد عمران نے ایک چھوٹا سا مٹن نما آل جو خون میں ڈوبا ہوا تھا ڈاکٹر کمال کی پشت سے ملیدھ کر دیا۔

”جو لیا۔ ڈاکٹر صاحب کی بینڈاچ کر دو۔ جلدی کرو۔“.....عمران

نے بیچھے بیٹھے ہوئے کہا تو جولیا تیزی سے مڑی اور الماری کو طرف بڑھ لگی۔ اس نے الماری سے میدی یکل باکس اٹھایا اور اپر آ کر اس نے میدی یکل باکس کو زمین پر رکھ کر اسے کھولا۔ حالانکہ اس کی مدد کے لئے اگئی اور پھر ان دونوں نے ڈاکٹر کمال کے رخ کی بیڈنگ تج کرنا شروع کر دی جبکہ عمران نے جیب سے وہ گھڑڑ جسے وہ ذی واقع کہتا تھا نکالی اور اس کے چہرے پر مسکرا بہت تیرنے لگی۔ اب ذی واقع سے نہ صرف سینی کی آواز لفکنا بند ہو گئی تھی بلکہ زرد رنگ کا جو حصہ مسلسل جل بجھ رہا تھا وہ بھی آف ہو گیا تھا۔ عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کمرے سے ملاحقاً پاتھر روم کا رخ کیا اور اس نے خجر کو چونے کے بعد ایک طرف رکھا اور پھر دوسرے پاتھر میں موجود ہٹنے والے آگے بڑھا دیا اور اسے پانی سے اچھی طرح دھو دیا تو اب اس کی اصل بیٹت سامنے آگئی۔ عمران نے خجر اٹھا کر واپس جیب میں ڈالا اور ہٹنے والے وہ واپس کرے میں آیا تو ڈاکٹر کمال کے چہرے پر اب سکون تھا۔ اب وہ سیدھا ہو کر بیٹھ گیا تھا۔

”میرا نام علی عمران ایکم الیکس سی۔ ذی الیکس سی (آکسن) ہے اور میرا اعلق پاکیشا یکرٹ سروس سے ہے۔ اپنے چیف گریگ سے بات کراؤ اور سنو۔ اسے بتا دینا کہ اگر اس نے بات نہ تھی تو پھر ماؤنٹ لیبارٹری نکلوں کی طرح فضا میں بکھر دی جائے گی۔“ عمران نے خاص سر درجہ میں بات کرتے ہوئے کہا۔
”ہولڈ کریں۔ پلیز ہولڈ کریں۔“ ... دوسری طرف سے قدرے

می موجود ذی واقع نے بھی کاش دینا شروع کر دیا۔ اس طرح مجھے سی چپ کا علم ہو گیا اور میں نے اسے نکال لیا۔ جسم سے عیحدہ ہوتے ہی یہ چپ بند ہو گئی اس لئے ہو سکتا ہے کہ وہ لوگ یہاں تک پہنچ پہنچ ہوں یا پھر راستے میں ہی رک گئے ہوں۔ ہر حال ہمیں اب انہیں روکنا ہے۔“... عمران نے ڈاکٹر کمال سے مخاطب ہو کر کہا۔

”جیرت ہے۔ مجھے تو آج تک اس کا احساس تک نہیں ہو سکا۔“ ڈاکٹر کمال نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر بلاتے ہوئے وہ ہٹنے اپنی جیب میں ڈالا اور پھر دوسری جیب سے اس نے اپنا سلسلہ ہٹنے کا رخ اور اسے آن کر کے اس نے اس پر نمبر پر لیں کرنے شروع کر دیئے۔ آخر میں اس نے لاڈوڑ کا ہٹنے بھی پر لیں کر دیا۔ دوسری طرف گھنٹی بیجھ کی آواز سنائی دینے لگی اور پھر رابطہ ہو گیا۔ ”لیں۔ ہیڈ کوارٹر“ رابطہ ہوتے ہی ایک نوافی آواز سنائی دی۔

گھبرائے ہوئے لجھے میں کہا گیا۔

”بیلو۔ چیف آف ہارڈ اینجنیو بول رہا ہوں“..... چند لمحوں بعد
دوسرا طرف سے بھاری لجھے میں کہا گیا۔

”گرگیک۔ میں علی عمران ایم ایس سی۔“ ذی ایس سی (آکسن
بول رہا ہوں۔ میں نے اس لئے تمہیں فون کیا ہے کہ مجھے افسوس
ہے کہ تمہاری ہارڈ اینجنیو اب ہارڈ نہیں رہی بلکہ سافت اینجنیو ہے
پھلی ہے۔ دیے اس میں میرا قصور نہیں ہے۔ تمہارے پیش اینجنیو
نے خود ہی موت کو گلے کالیا اور باہ۔ تم ڈاکٹر کمال کے جسم پر
 موجود چپ کو آن کر کے بھکر رہے ہو گے کہ اب تم انہیں واپس
لے جا سکو گے اور ہمیں نقصان پہنچا سکو گے تو یہ بات ذہن سے
نکال دو۔ وہ چپ میں نے ڈاکٹر کمال کے جسم سے علیحدہ کرے
اسے آف کر دیا ہے۔“..... عمران نے مزے لے کر بات کرتے
ہوئے کہا۔

”پبلے یہ بتاؤ کہ تم نے بند لیبارٹری سے ڈاکٹر کمال کو باہر آیے
تکالا۔“..... دوسرا طرف سے چپ والی بات کو نظر انداز کرتے
ہوئے کہا گیا تو عمران بے اختیار نہیں پڑا اور پھر اس نے سمندہ
کے راستے ساحل پیازاری تک پہنچنے اور وہاں ہونے والی ترم
واردات کو خنثی طور پر بتا دیا۔

”تم لیبارٹری کے اندر گئے تھے۔“ گرگیک نے چوک کر کہا۔
”با۔ مجھے معلوم ہے کہ تم کیوں پوچھ رہے ہو تو میں نے بھی

اس لئے تمہیں فون کیا ہے کہ اب اگر تمہاری اینجنیو یا تمہاری
حکومت نے پاکیشیا کے ڈاکٹر کمال یا کسی بھی اور سائنس دان کو انہو
کرنے کی کوشش کی یا پاکیشیا میں کوئی بھی ایسا مشن سرانجام دیا جس
میں پاکیشیا کے مفادات کو معمولی سانقصان بھی ہو سکے تو تمہاری نہ
صرف ماڈنٹ لیبارٹری بلکہ کافیں میں اور تھنی بھی لیبارٹریاں ہیں
سب کو اڑا دیا جائے گا اور یہ بھی سن لو کہ ماڈنٹ لیبارٹری میں دو
خصوصی بھی اس طرح نصب کئے گئے ہیں کہ تمہارے سائنس دان
لاکھ کوششیں کریں انہیں ٹریسی نہیں کر سکتے اور ان دونوں پر سچیش
واڑیس آپریشن نصب ہیں اس لئے ہم دنیا کے کسی بھی کونے میں
جا کر ایک ملن پر ٹریس کریں گے اور تمہاری ماڈنٹ لیبارٹری سائنس
دانوں سمیت ریت کے ذریوں میں تبدیل ہو جائے گی اور میرا وعدہ
کہ اگر تم نے پاکیشیا کے خلاف دو ماہ تک کوئی کام نہ کیا تو میں
تمہیں فون کر کر کے لیبارٹری میں ان بھوؤں کی تخصیب کے بارے
میں بتا دوں گا۔ اب مرید میں کچھ نہیں کہنا چاہتا۔ اب جو کچھ ہو گا
تمہارے ایکشن کاری ایکشن ہو گا۔ گذ بائی۔“..... عمران نے تیز اور
سرد لمحے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے سل فون آف کیا اور
اسے جیب میں ڈال لیا۔

”کیا ضرورت تھی اسے الٹ کرنے کی؟“..... جولیا نے منہ
ہناتے ہوئے کہا۔

”اس وقت تک وہ تمام ہوائی اڑوں، زمینی اور سمندری راستوں

پر ریڈ المرٹ کراچکا ہو گا اور ہم نے بہر حال ڈاکٹر کمال کو زندہ اور
جن سلامت لے جانا ہے۔ اب میری ہمکی کے بعد وہ یقیناً سوچنے
پر مجبور ہو جائے گا کہ اپنی لیبارٹری کو داؤ پر نہ لگائے؛ عمران
نے جواب دیتے ہوئے کہا اور اس بار جولیا کے ساتھ ساتھ صاحب
نے بھی اثبات میں سر ہلا دیئے۔

رسیور روک کر گریگ نے بے اختیار دونوں ہاتھوں سے سر پکڑ
لیا۔

”سب کچھ خالط ہوا۔ سب کچھ خالط ہو رہا ہے۔ ہر طرف سے
ہمیں نقصان ہو رہا ہے اور اگر انہوں نے لیبارٹری تباہ کر دی تو پھر
حالات خطرناک رخ اختیار کر لیں گے۔ ویری بید۔ ویری بید۔“
گریگ نے دونوں ہاتھوں سے سر پکڑتے ہونے خود کامی کے انداز
میں بڑراہتے ہوئے کہا۔ انہیں اس کی بڑراہت جاری تھی کہ فون
کی تھنی بج اٹھی۔

”اب کیا ہو گیا۔ اب کوئی اور بری خبر سننا رہ گئی ہے۔“ گریگ
نے ہاتھ ہٹاتے ہوئے کہا اور پھر ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا۔

”لیں۔“ گریگ نے کہا۔

”لائمیریا سے بیک کی کال ہے۔“ دوسری طرف سے اس کی

بھرے لجئے میں کہا۔
”ظاہر ہے جب کام ہی نہیں ہو پا رہا تو پھر معاوضہ کیا۔“

گریگ نے کہا۔
”تم کہہ رہے ہو کہ کام بند کر دوں۔ میں تو انہیں ڈھونڈنکالوں

گا۔ میں اس کالوں میں پہنچ چکا ہوں۔ مجھے ان کے بارے میں

مریز تفصیل بتاؤ۔“..... بلیک نے کہا۔

”میرے پاس سوائے اس چپ کے اور کوئی تفصیل موجود نہیں
ہے۔“..... گریگ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تو پھر میرا معاوضہ بھجوادو ورنہ تم جانتے ہو کہ بلیک کیا کر سکتا
ہے۔“..... بلیک نے خاصے غصیلے لہجے میں کہا۔

”ٹھیک ہے۔ دو روز تک بھجوادو گا۔“..... گریگ نے جواب
دیتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا اور پھر
اچانک اسے ایک خیال آیا تو اس نے چوک کر رسیور اٹھایا اور پھر
فون سیٹ کے نیچے موجود سفید رنگ کے بٹن کو پر لیں کر کے اس
نے فون کو ڈائریکٹ کیا اور پھر تیری سے نمبر پر لیں کرنے شروع کر
دیئے۔ دوسری طرف تھنھی بجھ کی آواز سنائی دیئے گئی اور پھر رسیور
اٹھایا گیا۔

”یہ۔ آرلنڈ بول رہا ہوں۔“..... دوسری طرف سے ایک مردانہ
آواز سنائی دی۔ لجھے ہے حد بھاری تھا۔

”گریگ بول رہا ہوں چیف آف ہارڈ اینجنی۔“..... گریگ نے

فون سکرری کی آواز سنائی دی۔

”کراڈ بات۔“..... گریگ نے ہونٹ کھینچے ہوئے کہا۔

”بلیو۔ بلیک بول رہا ہوں۔“..... چند لمحوں بعد بلیک کی آواز
سنائی دی۔

”یہ۔ گریگ بول رہا ہوں۔ کیا رپورٹ ہے۔“..... گریگ نے
وانستہ کہا کیونکہ عمران اسے پہلے بتا چکا تھا کہ ڈائٹریکٹ کمال کے جسم

میں موجود چپ نکال کر آف کر دی گئی ہے لیکن وہ جانتا چاہتا تھا
کہ بلیک نے کیا کامیابی حاصل کی ہے۔

”چپ آپریٹھ ہو گئی تھی اور ہم اس سے اشارے حاصل کر

کے اس کی طرف بڑھ رہے تھے کہ اچانک چپ آف ہو گئی۔ ایسا

گلتا ہے کہ چپ نے کسی بھی وجہ سے کام کرنا چھوڑ دیا ہے۔ البتہ

ہم اس کے آف ہونے سے قبلے اس کالوں میں داخل ہو چکے تھے
جس میں یہ چپ کام کر رہی تھی لیکن یہ خاصی بڑی ربانی کالوں

ہے۔ اب انہیں کیسے ٹریس کیا جائے۔“..... بلیک نے کہا۔

”اب اور تو کوئی ذریعہ نہیں ہے۔ وہ لوگ میک اپ کے ماہر
ہیں اس لئے ہو سکتا ہے کہ وہ اپنا میک اپ تبدیل کر چکے ہوں۔

صرف اس چپ کے ذریعے ہی انہیں ٹریس کیا جا سکتے تھا۔ اب ان

کی تلاش بند کر دو ورنہ وہ تمہیں یا تمہارے آدمیوں کو بھی نقصان
پہنچا سکتے ہیں۔“..... گریگ نے کہا۔

”لیکن میرا معاوضہ۔ اس کا کیا ہو گا۔“..... بلیک نے جیرت

کہا۔

”اوہ آپ۔ حکم۔ آج کیسے یاد کر لیا آرٹلڈ کو“..... دوسرا طرف سے چونک کر کہا گیا۔

”لائبریریا میں بلیک کلب کا بلیک ہے۔ جانتے ہو تو اسے“..... گریگ نے کہا۔

”ہا۔ بہت اچھی طرح جانتا ہوں۔ کیوں کوئی خاص بات“..... دوسرا طرف سے چونک کر کہا گیا۔

”اے فوری فتش کرتا ہے۔ کیا معاوضہ لو گے“..... گریگ نے بڑے سفاک لبھے میں کہا۔

”صرف اسے ہلاک کرتا ہے یا اس کے پورے کلب کو میزائلوں سے اڑانا ہے اس میں موجود آدمیوں سمیت“..... اس بار آرٹلڈ کا لچک گریگ سے بھی زیادہ سنا کاہنہ ہو گیا۔

”صرف بلیک کو اور وہ بھی فوری“..... گریگ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تم سے صرف پانچ لاکھ ڈالر“..... دوسرا طرف سے کہا گیا۔

”اوکے۔ ڈن۔ اپنا اکاؤنٹ نمبر بتاؤ اور بلیک کی تفصیل بھی“..... گریگ نے کہا اور سامنے پڑے ہوئے قلمدان سے بال پواخت نکال کر اس نے پینڈ پر لکھا شروع کر دیا کیونکہ آرٹلڈ نے بلیک اور اکاؤنٹ کے بارے میں تفصیل بتانا شروع کر دی تھی۔

”اوکے۔ میں ابھی معاوضہ تمہارے اکاؤنٹ میں ٹرانسفر کرادیتے

ہوں“..... گریگ نے کہا۔

”چیزے ہی معاوضہ پہنچ گا تمہیں اطلاع بھی مل جائے گی“..... آرٹلڈ نے کہا تو گریگ نے دوسرا طرف سے رسیور رکھے جانے کا سن کر رسیور رکھا ہی تھا کہ فون کی کھنچی بیخی اور اس نے دوبارہ رسیور اٹھایا۔

”لیں“..... گریگ نے کہا۔

”سر ہائمن کی کال ہے جتاب“..... دوسرا طرف سے اس کی فون سیکرٹری کی آواز سنائی دی۔ ”کراو ایت“..... گریگ نے چوتھے ہوئے کہا کیونکہ سر ہائمن کرنس کے سیکرٹری سائنس تھے اور بارہ ایجنٹی بھی ان کے تحت تھی۔

”بیلڈ“..... چند لمحوں بعد ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

”لیں سر۔ گریگ بول رہا ہوں“..... گریگ نے موڈبانڈ لبھے میں کہا۔

”مجھے ماڈنٹ لیبراٹری کے ڈاکٹر فلپ نے کال کر کے تفصیل بتائی ہے۔ پاکیشی سائنس دان ڈاکٹر کمال بند اور سینڈ لیبراٹری سے غائب ہو چکے ہیں اور ڈاکٹر فلپ اور اس کے سارے سائنسی بے ہوش پڑے رہے ہیں۔ یہ سب کیا ہو رہا ہے۔ وہاں سیکورٹی بھی تمہاری تھی اور پاکیشی ایجنسیوں کو ہلاک کرنے کا مشن بھی تمہارا تھا۔ پھر“..... سیکرٹری سائنس سر ہائمن نے خاصے غصیلے لبھے میں

کہا۔

”لیں سر۔ انہوں نے درست اطلاع دی ہے۔ وہاں سیکورٹی پر موجود میرا چیل ایجنت گیری بھی اپنے ساتھیوں سمیت بلاک ہو گیا ہے اور یہ ساری کارروائی پاکیشائی ایجنسیوں کی ہے۔ لیکن سر۔ ہم ان کے پیچھے ہیں۔ وہ ہم سے فتح کرنے جائیں گے“..... گریگ نے کہا۔

”سوری مسٹر گریگ۔ آپ نے کرانس کی ناک کنوادی ہے۔ اتنا بڑا ملک ایک پہمانہ سے ملک کے ایجنسیوں کے ہاتھوں شکست کھا گیا۔ یہ ناقابل برداشت ہے اور میں چیف سیکرٹری سر کارس کے نوٹس میں یہ معاملہ لا رہا ہوں۔ آپ اپنے آپ کو فارغ تکمیل کریں اور اب آپ کی ایجنسی بھی ختم کر کے قبیضی قائم کریں گے“..... دوسری طرف سے غصے کے عالم میں چیختے ہوئے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو گریگ نے رسیور رکھ کر ایک بار پھر دونوں ہاتھوں سے اپنا سر پکڑ لیا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ چیف سیکرٹری سر کارس انتہائی خخت آفیسر ہیں اور انہوں نے گریگ کو نہ صرف فارغ کر دینا ہے بلکہ ساتھ ہی اس پر مقدمہ چلانے جانے اور اسے سزا دینے کی کارروائی بھی شروع کرا دینی ہے اور اس کا کوئی حل نظر نہ آ رہا تھا اس لئے وہ بے حد پریشان نظر آئے لگ گیا تھا۔

عمران جیسے ہی داش منزل کے آپریشن روم میں داخل ہوا تو لیک زیر و حسب روایت اخترانا اٹھ کھڑا ہوا۔

”بیٹھو۔۔۔۔۔ رکی سلام دعا کے بعد عمران نے کہا اور خود بھی اپنے لئے مخصوص کر کی پر بیٹھ گیا۔

”عمران صاحب۔ جولیا نے مشن کی جو رپورٹ دی ہے اس میں آپ کے خلاف لکھا ہے کہ آپ اب اس حد تک نرم دل ہو گئے ہیں کہ اب آپ کو بطور ایجنت کام نہیں کرنا چاہئے۔۔۔۔۔ ملک زیدو نے مکرتا تھے ہوئے کہا۔

”میرے دل کے بارے میں لکھا ہے اس نے اپنی رپورٹ میں۔ کیا واقعی جولیا نے لکھا ہے کہ عمران کا بھی دل ہے۔۔۔۔۔ عمران نے ایسے اشتیاق بھرے لجھے میں کہا جیسے بلکہ زیدو کے ہاں کہنے سے اسے زندگی کی سب سے بڑی خوشی مل جائے گی تو بلکہ زیدو

بے اختیار نہ پڑا۔

"ویسے عمران صاحب۔ آپ کو اس قدر حم کیوں آنے لگ گی
ہے دشمنوں پر۔ اب آپ نے لیبارٹری میں بم فصب کر دیئے لیکن
انہیں فائز نہیں کیا۔ اس کی وجہ بجکہ دشمن کو جس قدر نقصان پہنچایا ج
سکے پہنچتا چاہئے..... بلیک زیر و نے کہا۔

"اس لیبارٹری کو تباہ نہ کرنے کی وجہ سے تو ڈاکٹر کمال صحیح
سلامت واپس آ گیا ہے۔"..... عمران نے جواب دیا تو بلیک زیر و
بے اختیار چونک پڑا۔

"وہ کیسے عمران صاحب۔"..... بلیک زیر و نے کہا تو عمران نے
اسے تفصیل سے بتایا کہ اس نے فون کر کے ہارڈ اینجنی کے چیف
گریگ کو دھمکی دی تھی کہ اگر ڈاکٹر کمال کو روکا گیا یا دوبارہ انور
کرنے کی کوشش کی گئی تو لیبارٹری کو اواز دیا جائے گا جس کا نتیجہ یہ
نکلا کہ ہمارے راستے میں کوئی رکاوٹ نہیں ڈالی گئی۔

"جویا نے یہ لکھا ہے کہ آپ نے گریگ کو فون کیا لیکن اس کو
کہنا چاہئے کہ آپ چاہتے تو لیبارٹری تباہ کر کے بھی وہاں سے ڈاکٹر
کمال کو صحیح سلامت نکال لاتے لیکن آپ نے داشتہ نرم دلی سے
کام لیتے ہوئے لیبارٹری کو تباہ نہیں کیا اور سائنس دانوں کو بھی زندہ
چھوڑ دیا تاکہ وہ انتہائی خطرناک ہتھیار پاکیشی کے خلاف ایج
کرتے رہیں۔"..... بلیک زیر و نے کہا تو عمران بے اختیار چونک
پڑا۔

"پاکیشیا کے خلاف۔ یہ کیا بات ہوئی۔ کرانس کی پاکیشیا سے کیا
دشمنی ہے اور ان کے درمیان تو انتہائی فاصلہ ہے۔ اتنا فاصلہ کہ شاید
تین البراعظی میزائل بھی پاکیشیا سکے نہ پہنچ سکے۔"..... عمران نے کہا۔
"کرانس اور کافرستان کے درمیان دفاعی معابدہ موجود ہے
عمران صاحب۔ کرانس کافرستان کو جدید ہتھیار فروخت کر سکتا ہے
اور کافرستان اسے بہر حال پاکیشیا کے خلاف ہی استعمال کرے
گا۔"..... بلیک زیر و نے کہا لیکن اس سے پہلے کہ عمران کوئی جواب
دیتا فون کی تھی نہ اُنھی تو عمران نے پاتھک بڑھا کر رسیور اخالیا۔
"اکٹھو۔"..... عمران نے مخصوص لمحے میں کہا۔

"سلیمان بول رہا ہوں۔ صاحب ہیں یہاں۔"..... دوسری طرف
سے سلیمان کی آواز سنائی دی تو عمران کے ساتھ ساتھ بلیک زیر و
بھی بے اختیار چونک پڑا کیونکہ سلیمان بغیر کسی خاص وجہ کے یہاں
فون نہ کر سکتا تھا۔

"عمران بول رہا ہوں۔ کیا ہات ہے۔ کیوں فون کیا ہے۔"
عمران نے اس بار اپنے اصل لمحے میں بات کرتے ہوئے کہا۔ اس
کا لمحہ قدر سے سخت تھا۔

"سرسلطان کا فون آیا ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ آپ جہاں
بھی ہوں انہیں فون کر جاؤ۔"..... دوسری طرف سے سلیمان کی آواز
سنائی دی۔

"ٹھیک ہے۔ میں کر لیتا ہوں۔"..... عمران نے کہا اور کریڈل

ہر کنویں میں ٹلاش کے لئے بانس ڈالو دیجے۔..... عمران نے
محاورے کو اپنی مرضی سے استعمال کرتے ہوئے کہا۔
”تم نے کرانس میں کوئی مشن کمل کیا ہے۔..... سرسلطان نے
لیکن تجدید ہوتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ دو روز قبل ہی ہماری کرانس سے واپسی ہوئی ہے۔
کیوں۔ آپ کیوں پوچھ رہے ہیں۔..... عمران نے قدرے جیت
بھرے لیجے میں کہا۔ بلکہ زیر و کے چہرے پر بھی جیت کے
تاثرات تھے۔

”جنہیں معلوم ہے کہ کرانس کے چیف یونیورسٹی پاکیشیا کے لئے
کتنا نرم گوشہ رکھتے ہیں۔ ویسے بھی میرے ساتھ ان کے برادرانہ
تعلقات ہیں۔ وہ تم سے سخت تاریخ ہیں کہ تم نے کرانس میں قتل و
غارست کا بازار گرم کر دیا۔ تم نے کرانس کی سرکاری انجمنی کے پیش
اجنہوں کو ہلاک کر دیا ہے۔ حتیٰ کہ ان کے مطابق تم نے ان کی
ایک اہم ترین لیبارٹری میں بم نصب کر دیے ہیں۔..... سرسلطان
نے تجزیہ لیجے میں کہا۔

”اوے۔ ارے۔ میں کیا اور میری بساط کیا۔ وہ تو پاکیشیا
یونیورسٹی کے ارکان تھے جنہوں نے اپنے چیف ایکنسٹر کے حکم
پر ساری کارروائی کی ہے اور انہا نہیں نے چیف کو میرے خلاف
رپورٹ کی ہے کہ میں اب نرم دل بن گیا ہوں اور میں نے کرانس
لیبارٹری کو تباہ نہیں کیا اور کرانس کے بڑے بڑے سائنس دانوں کو

دبا کر اس نے تیزی سے نمبر پرلس کرنے شروع کر دیئے۔ دوسرا
طرف تھنٹی بجھن کی آواز سنائی دینے لگی۔ بلکہ زیر و کمی یہ آواز سن
رہا تھا اور پھر دوسرا طرف سے رسیور اھالیا گیا۔
”پی اے نو یکمڑی خارجہ۔..... دوسرا طرف سے سرسلطان کے
پی اے کی آواز سنائی دی۔

”علی عمران ایم ایس ای۔ ذی ایس ای (آکسن) بول رہا ہوں۔
سرسلطان سے بات کراؤ ورنہ مجھے خود دہاں آنا پڑے گا اور میرے
پاس پڑوں کے پیسے بھی نہیں ہیں۔..... عمران نے آخر میں رو دینے
والے لیجے میں کہا تو سامنے بیجا ہوا بلکہ زیر و کے اختیار مکرا دیا۔
”بات کچھ جتاب۔..... دوسرا طرف سے مکراتے ہوئے لیجے
میں کہا گیا۔

”لیں۔..... دوسرا طرف سے سرسلطان کی آواز سنائی دی۔
”جباب۔ اس عمر میں بھی آپ لیں کہنے کی پرکش کر رہے
ہیں۔ مجھے آئنی کو بتانا پڑے گا۔ ایسا نہ ہو کہ آپ کسی اور کوئین بار
لیں کہہ دیں اور آئنی دیکھتی ہی رہ جائیں۔..... عمران کی زبان
روں ہو گئی۔

”تم اصل شیطان ہو۔ ناسن۔..... سرسلطان نے غصیلے لیجے
میں کہا۔

”آپ کا ہی بھتیجا ہوں۔ اب آپ جو مرضی آئے کہیں۔ بلکہ
لیمان کو نادر شاہی حکم دینے کیا ضرورت تھی کہ اس نے شہر کے

لیکن اب جنہیں آپ چیزے نیک لوگوں کی سر پرستی حاصل ہو اور ہم صحیح ہجھی حق پر کوئکہ کرانس نے ہمارے سامنس وان کو انداز کیا تھا۔ چنانچہ ہارڈ اینجنسی کے پیش ابجنس لواٹی میں مارے گئے۔ یہ تو میری نرم ولی ہے جس پر الٹا مجھے ڈانتا جا رہا ہے کہ میں نے لیبراڑی تباہ کرنے کی بجائے اسے کیوں چھوڑ دیا ہے۔..... عمران

نے تفصیل سے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔
”وہ اگر لواٹی میں مارے گئے ہیں تو پھر سرکار سن کا گلہ بے سود خوا۔ بہرحال تم مجھے لیبراڑی میں موجود بھوں کے بارے میں بتا دو تاکہ میں انہیں بتا دوں۔ ان کی ہارڈ اینجنسی تو ختم کر دی ہے اور بقول سرکار سن کے تمہارے مقابلے پر شکست کھانے کی وجہ سے وہ ہارڈ اینجنسی ہی ختم کرنے کے بارے میں سوچ رہے ہیں۔“ سلطان نے اس بار قدرے مطمئن لجھے میں کہا۔

”ان کا فون نمبر کیا ہے۔ مجھے بتائیں میں ان سے خود بات کرتا ہوں اور اگر ان کی رہائش گاہ کا نمبر ہو تو زیادہ بہتر ہے تاکہ میں ان کی نیگم آئندی مارتحا کو شکایت کر سکوں کہ سرکار سن نے ان کے پیارے سنتھے کی شکایت آپ سے کی ہے۔..... عمران نے کہا۔
”کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ کیا تم انہیں اس حد تک جانتے ہو۔“ سلطان نے جیرت بھرے لجھے میں کہا۔

”میں تو انہیں اتنا نہیں چانتا جتنا وہ مجھے جانتے ہیں کیونکہ سرکار سن نے میری منت کی تھی کہ میں آئندی مارتحا کو کہہ کر انہیں چیف

زندہ چھوڑ دیا ہے اور چیف مجھ پر غصہ نکال رہے ہیں کہ میں نے لیبراڑی کیوں تباہ نہیں کی اور میں نے لیبراڑی کو تباہ نہ کر کے پاکیشیا کے مخاذات کے خلاف کام کیا ہے۔..... عمران نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

”کیا مطلب۔ کیا تم لوگ پیشہ ور قاتلوں کی طرح لوگوں کو بلاک کرتے پھر رہے ہو۔ کیا ماوراء عدالت کسی کو بلاک کر دینا قتل نہیں۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ تمہارا چیف تمہیں ایسے غلط اور غیر قانونی کاموں کی اجازت دے۔..... سلطان نے غصیلے لجھے میں کہا۔

”چیف تو کیا آپ بھی تو ناراض ہو رہے ہیں اور سرکار سن نے آپ کو یہ نہیں بتایا کہ کرانس کی سرکاری اینجنسی جس کا نام ہارڈ اینجنسی ہے، نے پاکیشیا سے ایک انتہائی اہم سامنس وان ڈاکٹر کمال حسین کو انداز کر لیا۔ سردار نے مجھے بلا کر ذاتی طور پر درخواست کی کہ میں چیف کو ڈاکٹر کمال کی واپسی کے مشن پر تیار کروں کیونکہ جس فارمولے پر ڈاکٹر کمال حسین پاکیشیا میں کام کر رہے تھے وہ ملک کے دفاع کے لئے انتہائی اہم ہے اور اس پر حکومت پاکیشی ناصاکیش سرمایہ خرچ کر پچھی ہے۔ چنانچہ چیف نے مجھے حکم دیا کہ میں نہیں لے کر جاؤں اور ڈاکٹر کمال حسین کو کرانس سے والپس سے آؤں لیکن ہارڈ اینجنسی نے اپنے گروپس کو ہمارے مقابلے پر اتا۔ تاکہ وہ نہیں ڈاکٹر کمال حسین تک پہنچنے سے پہلے ہی بلاک کر دیں۔

432

سکرٹری لگوا دوں کیونکہ آنی مارچا کے والد اس وقت کرانس کے وزیرِ اعظم تھے۔ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”بکواس مت کرو ناہنس۔ اب تم نے جھوٹ بھی بولنا شروع کر دیا ہے۔ سرکار سن تھا میرے بوش سنجالے سے بھی پہلے کے چیف سکرٹری چلے آ رہے ہیں۔“ سرسلطان نے کہا۔

”میں نے جھوٹ نہیں بولا سرسلطان کیونکہ اگر میں کہوں کر آپ کے سکرٹری خارجہ کے عہدے پر مسلسل تعیناتی کے پیچے میر اور آپ کی بیگم اور میری آنی کا باหجہ ہے تو آپ بھی بھی نہیں۔“ کہ میں تو تمہاری پیدائش سے بھی پہلے کا سکرٹری خارجہ ہوں۔“ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا تو سامنے بیٹھا ہوا بلکہ زیر و ب اختیار آہستہ سے بھس دیا۔

”کیا۔ کیا مطلب۔ تم نے پھر بکواس شروع کر دی۔ ناہنس۔“ سرسلطان نے اس بارغیلے لمحے میں کہا۔

”یہ بکواس نہیں ہے۔ میں ہر سال آنی کی منت کرتا ہوں ق آنی آپ کی سروس میں توسعی کی اجازت دے دیتی ہیں ورنہ حکومت کی جرأت ہے کہ آنی کی مرضی کے خلاف آپ کو سروس میں توسعی دے سکے۔ میری بات پر یقین نہ آئے تو بے شک حکومت سے پوچھ لیں۔“ عمران نے جواب دیا تو سرسلطان ب اختیار بھس پڑے۔

”تم واقعی شیطان ہو۔ بہر حال پی اے تمہیں سرکار سن کا نہ ہے۔“

433

وے گا۔“ سرسلطان نے بنتے ہوئے کہا اور اس سے ساتھ ہی لائن پر خاموشی طاری ہو گئی۔

”بیلو۔ بیلو سر۔“ تھوڑی دیر بعد سرسلطان کے پی اے کی آواز سنائی دی۔

”بیلو۔ بیلو سر کا مطلب ہے صرف سر ہلانا ہے باقی جسم نہیں لیکن یہ تو بتا دو کہ سراہات میں ہلانا ہے یا نہیں میں۔“ عمران نے کہا تو دوسرا طرف سے پی اے بے اختیار بھس پڑا اور پھر اس نے سرکار سن کا فون نمبر اور کرانس کا رابطہ تمبر بتا کر رسیور رکھ دیا تو عمران نے باقھہ بڑا ہوا کر کریڈل دبایا اور پھر فون آنے پر اس نے تیزی سے نمبر پر پیس کرنے شروع کر دیے۔

”ایں۔ ماڈن، لیبراڑری۔“ دوسرا طرف سے ایک آواز سنائی دی تو سامنے بیٹھا ہوا بلکہ زیر و بے اختیار چوک چڑا کیونکہ شاید اس کے تصور میں بھی نہ تھا کہ عمران لیبراڑری میں فون کرے گا۔ اس کا خیال تھا کہ عمران کرانس کے چیف سکرٹری سرکار سن کے نمبر پر پیس کر رہا ہے۔

”پاکبیشا سے علی عمران ایم ایس سی۔ ذی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں۔ ذاکٹر قلب کو کہہ دیں کہ میں انہیں ان بھوں کے بارے میں بتانے کے لئے فون کیا ہے جو ہم نے وہاں نصب کئے ہیں۔“ عمران نے کہا۔

”ہولڈ کریں۔“ دوسرا طرف سے تیز لمحے میں کہا گیا۔

"جیلو۔ میں ڈاکٹر قلب بول رہا ہوں"..... تھوڑی دیر بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔ آواز سے صاف معلوم ہوتا تھا کہ بولنے والا خاصاً بوڑھا آؤ دی ہے۔

"ڈاکٹر قلب۔ غور سے میری بات سن لیں۔ کرانس کے چیف سیکرٹری سر کارس نے چونکہ میرے چیف کوفون کر کے درخواست کی ہے کہ میں ان بہوں کی لوگیشن بتا دوں جو آپ پا گئے اور جتنیں ہم کسی بھی وقت اپنارج ہونے کے ٹرینیں بنیں کر سکے اور جتنیں ہم کسی وقت فائز کر کے آپ سمیت پوری لیبارٹری کو ازا سکتے ہیں۔ نوٹ کریں"..... عمران نے کہا اور پھر اس نے ان بہوں کے پارے میں بتا دیا۔

"حیرت ہے۔ یہ ایسی جگہیں ہیں جن کے بارے میں ہم سوچ بھی نہیں سکتے۔ دیسے ڈاکٹر کمال کو آپ جبرا لے گئے ہیں ورنہ وہ یہاں سے جانے والے تو نہیں تھے"..... ڈاکٹر قلب نے کہا تو عمران کو ان کے لئے میں بلکا ساطھ محسوس ہوا۔

"ڈاکٹر قلب۔ آپ نے ڈاکٹر سائل کی صورت میں جو جال ڈاکٹر کمال پر ڈالا تھا وہ واقعی بے حد کامیاب تھا۔ ڈاکٹر کمال، ڈاکٹر سائل کی اداکاری کوچ مجھ کر کچ مجھ اسے دل دے بینھئے تھے لیکن پھر ایک روز ڈاکٹر کمال نے آپ کی اور ڈاکٹر سائل کے درمیان ہونے والی باتمیں سن لیں خود اپنے کانوں سے اور انہیں گو دھپکا تو بہت پہنچا لیکن انہیں بہر حال سمجھ آگئی کہ یہ سب انہیں یہاں

روکنے کے لئے جال پھینکا گیا ہے اس لئے اب ڈاکٹر کمال کو کرانس یاد بھی نہیں آتا۔ گلڈ بائی"..... عمران نے کہا اور ایک بار پھر کریل دبا کر اس نے ٹون آنے پر تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"پی اے نو چیف سیکرٹری"..... ایک نسوانی آواز سنائی دی تو بیک زیرد بولنے والی کا لبپس کر ہی سمجھ گیا کہ اب عمران نے چیف سیکرٹری سر کارس کو فون کیا ہے۔

"علی عمران ایم ایس سی۔ ذی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں۔ میرا تعلق پاکیشی سے ہے اور مجھے پاکیشی کے سیکرٹری خارجہ سلطان نے حکم دیا ہے کہ میں سر کارس کو فون کروں ورنہ مجھے کوئی شوق نہیں ہے سرکاری سروں کو فون کرنے کا"..... عمران نے کہا تو بیک زیرد بے اختیار مکار دیا۔

"ہولڈ کریں"..... دوسرا طرف سے مختصر انداز میں کہا گیا اور اس کے ساتھی لائن پر خاموشی طاری ہو گئی۔

"لیں۔ کارس بول رہا ہوں"..... چند لمحوں بعد ایک بھاری مردانہ آواز سنائی دی۔

"علی عمران ایم ایس سی۔ ذی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں سر کارس۔ میں نے اس لئے فون کیا ہے کہ سر سلطان نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں آپ کو فون کر کے بتا دوں کہ آپ کی ہارڈ بینی نے پاکیشی سائنس وان کو اغوا کیا تھا۔ ہم نے تو جو کچھ کیا ہے

نے کہا۔
”اگر تم کہتے ہو تو تھیک ہے۔ میں سمری واپس ٹھوٹا لیتا ہوں۔
گذ بائی۔“..... سر کارس نے کہا تو عمران نے ایک بار پھر کریں
دیا اور انہوں آنے پر اس نے ایک بار پھر نہ پر یہیں سرنے شروع
کر دیئے۔

”یہیں۔ گریگ بول رہا ہوں۔“..... دوسرا طرف سے ہارڈ
ایجنٹی کے چیف گریگ کی آواز سنائی دی۔ یونکہ عمران نے اس کا
ڈائریکٹ نمبر پر یہیں کیا تھا۔

”علی عمران ایم ایس سی۔“ یہی ایم ایس (آکسن) بول رہا
ہوں۔ تمہاری ایجنٹی ختم کرنے اور تمہیں فارغ کرنے کی سمری
چیف سیکرٹری سر کارس نے وزیر اعظم کو بھجوائی تھی۔ میں نے ایسیں
فون کر کے درخواست کی کہ نہ ہارڈ ایجنٹی کو ختم کریں اور نہ یہ اس
کے چیف کو فارغ کریں کیونکہ ضروری نہیں کہ ہر بار بارڈ ایجنٹی
ہارڈ رہے۔ کبھی کھمار زم بھی پڑ جاتی ہے۔ وہ میری بات مان گئے
ہیں اس لئے میں نے سوچا کہ تمہیں فون کر کے خوشخبری سنا دوں۔
بس خیال رکھنا کہ آئندہ پاکیشیا کا رخ نہ کرنا۔ گذ بائی۔“..... عمران
نے کہا اور رسیدور رکھ دیا۔

”آپ نے خواہ خواہ ایجنٹی بھال کر دی۔ ختم ہونے دینا تھا۔“
بلکہ زیر دنے کہا۔

”صرف داش منزل میں بیٹھنے سے داش نہیں آ جاتی۔ ایجنٹی تو

جو اپنی کارروائی کے طور پر کیا ہے جس کا ہمیں اصولاً حق حاصل
ہے۔ اس کے باوجود میں نے آنکی مارتحا کا خیال رکھتے ہوئے
لیبارٹری کو تباہ نہیں کیا اور نہ یہی آپ کے سائنس دانوں کے ساتھ
کوئی زیادتی کی ہے۔ البتہ ہارڈ ایجنٹی کے تین پیش ایجٹ نہیں
بلکہ کرنے کے لئے آگے بڑھے اور پھر مقابلے میں بلکہ ہو
گئے۔“..... عمران نے کہا۔

”تم نائلی ہوائے۔ تم نے مجھے فون کر دینا تھا۔ میں پاکیشیاں
سائنس دان کو واپس آ کر دیتا سیکرٹری سائنس نے ہارڈ ایجنٹی کے
سامنے مل کر اپنے طور پر یہ کارروائی کی ہے اور میں نے سیکرٹری
سائنس سر ہائیس کو بھی اس کی وفتیزی سزا دے دی ہے اور ہارڈ
ایجنٹی کو بھی ختم کرنے اور اس کے چیف گریگ کو فارغ کرنے کے
لئے وزیر اعظم صاحب کو سمری بھجوادی ہے۔ تم مجھے ان بھوؤں کی
تفصیل بتا دو تاکہ لیبارٹری کو محفوظ رکھا جا سکے اور ہاں۔ آئندہ
مارتحا کا ریفسن نہ دینا۔ مارتحا چھ ماہ پہلے ایک کار ایکسپریسٹ میں
مجھے ہمیشہ کے لئے چھوڑ گئی ہے۔“..... سر کارس نے کہا۔

”اوہ۔ ویری سوری سر کارس۔ آپ نے مجھے اطلاع ہی نہیں
دی۔ بہت افسوس ہوا۔ میں نے ماؤنٹ لیبارٹری کے انجمناج ڈائری
فلپ کو فون کر کے پہلے ہی تفصیل بتا دی ہے۔ جہاں تک گریگ کا
تعلق ہے تو اس میں اس کا کوئی قصور نہیں ہے اس لئے پلیز اسے
اور ہارڈ ایجنٹی کو بھال رکھیں۔ یہ میری درخواست ہے۔“..... عمران

انہوں نے بنا لی تھی۔ نجائز کس قسم کی تھی اور کون اس کا چیف بنتا۔ اب گریگ کم از کم پاکیشیا کے خلاف کام کرنے سے پہلے ہزار پار سوچے گا اور یہی چماری کامیابی ہے۔ عمران نے کہا تو بیک زیر و نے ایک طویل سائنس لیا۔

”وانش منزل تو محض نام ہے۔ اصل وانش تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو دے رکھی ہے۔“ بیک زیر و نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اسی لئے تو اب تک کووارہ پھر رہا ہوں۔“ عمران نے رو دینے والے لبچ میں کہا تو بیک زیر و نے اختیار حکمل حلا کر بنس پڑا۔

ختم شد

عمران سیریز میں ایک دلچسپ اور یادگار ناول

خاص نمبر

مصنف

واستہ بر طذر

مظہر کاظم ایم لے
میگانم۔ ایک غیر ارضی و دھات جس کی تلاش پوری دنیا میں کی جا رہی تھی اور پھر یہ دھات کثیر مقدار میں پاکیشیا سے دریافت ہو گئی۔ پھر۔۔۔؟ کافرستان۔ جس نے پاکیشیا کے ساتھ انوں اور اعلیٰ حکام کے علم میں آنے سے پہلے ہی میگانم کی ملنے والی بھاری مقدار اڑا لی۔ پھر۔۔۔؟ میڈیم شاہزادی۔ کافرستانی پرائم منشی کی بنا لی ہوئی تھی کافرستانی ایجنسی و است بروز کی سر برآہ، جو بے حد تربیت یافتی، دہیں اور فعال تھی۔

میڈیم شاہزادی۔ جو کافرستان میکرٹ سروس کے چیف شاگل پر برتری حاصل کرنے کے لئے عمران اور پاکیشیا میکرٹ سروس کا خاتمہ خود کرنا چاہتی تھی۔ کیا وہ اپنے مشن میں کامیاب رہی۔ یا۔۔۔؟

ثریل ڈاچ۔ کافرستان کے صدر اور پرائم منشی کے درمیان ہونے والی رس کشی کی وجہ سے پاکیشیا میکرٹ سروس کو ایک بارہ بیس تین بار ڈاچ کیا پڑا۔ لیکن؟ پاکیشیا میکرٹ سروس۔ جس نے پہلی بار حقیقی ناکامی کا منہد رکھا۔ کیسے؟ ٹائیگر۔ جس نے جوزف اور جوانا کے ساتھیں کر جان توڑ جدو جہد کے بعد مشن میں کامیابی حاصل کر لی جب کہ عمران اور پاکیشیا میکرٹ سروس کے حصے میں ناکامی آئی۔ کیسے اور کیوں۔۔۔؟ دلچسپ و اتفاقات پر منی ایک یادگار ناول

غم ان سیرین میں ایک دچپ، انکھا اور یادگار ایڈ و پر

مکمل ناول

سپیشل سٹیشن

معنف مظہر کلیم ایم اے

:::::::::: ایک ایسا مشن جس میں عمران اور اس کے ساتھیوں کو روکنے کی کافرستانی حکومت نے ہر جوستی کو شکست کر دی۔ مگر۔۔۔؟

:::::::::: ایک ایسا مشن جس کے لئے کافرستان کے انتہائی خطرناک اور گھنے جنگلات میں سے گزرنالازمی تھا۔

:::::::::: ایسے جنگلات جن میں اب بھی قدمی وحشی قبائل کی حکمرانی تھی اور ان وحشی قبائل کی حدود سے کسی اجنبی کا صحیح سلامت گزرنامہ بناوایا گیا تھا۔ پھر۔۔۔؟

شہبیہ لارا :::: ایک پاکیستانی نژاد ایک ریڈیشن لڑکی، جسے عمران، جولیا اور اپنے ساتھیوں کے اعتراض کے باوجود اپنی بیوی بنا کر مشن پر ساتھ لے لیا۔

نازیہ :::: صاحبی کی دوست جو تویر کی بیوی بن کر مشن پر ساتھ لئی۔ کیوں اور کس لئے :

وہ لمحہ :::: جسے جس کو کیپشن ٹکلیل کی بیوی بنا کر پیش کیا گیا۔ تویر اور جولیا کا

کیا روکیں تھے۔۔۔؟

وہ لمحہ :::: جب وہ کامیٹر پوزی دلدل کو جو زف کی وجہ سے پا کر لیا گیا۔
جو زف کا ایسا کار نامہ جس نے عمران کو بھی جیرت زدہ کر دیا۔

وہ لمحہ :::: جب جو زف کی صلاحیتیں دلکل میں اپنے عروج پر پہنچ گئیں۔

وہ لمحہ :::: جب سپیشل اسٹیشن کے گرد ایک وحشت کا کور عمران اور اس کے ساتھی باوجود دلکش کے نت نتھر کے اور مشن ناکام ہو گیا۔ کیا واقعی۔۔۔؟

وہ لمحہ :::: جب عمران کے ساتھیوں نے عمران کی بات مانے سے صاف انکار کر دیا مگر عمران ناکام وابھی پر بصدورہ۔۔۔ پھر کیا ہوا۔۔۔؟

وہ لمحہ :::: جب بظاہر نا ممکن مشن کو عمران نے اپنی ذہانت سے ممکن بنا دیا اور سب ساتھیوں نے بے اختیار اسے پر جیسیں قرار دے دیا۔

وہ لمحہ :::: جب کافرستان کے صدر نے بھی بر ملا عمران کو پر جیسیں قرار دے دیا۔

اپنہی پر اسرار، دچپ و اتعات، خوفناک جنگلات اور خطرناک دلدوں میں نا تعالیٰ یقین چدو جهد پر منی انکھا اور یادگار ایڈ و پر

ناشران

خان برادرز گارڈن ٹاؤن ملتان

کتب مکوانے گاہتہ اوقاف بلڈنگ ملتان

ارسان پبلی کیشنز پاک گیٹ ملتان

Mob 0333-6106573

Ph 061-4018666

کرنل فریڈی، علی عمران اور میمبر پر مودا کامشتر کے ایڈوچر

خاص نمبر ہائٹ ورلڈ

مصنف مظہر کلیم ایم اے

مصنف مظہر کیم ایم اے

ہاث ولڈلے یہودیوں کی ایک خفیہ نظیری جس کے یہودی سامنے وان خیر لیبارٹری میں ایسا تھیار تیار کرنے میں معروف تھے جو پوری دنیا کے مسلم ممالک کو ان انوں سمت جلا کر کاڑھی جنماسکتا تھا۔ ایسا خوناک تھیار جس کے سامنے ایم جم بمحیٰ مظلوم ہجوبی میں کر رہا گا تھا۔

ہاٹ ورلڈ کے جس کی خوبی لیبارٹریاں ایسے علاقوے میں ایسے انداز میں تیار کی گئی تھیں کہ انہیں ناقابل تحریر لیبارٹریاں سمجھا جاسکتا تھا۔

ہاٹ ورلڈ لے جس کے مقابل مسلم دنیا کے تین عظیم اجنبت کر کل فریبی، علی
عمران اور سمجھ پرمود بیک وقت حرکت میں آگئے اور پھر وہ تینوں اپنے
اپنے ساتھیوں کے ساتھ اپنے اپنے انداز میں آگے بڑھتے چلے گئے۔
کیا واقعی — ؟

مليکا ملا کرٹل فریدی کی ساتھی۔ جس نے اس مشن میں ایسی کارکردگی کا
ظاہرہ کیا کہ کرٹل فریدی جیسا ہارڈسٹون بھی اس کی تھیں کرنے پر مجبور
ہو گیا۔



ناشران

خان برادرز گارڈن ٹاؤن ملتان

کتب مسکوائیہ کاپٹ اوقاف بلڈنگ اسلام پبلیکیشنز پاک گیٹ
 Ph 061-4018666 ملتان Mob 0333-6106573

عمران سیریز میں ایک اور خوفناک ایڈوچر

(ماورائی نمبر)

مصنف تاریک وادی صدر شاہین

تمام ناول

سیکرٹ پلان

☆ عمران پر اسرار بیماری کا شکار ہوا تو بیک زیر نے اس کا علاج کرنے سے نکار کر دیا۔ کیوں — ؟

☆ کیا بیک زیر دوہی کی بجائے اصلی ایکشن بنانا چاہتا تھا — ؟

☆ پاکیشیا میں منعقد ہونے والی کافنرنس جس میں مسلم ممالک کے سینکڑوں رہنماء شریک تھے اور ایکری یہاں اس کافنرنس بال کو باست کرنے کا منصوبہ بنالیا۔

☆ پاکیشی آرمی نے کافنرنس کی سیکورٹی کا فوپ پروف پالان بنایا۔ کافنرنس میں کوئی پرندہ بھی پہنیں مار سکتا تھا، لیکن پھر بھی ایکری ایجنت کافنرنس بال تک پہنچ گئے۔ کیسے — ؟

☆ جب ایکری ایجنت کافنرنس بال میں پہنچ تو کافنرنس کے شرکا پر کیا گزر رہی ؟

☆ راشر۔ ایک دیہن اور خطرناک سیکرٹ ایجنت۔ جو عمران کے خلاف میں میں سو فائد کا میاب رہا۔ مگر کیسے — ؟ (تحریر ارشاد انصار جنفری)

0333-6106573
0336-3644440
0336-3644441
Fn 061-4018666

E-Mail Address
arsalan.publications@gmail.com

ارسان پبلی کیشنز اوقاف بلڈنگ ملتان

ارسان پبلی کیشنز پاک گیت

ارسان پبلی کیشنز اوقاف بلڈنگ ملتان

E-Mail Address
arsalan.publications@gmail.com

0333-6106573
0336-3644440
0336-3644441
Fn 061-4018666

عمران سیرہ زین میں مصر کی پاس ارادا اور انوکھی دنیا کا ہمارا نیم و پھر

اقارم

تمکن
تکمیل
تکمیل

پھر

اقارم — ایک ایسا شیطان جو فرعون کی دنیا سے تعلق رکھتا تھا۔

اقارم — جس کے شر سے بچنے کے لئے انسانوں اور حیوانوں نے اسے قابو میں کر کے قید کیا تھا۔

بلیک پرنسز — اقارم کی پانچ کنیتیں۔ جنہیں ایک ہزار سال پہلے جگدا دیا گیا تھا۔ کیوں — ؟

بلیک پرنسز — جو وقت سے پہلے جانے کی وجہ سے اقارم کو پھر سے زندہ کرنا چاہتی تھیں۔ کیسے — ؟

زارکا — ایک جن زادی۔ جس نے عمران کی زندگی اجیر کر دی تھی۔ کیوں ؟

زارکا — جس نے عمران پر اس قدر سارہ زانہ حملے کئے کہ عمران جیسا انسان بھی بوکھلا کر رہا گیا۔

عمران — جس پر چار زندہ لاشوں نے حملہ کیا۔ مگر — ؟

عمران — جس کی مدد کرنے سے جو حرف نے بھی مذمت کر دی۔ کیوں ؟

جوزف — جس پر قاتلانہ حملہ ہوا مگر وہ پانچ گیا لیکن جب وہ رانا ہاؤس پہنچا تو جوانا اس کے سامنے موت بن کر کھڑا تھا۔ کیوں — ؟

جوزف — جس نے اپنی جان بچانے کے لئے جوانا لوگوںی مار کر ہلاک کر دی۔

کیا واقعی — ؟

باطلی دنیا — جس کے پانچ خوفناک راستے تھے اور ہر راستے پر موت تھی۔

باطلی دنیا — جہاں جن زادی زارکا، عمران اور جوزف کے ساتھ یکسرت سروں

کے پانچ محشر ان کو لے جانے پر مجبوہ کر دی تھی۔ کیوں — ؟

ڈاکٹر کرشنائیں — جس نے ایک ایسی مخلوق ایجاد کی جو جناتی بھی تھی، انسانی

بھی اور شیطانی بھی۔

ڈاکٹر کرشنائیں — جو اس انوکھی مخلوق کی تابع کر کے اقارم کے مدفن تک پہنچنا

چاہتا تھا۔ کیوں ؟ کیا وہ بھی اقارم کو قابو کرنا چاہتا تھا۔

عمران — جس نے اپنے کمرے کا دروازہ کھولا تو وہ ایک قبرستان میں پہنچ گیا

کیسے؟ انتہائی حریت انگیز چوہنیوں۔

جوزف — جس نے ڈاکٹر کرشنائیں کی انتہائی طاقتور اور ناقابلی بیکست مخلوق

کو ایک لمحے میں ہلاک کر دیا۔ کیسے — ؟

جوزف — جس نے ماورائی میں کو بلاشبہ ہارمُش کا نام دے دیا اور عمران نے

اسے اوقیع ہارمُش تسلیم کر لیا۔ کیوں — ؟

کیا عمران اس مدفن تک پہنچ سکا جہاں اقارم موجود تھا۔

ایک دل ہلا دینے والی نئی اور انوکھی جہت۔ (تحریر۔ ظہیر احمد)

Mob:

0336-6106573

0336-3644440

0336-3644441

Ph 061-4018666

ارسان پبلی کیشنز اوقاف بلنڈنگ ملتان

E.Mail.Address
arsalan.publications@gmail.com

عمران سیر بزمیں دلچسپ اور یادگار ناول

مکمل ناول

بلیک ہیڈ

حصہ

مظہر کیم اے

پر تھری * یہودیوں کی ایک ایسی میں الاقوای تظم جو تمہرے اعلیٰ تربیت یافتہ ایجادوں پر مشتمل تھی۔

پر تھری * جس نے عمران اور پاکیشائیکرٹ سروس کے خاتمے کیلئے پورے ایکہ بہ میں قدم قدم پر موت کے جال بچا دیئے۔

بلیک ہیڈ * جس کے اصل موجود سائنس و ان پاکیشائی میں ڈنی تو ازان کو چکے تھے مگر،
بلیک کلب * سیاہ فاموں کا ایک ایسا کلب جہاں ہر لمحے موت ناہی تھی لیکن جو لیا
اور صاحبوہاں پہنچنے کیس اور پھر بلیک کلب بھونچاں کی زدیں آگئیں۔ کیسے؟

وہ لمحہ * جب عمران اور پاکیشائیکرٹ سروس قدم قدم پر موت سے لڑتے ہوئے
ٹارگٹ پر پہنچنے انہیں معلوم ہوا کہ انہیں ذراخ دیا گیا ہے۔ ایسا ذراخ جس کا علم
انہیں آخری لمحے تک نہ ہو سکا۔ کیا واقعی۔ پھر کیا ہوا؟

وہ لمحہ * جب اصل مشن ایک بوڑھے سائنس و ان نے ایک مکمل کر لیا اور عمران اور
پاکیشائیکرٹ سروس منہ بکھتی رہ گئی۔ کیوں اور کیسے؟

❖ انہیاں دلچسپ ایڈوڈ چرخ فوٹاک جسمانی فاسٹ۔ بنے پناہ سہیں ❖

تکمیلی محتوا کاپٹ اوقاف بلڈنگ ۰۶۱-۴۰۱۸۶۶۶

ارسلان پبلی کیشنز پاک گیٹ ۰۳۳-۶۱۰۶۵۷۳ ملتان